صبح کا تارا
اور مریضِ رافضیت



تحقیق و کاوش

محمد سلمان شیخ

فتنوں کے دور میں اہل شام حق پر تھے یا اہل عراق

صحابہ کرام بحیثیت مجموعی طور پر الگ ایک جماعت ہیں، یہ وہ ہیں جنہیں اللہ پاک نے حزب اللہ کہا ہے یعنی اللہ کی جماعت، اور یہ جماعت فتنوں کے دور میں بھی ساری ہی حق پر تھی،
لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ سیدنا علی کا گروہ ہے تو وہ سارا ہی حق والا ہے چاہے اندر سبائی، رافضی اور قاتلین عثمان گھسے بیٹھے ہوں، اور سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدنا معاویہ کا گروہ ہے تو سارا ہی باغی ہے چاہے اندر جلیل القدر صحابہ کرام موجود ہوں،شخصیات کی نسبت دیکھ کر جب تجزیہ کیا جائے گا تو کبھی غیر جانبدارانہ تجزیہ نہیں کیا جا سکتا، پھر لازماً انسان کا جھکاؤ اپنی من پسند شخصیت کی طرف ہو گا پھر وہ حقائق و دلائل کی پرواہ نہیں کرے گا، پھر وہ شخصیات کے قد کاٹھ ہی ناپتا رہ جاتا ہے جس کا نمونہ رافضیو اور نیم رافضیو کی صورت ہمارے سامنے ہے،
جیسا کہ میں نے سب سے پہلے لکھا ہے کہ صحابہ کرام حزب اللہ ہیں اور فتنوں کے دور میں بھی سارے ہی حق پر ہیں، لیکن ان کے گروہ والے حق پر نہیں سیدنا علی کے گروہ میں سیدنا زبیر کا جہنمی قاتل بھی موجود ہے اور قاتلین عثمان بھی، خارجی بھی ہیں اور رافضی و سبائی بھی ،اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سارا گروہ ہی حق پر ہے،
اس تمہید کے بعد اصل بات کی طرف چلتے ہیں،

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ مشہور جلیل القدر ثقہ تابعی ہیں، فرماتے ہیں؛

"جنگ صفین کا فتنہ جب رونما ہوا صحابہ کرام کی تعداد اس وقت دس ہزار تھی اور صرف تیس کے قریب صحابہ اس میں شریک ہوئے"
السنہ للخلال، ص 466 ،وسندہ صحیح

اسی طرح امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں
اَلسَّيْفُ الَّذِيْ وَقَعَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ فِتْنَةٌ وَلَا أَقُولُ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ مَفْتُونٌ
صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے مابین چلنے والی تلوار فتنہ تھی لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ وہ اس میں مبتلا ہو گئے تھے "
سیر اعلام النبلاء للذهبی، جلد 8 ،ص 405

ان اقوال آئمہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے مابین ہونے والی جنگیں فتنہ تھیں،
اب دیکھتے ہیں فتنہ کا مرکز کونسا ہے،
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ يَؤُمُّ الْعِرَاقَ : " هَا ، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا ، هَا ، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ
مسند احمد، جلد 2، ص 143، وسندہ صحیح
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں
" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عراق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا:خبردار بے شک فتنہ یہاں سے ہوگا ،خبردار،بے شک فتنہ یہاں سے ہوگا یہ بات آپ نے تین مرتبہ کہی-یہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا"
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فتنہ کا مرکز عراق ہے،اور یہ بات مبنی بر زمینی حقائق بھی ہے اسلام کے خلاف جتنے بڑے فتنے

نمودار ہوئے ہیں سب کا مرکز عراق ہی ہے،جن میں سب سے بڑا سیدنا حسین کو شہید کرنے والے کوفیو کا فتنہ ہے،

اب فتنہ کے دور میں رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے کیا تاکید فرمائی یہ دیکھتے ہیں سنن ابی داؤد کا سکین پوسٹ میں موجودہ ہے علامہ البانی نے روایت کو صحیح قرار دیا ہے،
"سیدنا عبداللّٰہ بن حوالہ رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ تم الگ الگ گروہوں میں بٹ جاؤ گے، ایک گروہ شام میں، ایک یمن میں اور ایک عراق میں
ابن حوالہ نے کہا: اللّٰہ کے رسول! مجھے بتائیے اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کس گروہ میں رہوں،
آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”اپنے اوپر شام کو لازم کر لو، کیونکہ شام کا ملک اللّٰہ کی بہترین سر زمین ہے، اللّٰہ اس ملک میں اپنے نیک بندوں کو جمع کرے گا، اگر شام میں نہ رہنا چاہو تو اپنے یمن کو لازم پکڑنا اور اپنے تالابوں سے پانی پلانا، کیونکہ اللّٰہ نے مجھ سے شام اور اس کے باشندوں کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے"
اس حدیث میں اہل شام اور اہل عراق دونوں کا ذکر ہے اور فتنے کے دور میں رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے شام کو لازم پکڑنے کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ سارے نیک بندے وہیں جمع ہوں گے"

دوسرا سکین صحیح بخاری کا دیکھیں، سیدنا معاویہ رضی اللّٰہ عنہ خود بیان کرتے ہیں میں نے رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ

وسلم کو سنا :
" رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرما رہے تھے، میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا، انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والا اور اسی طرح ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے،
عمیر نے بیان کیا کہ اس پر مالک بن یخامر نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہمارے زمانے میں یہ لوگ شام میں ہیں،
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھو،
یہ مالک بن یخامر یہاں موجود ہیں، جو کہہ رہے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا فہم یہ ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، اور اس دور میں یہ اہل شام میں ہیں"
اسی لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ کو مغلوب نہ کر سکے تھے،اور نہ ہی یزید بن معاویہ کو مغلوب کیا جا سکا تھا،

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے مابین ہونے والی جنگیں فتنہ تھیں، فتنہ کا مرکز عراق ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا ، فتنہ کے دور میں خیر و برکت اہل شام میں ہے لھذا اگر ایمان کی خیریت مطلوب ہے تو شام کو لازم پکڑو فتنوں کے گڑھ عراق کو چھوڑو،
پندرہویں صدی کے نہاد حسینی سارے کوفے کو پکڑ کر بیٹھے ہیں جو کہ فتنوں کا مرکز ہیں اس لیے یہ پندرہویں صدی کے حسینی بھی ایک فتنہ ہیں،


صحیح بخاری

جلد پنجم

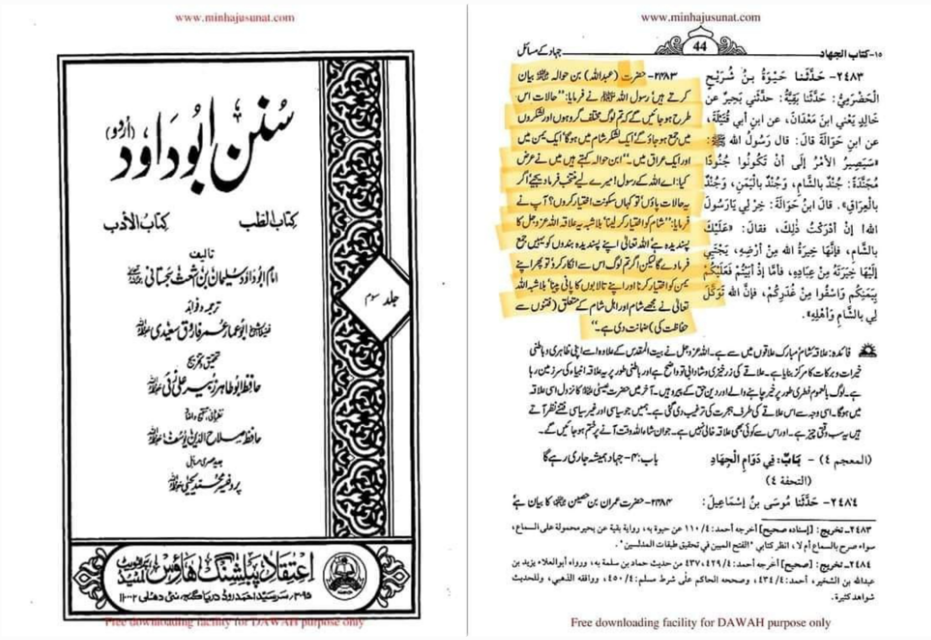
حضرت مولانا محمد داود راز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

تشریح: اس حدیث سے اہلحدیث مراد ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اس سے اہل حدیث مراد نہ ہوں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کون لوگ مراد ہو سکتے ہیں۔

٣٦٤١- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِيءٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ)). قَالَ عُمَيْرٌ: فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ: قَالَ مُعَاذٌ: ((وَهُمْ بِالشَّامِ))، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: هَذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ: ((وَهُمْ بِالشَّامِ)).

(٣٦٤١) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن جابر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمیر بن ہانی نے بیان کیا اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا تھا، آپ فرما رہے تھے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا، انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والے اور اسی طرح ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے۔ عمیر نے بیان کیا کہ اس پر مالک بن یخامر نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہمارے زمانے میں یہ لوگ شام میں ہیں۔ امیر معاویہ نے


www.minhajusunat.com

سُنَن اَبُو دَاود (اردو)

کتاب الطب — کتاب الادب

جلد سوم

تالیف: امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد: ابو عمار عمر فاروق سعیدی

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

١٥- كتاب الجهاد — 44 — جہاد کے مسائل

٢٤٨٣- حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي ابْنَ مَعْدَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي قُتَيْلَةَ، عَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيَصِيرُ الأَمْرُ إِلَى أَنْ تَكُونُوا جُنُودًا مُجَنَّدَةً: جُنْدٌ بِالشَّامِ، وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ، وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ». قَالَ ابْنُ حَوَالَةَ: خِرْ لِي يَارَسُولَ اللهِ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «عَلَيْكَ بِالشَّامِ، فَإِنَّهَا خِيَرَةُ اللهِ مِنْ أَرْضِهِ، يَجْتَبِي إِلَيْهَا خِيَرَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ، فَأَمَّا إِذْ أَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ وَاسْقُوا مِنْ غُدُرِكُمْ، فَإِنَّ اللهَ تَوَكَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ».

٢٤٨٣- حضرت (عبداللہ) بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حالات اس طرح ہو جائیں گے کہ تم لوگ مختلف گروہوں اور لشکروں میں جمع ہو جاؤ گے، ایک لشکر شام میں ہوگا، ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔" ابن حوالہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے منتخب فرما دیجیے اگر یہ حالات پاؤں تو کہاں سکونت اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا: "شام کو اختیار کر لینا، بلاشبہ یہ علاقہ اللہ عزوجل کا پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو یہیں جمع فرما دے گا لیکن اگر تم لوگ اس سے انکار کرو تو پھر اپنے یمن کو اختیار کرنا اور اپنے تالابوں کا پانی پینا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کے متعلق (فتنوں سے حفاظت کی) ضمانت دی ہے۔"

فائدہ: علاقہ شام مبارک علاقوں میں سے ہے۔ اللہ عزوجل نے بیت المقدس کے علاوہ اسے اپنی ظاہری و باطنی خیرات و برکات کا مرکز بنایا ہے۔ علاقے کی زرخیزی و شادابی تو واضح ہے اور باطنی طور پر یہ علاقہ انبیاء کی سرزمین رہا ہے۔ لوگ بالعموم فطری طور پر خیر چاہنے والے اور دین حق کے پیرو ہیں۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اسی علاقہ میں ہوگا۔ اسی وجہ سے اس علاقے کی طرف ہجرت کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہمیں جو سیاسی اور غیر سیاسی فتنے نظر آتے ہیں یہ سب وقتی چیز ہے۔ اور اس سے کوئی بھی علاقہ خالی نہیں ہے۔ جو ان شاء اللہ وقت آنے پر ختم ہو جائیں گے۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي دَوَامِ الْجِهَادِ (التحفة ٤) — باب: ٤- جہاد ہمیشہ جاری رہے گا

٢٤٨٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: — ٢٤٨٤- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

٢٤٨٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١١٠ عن حيوة به، ورواية بقية عن بحير محمولة على السماع، سواء صرح بالسماع أم لا، انظر كتابي "الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين".

٢٤٨٤- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٩، ٤٣٧ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه أبو العلاء يزيد بن عبدالله بن الشخير، أحمد: ٤/ ٤٣٤، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٤٥٠، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

Free downloading facility for DAWAH purpose only

کیا صحابہ کرام کے دو گروہ حق پر ہو سکتے ہیں

صحابہ کرام کے بظاہر مخالف دو گروہ بھی حق پر ہو سکتے ہیں جب دونوں اجتہاد کر رہے ہوں، پھر یہ نہیں کہا جائے گا فلاں حق پر ہے اور فلاں خطا پر یہی طریقہ رسول ہے

لیکن اکثر متاثرین روافض کو یہ بات ہضم نہیں ہوتی، وہ یہ مانے بنا چین نہیں پاتے کہ ایک حق پر ہے اور دوسرا غلطی پر، بعض نام

نہاد اہل سنت بھی اس پراپگنڈہ کا شکار ہیں جن میں اکثر وہ ہیں جو چاروں اماموں کو حق پر مانتے ہیں اور صحابہ کے دو گروہ حق پر مانتے موت پڑتی ہے انہیں، ان کے لیے تو ہم کہتے ہیں کہ حق کہ برعکس غلطی نہیں ہوتی بلکہ باطل ہوتا ہے،کوئی دنیا کی ڈکشنری کوئی لغت دکھاؤ جس میں حق کے مقابلے میں اجتہادی خطا ہو، تو یا تو پھر کہو کہ سیدنا علی حق پر اور ان کے مخالف باطل پر تھے یہ کہنا کہ سیدنا علی حق پر اور ان کے مخالف اجتہادی غلطی پر ترازو میں ڈنڈی مارنے کے مترادف ہے،

بہرحال اکثر یہ صورت حال آپ کو جنگ جمل اور جنگ صفین کے بارے نظر آئے گی، جس میں لوگوں کی طبیعتیں خراب ہو گئی ہیں کہ کسی طرح ساری دنیا یہ مان لے کہ سیدنا معاویہ، سیدہ عائشہ ،سیدنا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین غلط تھے،
اس کے لیے ان بیچارو کے پاس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے،حالانکہ اختلاف اس میں نہیں کہ سیدنا علی حق پر تھے بلکہ اس میں ہے کہ ان کے مخالف صحابہ کرام بھی حق پر تھے یا نہیں،
ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آیا صحابہ کرام کے بظاہر مخالف دو گروہ بھی حق پر ہو سکتے ہیں یا ہم پر واجب ہے ایک کو غلط کہنا ورنہ ہماری بخشش نہیں ہو گی،

صحیح بخاری کا سکین آپ کے سامنے ہے،
"سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوئہ احزاب (سے فارغ ہوکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تمام مسلمان عصر کی نماز بنو قریظہ تک پہنچنے کے بعد ہی ادا کریں ۔ عصر کی نماز کا وقت راستے ہی میں ہو گیا ۔ ان میں سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو کہا کہ ہم راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے ۔
(کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ میں نماز عصر پڑھنے کے لیے فرمایا ہے ۔)
اور بعض صحابہ نے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا منشا یہ نہیں تھا(انہوں نے راستے میں ہی نماز عصر ادا کر لی) ۔
بعد میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کسی پر خفگی نہیں فرمائی"

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
وقال ابن القیم فی الھدی ما حصلہ کل من الفریقین ما جور بقصدہ الاان من صلی حاز الفضیلتین امتثال الامر فی الاسراع وامتثال الامر فی المحافظۃ علی الوقت ولا سیما ما فی ھذہ الصلاۃ بعینہا من الحث علی المحافظۃ علیہا وان من فاتہ حبط وانما لم یعنف الذین اخروھا لقیام عذرھم فی التمسک بظاہر الامر اجتھدوا فاخروا لامتثالھم الامر لکنھم لم یصلوا الی ان یکون اجتھادھم اصوب من اجتھادالطائفۃ الاخری الخ وقد استدل بہ الجمھور علی عدم تاثیم من اجتھد لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یعنف احدا من الطائفتین فلو کا ن ھناک اثم لعنف من اثم
ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ دونوں فریق اجر وثواب کے حقدار ہوئے ۔ مگر جس نے وقت ہونے پر راستہ ہی میں نماز ادا کرلی اس نے دونوں فضیلتوں کو حاصل کر لیا ۔ پہلی

فضیلت نماز عصر کی اس کے اول وقت میں ادا کرنے کی کیونکہ اس نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی خاص تاکید ہے اور یہاں تک ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہو گئی اس کا عمل ضائع ہو گیا ۔
اس طرح اس فریق کو اول وقت نماز پڑھنے اور پھر بنو قریظہ پہنچ جانے کا ثواب حاصل ہوا،
اور دوسرا فریق جس نے نماز عصر میں تاخیر کی اور ظاہر فرمان رسول پر عمل کیا ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی کیونکہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے فرمان رسالت پر عمل کرنے کے لیے نماز کو تاخیر سے بنو قریظہ ہی میں جاکر ادا کیا ۔ ان کا اجتہاد پہلی جماعت سے زیادہ صواب کے قریب رہا۔ اسی سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ اجتہاد کرنے والا گنہگار نہیں ہے۔ (اگر وہ اجتہاد میں غلطی بھی کر جائے ۔) اس لیے کہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے دونوں قسم کے لوگوں میں سے کسی پر بھی نکتہ چینی نہیں فرمائی ۔ اگر ان میں کوئی گنہگار قرار پاتا تو رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم ضرور اس کو تنبیہ فرماتے۔
فتح الباری
جو رافضی و نیم رافضی اور ان کی گندی زریت جس فرقے میں ہو یہ کہتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک گروہ ہی حق پر ہو سکتا ہے وہ ہمیں بتائیں صحابہ کرام کے مذکورہ دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے اور غلط یا اجتہادی خطا پر کون؟



سیدنا علی اور سیدنا معاویہ کا گروہ ،ایک موازنہ

رافضیو اور نیم رافضیو کا سیدنا معاویہ کے گروہ پر ایک ہی بڑا الزام ہے کہ وہ باغی ہے، وہ بھی صرف ایک حدیث سے مرضی کا غلط مطلب اخذ کرکے الزام لگایا گیا ہے، اس کے علاوہ کوئی بڑا اعتراض سیدنا معاویہ کے گروہ پر نہیں کر سکے رافضی اور نیم رافضی،
لیکن بالفرض اگر ہم مان بھی لیں کہ سیدنا معاویہ کا گروہ باغی تھا ،تو بھی یہ گروہ سیدنا علی کے گروہ سے قدرے بہتر تھا،
سیدنا علی کے گروہ میں سبائی بھی تھے جنہیں خود سیدنا علی نے زندہ جلا دیا،
سیدنا علی کے گروہ میں رافضی بھی تھے جو سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم سے بغض و کینہ رکھتے تھے،
سیدنا علی کے گروہ میں قاتل بھی تھے، جو سیدنا عثمان کے قتل میں ملوث تھے اور جن کی حوالگی کا مطالبہ سیدنا معاویہ کرتے تھے،

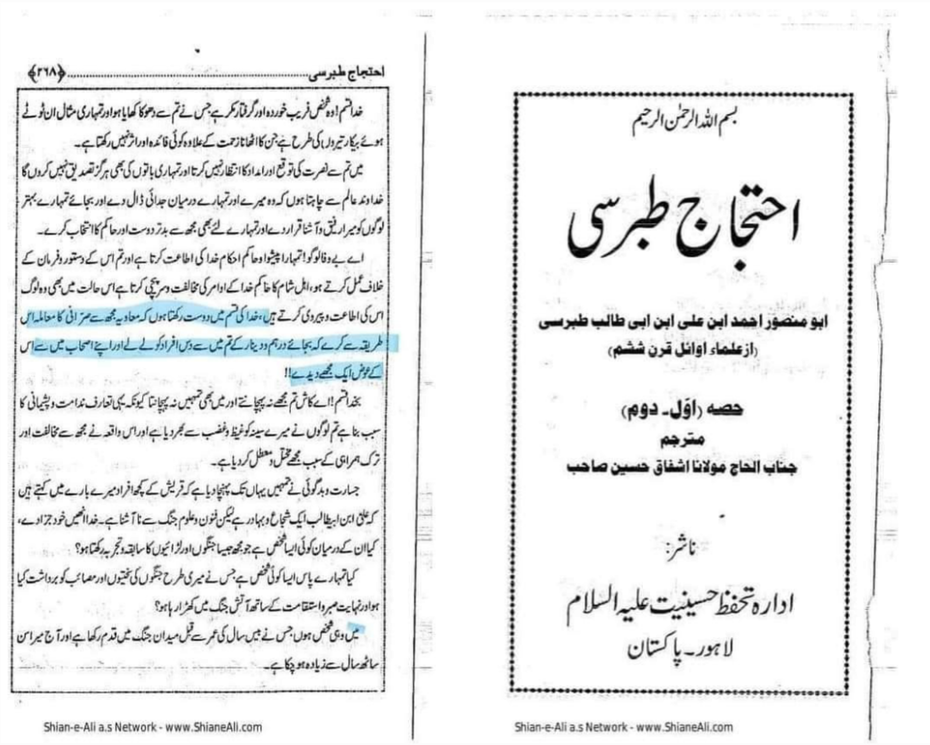
سیدنا علی کے گروہ میں ناصبی بھی تھے جو اہل بیت پر تنقید کرتے تھے
سیدنا علی کے گروہ میں خارجی بھی تھے جنھوں نے سیدنا علی سے بغاوت کرکے ان سے جنگ کی،
سیدنا علی کے گروہ میں جہنمی بھی تھا جس نے سیدنا زبیر کو قتل کیا جسے خود سیدنا علی نے جہنم کی بشارت دی،
سیدنا علی کے گروہ میں شمر بھی تھا جو شیعان علی میں سے تھا اور سیدنا حسین کے قتل میں ملوث تھا،

سیدنا علی رضی اللّٰہ عنہ کا اپنا فرمان شیعہ عالم طبرسی نقل کرتا ہے :
"سیدنا علی رضی اللّٰہ عنہ نے اپنے گروہ والو کو قسم کھا کر فرمایا خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ معاویہ مجھ سے صرافی کا معاملہ اس طریقہ سے کرے کہ بجائے درہم و دینار کے تم میں سے دس افراد کو لے لے اور اپنے اصحاب میں سے اس کے عوض ایک مجھے دے دے"

رافضیو اور نیم رافضیو یہ سیدنا علی کیا کہہ رہے ہیں کہ دس حق والے معاویہ مجھ سے لے لے اور اپنا ایک باغی مجھ دے دے،یہ کیسے حق والے ہیں جن دس کے بدلے ایک باغی مانگا جا رہا ہے، یہ میری دس سوغاتیں لے لے اور اپنا ایک بندہ دے دے،

تو یہ ہے سیدنا علی کے گروہ کا حال جس میں ہر طرح کا مجرم موجود تھا، اور رافضی و نیم رافضی یہ باور کروانے پر تلے ہوتے ہیں کہ یہ گروہ حق پر تھا اور اس کا مخالف سیدنا معاویہ کا گروہ

خطا پر ،
اول الذکر گروہ میں صحابہ کرام اور سیدنا علی کے مخلص ساتھی ہی حق پر تھے باقی تو اس گروہ میں مجرم ہی مجرم نظر آتے ہیں،
جس طرح سیدنا علی کے گروہ میں صحابہ کرام اور سیدنا علی کے جانثار ساتھیو کے علاوہ باقی گروہ حق والے نہیں، اسی طرح سیدنا معاویہ کا گروہ سارا باغی نہیں اگر بالفرض حدیث عمار کا مصداق اسی گروہ کو ہی مان لیں،حالانکہ یہ غیر ثابت ہے،
موخر الذکر گروہ میں موجود صحابہ کرام بھی حق پر تھے اور سیدنا معاویہ کے مخلص ساتھی بھی، باقی چاہے باغی ہوں تو بھی اس سے فرق نہیں پڑتا، جیسے سیدنا علی کے گروہ میں ہر طرح کا مجرم موجود ہونے کی وجہ سے سیدنا علی اور دیگر صحابہ کو فرق نہیں پڑتا،


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احتجاج طبرسی

ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی
(از علماء اوائل قرن ششم)

حصہ (اول۔ دوم)
مترجم
جناب الحاج مولانا اشفاق حسین صاحب

ناشر:
ادارہ تحفظ حسینیت علیہ السلام
لاہور۔ پاکستان

Shian-e-Ali a.s Network - www.ShianeAli.com

احتجاج طبرسی .... ﴿۲۶۸﴾

خدا قسم! وہ شخص فریب خوردہ اور گرفتار مکر ہے جس نے تم سے دھوکا کھایا ہو اور تمہاری مثال ان ٹوٹے ہوئے بیکار تیروں کی طرح ہے جن کا اٹھانا زحمت کے علاوہ کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتا ہے۔
میں تم سے نصرت کی توقع اور امداد کا انتظار نہیں کرتا اور تمہاری باتوں کی بھی ہرگز تصدیق نہیں کروں گا خداوند عالم سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے اور بجائے تمہارے بہتر لوگوں کو میرا رفیق و آشنا قرار دے اور تمہارے لئے بھی مجھ سے بدتر دوست اور حاکم کا انتخاب کرے۔
اے بے وفا لوگو! تمہارا پیشوا و حاکم احکام خدا کی اطاعت کرتا ہے اور تم اس کے دستور و فرمان کے خلاف عمل کرتے ہو، اہل شام کا حاکم خدا کے اوامر کی مخالفت و سرپیچی کرتا ہے اس حالت میں بھی وہ لوگ اس کی اطاعت و پیروی کرتے ہیں، خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ معاویہ مجھ سے صرافی کا معاملہ اس طریقہ سے کرے کہ بجائے درہم و دینار کے تم میں سے دس افراد کو لے لے اور اپنے اصحاب میں سے اس کے عوض ایک مجھے دیدے!!
بخدا قسم! اے کاش تم مجھے نہ پہچانتے اور میں بھی تمہیں نہ پہچانتا کیونکہ یہی تعارف ندامت و پشیمانی کا سبب بنا ہے تم لوگوں نے میرے سینہ کو غیظ و غضب سے بھر دیا ہے اور اس واقعہ نے مجھ سے مخالفت اور ترک ہمراہی کے سبب مجھے مختل و معطل کر دیا ہے۔
جسارت و بدگوئی نے تمہیں یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ قریش کے کچھ افراد میرے بارے میں کہتے ہیں کہ علی ابن ابیطالب ایک شجاع و بہادر ہے لیکن فنون و علوم جنگ سے ناآشنا ہے۔ خدا انھیں خود جزا دے، کیا ان کے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جو مجھ جیسا جنگوں اور لڑائیوں کا سابقہ و تجربہ رکھتا ہو؟
کیا تمہارے پاس ایسا کوئی شخص ہے جس نے میری طرح جنگوں کی سختیوں اور مصائب کو برداشت کیا ہو اور نہایت صبر و استقامت کے ساتھ آتش جنگ میں کھڑا رہا ہو؟
میں وہی شخص ہوں جس نے بیس سال کی عمر سے قبل میدان جنگ میں قدم رکھا ہے اور آج میرا سن ساٹھ سال سے زیادہ ہو چکا ہے۔

Shian-e-Ali a.s Network - www.ShianeAli.com

فضائل سیدنا معاویہ صحابہ کرام کی زبانی

"کاتبِ وحی"

سیدنا زید بن ثابت رضی اللّٰہ عنہ بھی کاتب وحی تھے جیسے سیدنا معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کاتب وحی تھے، سیدنا زید بن ثابت رضی اللّٰہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کی گواہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ دیتے ہیں، جیسے سیدنا معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کی گواہی سیدنا عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہ دیتے ہیں،

وفات رسول صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کے بعد جب قرآن جمع کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللّٰہ عنہ کو بلا کر فرمایا :
"تم کاتب وحی ہو، تم رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک بھی امانت دار تھے اور ہمارے سب کے نزدیک بھی امانت دار ہو"
اس سے ملتے جلتے الفاظ صحیح بخاری میں بھی موجود ہیں،
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ جو صحابی کاتب وحی ہے وہ رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک امانت دار تھا اور وفات رسول کے بعد سارے صحابہ کرام کے نزدیک بھی امانت دار تھا،
سیدنا معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے بارے سیدنا عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں؛
"وکان یکتب الوحی"
اور آپ (سیدنا معاویہ رضی اللّٰہ عنہ) وحی لکھتے تھے"

دلائل النبوه للبیقھی ،وسندہ صحیح شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

"امارتِ معاویہ"

اللہ پاک نے فرمایا :
وَيَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ‌ؕ ءَاِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ‌ؕ
اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ بھی ہے ؟
النمل، 62

صحیح مسلم، کتاب الامارة
سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میرے ساتھ میرے باپ بھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:
”یہ دین ہمیشہ غالب اور مضبوط رہے گا بارہ خلیفوں کی خلافت تک۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ارشاد فرمایا جو لوگوں نے مجھے سننے نہ دیا میں نے اپنے باپ سے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟
انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب قریش سے ہوں گے۔“
متفق علیہ
سنن ابی داؤد میں الفاظ یہ ہیں
"لایزال ھذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم تجتمع علیہ الامۃ
دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک تم پر بارہ خلفاء حاکم ہوں

، جن پر تمام امت متفق ہو گی"
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللّٰہ، ملا علی قاری حنفی رحمہ اللّٰہ اور علماء کے مطابق ان بارہ خلفاء میں سیدنا معاویہ بھی شامل ہیں،
ابن حجر عسقلانی رحمہ اللّٰہ فرماتے ہیں:
”راجح تیسری بات ہے جسے قاضی عیاض نے پیش کیاہے کیونکہ اس کی تائید اس صحیح حدیث سے ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ ان سب پر امت اتفاق کرلے گی ، اس کی وضاحت یہ ہے کہ اتفاق سے مراد بیعت پر اتفاق کرنا ہے اور واقعہ یہی ہوا کہ لوگ ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ ، پھر عمر رضی اللّٰہ عنہ،عثمان رضی اللّٰہ عنہ اور پھر علی رضی اللّٰہ عنہ پر متفق ہوئے ، یہاں تک صفین میں دونوں حکم کا معاملہ پیش آیا اور معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کو خلیفہ کہا گیا پھر صلح حسن رضی اللّٰہ عنہ کے وقت لوگ معاویہ رضی اللّٰہ عنہ پر متفق ہوئے ، اس کے بعد اس کے بیٹے یزید پر متفق ہوئے ،
فتح الباری

جنگ صفین کے بعد سیدنا علی رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا:
"لوگو! معاویہ کی امارت کو ناپسند مت کرو ۔ اگر تم نے انہیں کھو دیا تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے جیسے حنظل کا پھل اپنے درخت سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتا ہے۔“

سیدنا حسن بن علی رضی اللّٰہ عنہ نے سیدنا معاویہ سے صلح کرنے کے بعد فرمایا :
"معاویہ میرے لیے بہتر ہے ان سے جو اپنے آپ کو میرا شیعہ کہتے

ہیں"

سیدنا عبداللّٰہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا :
"میں نے معاویہ سے زیادہ حکومت کے لئے مناسب (خلفائے راشدین کے بعد) کوئی نہیں دیکھا"

"فقیہ"

امت محمدیہ میں بہت سے فقیہ گزرے ہیں، صحابہ کرام میں بھی بہت سے صحابی فقیہ تھے، سیدنا علی، سیدنا عبداللّٰہ بن مسعود، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا عبداللّٰہ بن عباس، سیدنا زید رضی اللّٰہ عنہم اجمعین وغیرہ وغیرہ،
اسی طرح امت میں آئمہ اربعہ اور دیگر بہت سے فقیہ گزرے ہیں، لیکن سیدنا معاویہ بھی فقیہ ہیں اس پر ایک تگڑی گواہی ہے خود ایک فقیہ صحابی سیدنا عبداللّٰہ بن عباس کی،
صحیح بخاری میں ہے،
ایک سبائیت کا متاثرہ شخص سیدنا معاویہ کے بارے سیدنا عبداللّٰہ بن عباس کو کہتا ہے کہ سیدنا معاویہ نے ایک رکعت وتر پڑھا ہے،
اس پر سیدنا عبداللّٰہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا :
"وہ فقیہ ہیں "

اسی طرح باقی صحابہ بھی ہیں، لیکن ایک ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ ہے جس کی صحابیت کی گواہی رب کا قرآن دیتا ہے،اس سے صحابیت پر گواہی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، کیونکہ اللّٰہ

پاک کو تو علم تھا بعد میں ایسے خبیث بھی امت میں پیدا ہونے ہیں جنھوں نے ان کی صحابیت پر ہی سوال اٹھانا ہے،
اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کی صحابیت کی گواہی سیدنا عبداللّٰہ بن عباس دیتے ہیں :
"اسی سبائیت کے متاثرہ شخص کو سیدنا عبداللّٰہ بن عباس نے مزید یہ کہا کہ
" سیدنا معاویہ نے ایک رکعت وتر پڑھی وہ رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں "
یہ نص ہے کہ رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد بھی سیدنا معاویہ صحابہ کرام کے نزدیک اسی صحابیت کے شرف سے مشرف تھے جس سے زمانہ رسالت میں تھے،

"رسول پاک والی نماز"

رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا :
"نماز اس طرح پڑھنا جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو"

سیدنا ابودرداء رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں :
"میں نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کے بعد سیدنا معاویہ سے بڑھ کر رسول پاک والی نماز پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا "

"عادل حکمران"

.
رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا :
"عدل کرنے والے (حکمران قیامت کے دن) رحمن کے دائیں جانب

نور کے منبروں پر ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ کے دونوں جانب دائیں ہی ہیں، (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو اپنے فیصلوں،اپنے اہل خانہ، اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں عدل سے کام لیں گے"

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :
" میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر عدل کا فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا "



صحیح بخاری

جلد اوّل

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

603 اذان کا بیان

مطلب یہ کہ سفر میں نماز باجماعت سے غافل نہ ہونا۔

٦٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ أَتَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا - أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا - سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا، فَأَخْبَرْنَاهُ، فَقَالَ: ((ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ، وَمُرُوهُمْ))- وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا- ((وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ)).
[راجع: ٦٢٨]

(۶۳۱) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں عبدالوہاب نے خبر دی' کہا کہ ہمیں ابو ایوب سختیانی نے ابو قلابہ سے خبر دی' انہوں نے کہا کہ ہم سے مالک بن حویرث نے بیان کیا' کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ہم سب ہم عمر اور نوجوان ہی تھے۔ آپ کی خدمت مبارک میں ہمارا بیس دن و رات قیام رہا۔ آپ بڑے ہی رحم دل اور ملنسار تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ ہمیں اپنے وطن واپس جانے کا شوق ہے تو آپ نے پوچھا کہ تم لوگ اپنے گھر کسے چھوڑ کر آئے ہو۔ ہم نے بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا اب تم اپنے گھر جاؤ اور ان گھر والوں کے ساتھ رہو اور انہیں بھی دین سکھاؤ اور دین کی باتوں پر عمل کرنے کا حکم کرو۔ مالک نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا جن کے متعلق ابو ایوب نے کہا کہ ابو قلابہ نے یوں کہا وہ باتیں مجھ کو یاد ہیں یا یوں کہا مجھ کو یاد نہیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح نماز پڑھنا جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آ جائے تو کوئی ایک اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

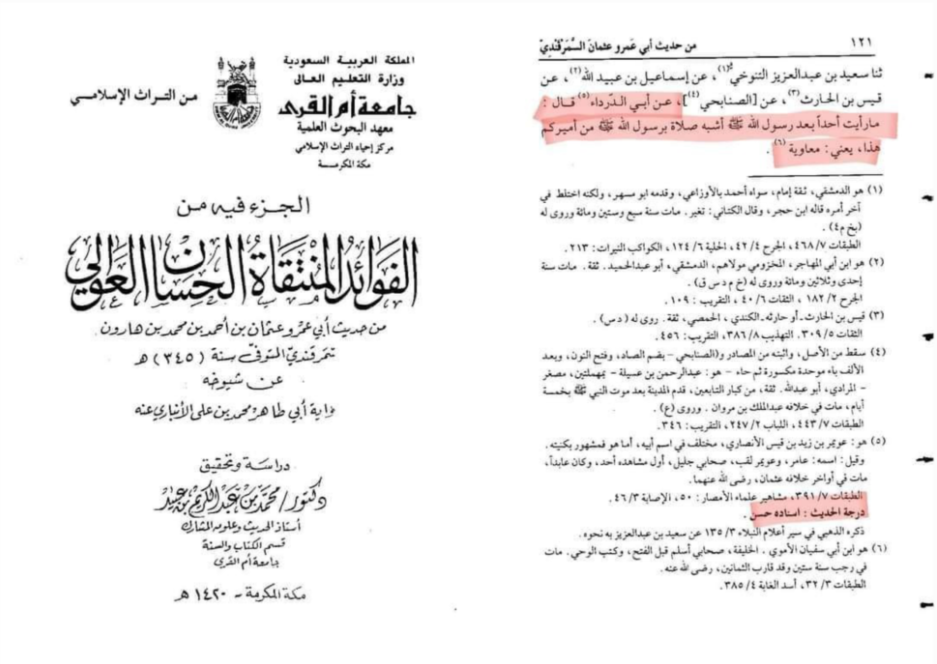
بشرطیکہ وہ قرآن شریف و طریقہ نماز و امامت جانتا ہو۔

تشریح: اس حدیث سے حضرت امام بخاری قدس سرہ نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ حالت سفر میں اگر چند مسلمان یکجا ہوں تو ان کو نماز اذان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنی چاہئے۔ ان نوجوانوں کو آپ نے بہت سی نصائح کے ساتھ آخر میں یہ تاکید فرمائی کہ جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ میں اسی طرح میری سنت کے مطابق نماز پڑھنا۔ معلوم ہوا کہ نماز کا ہر ہر رکن فرض واجب مستحب سب رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر ادا ہونا ضروری ہے' ورنہ وہ نماز صحیح نہ ہو گی۔ اس معیار پر دیکھا جائے تو آج کتنے نمازیں ملیں گے جو بحالت قیام و رکوع و سجدہ و قومہ سنت رسول کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ سچ ہے ؎

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

٦٣٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: أَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ قَالَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ. فَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ

(۶۳۲) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے عبیداللہ بن عمر عمری سے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سرد رات میں مقام ضجنان پر اذان دی پھر فرمایا کہ لوگو! اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو اور ہمیں آپ نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ مؤذن سے اذان کے لئے



المملكة العربية السعودية
وزارة التعليم العالي
جامعة أم القرى
معهد البحوث العلمية
مركز إحياء التراث الإسلامي
مكة المكرمة

من التراث الإسلامي

الجزء فيه من

الفوائد المنتقاة الحسان العوالي

من حديث أبي عمرو عثمان بن أحمد بن محمد بن هارون السمرقندي المتوفى سنة (٣٤٥) هـ

عن شيوخه

رواية أبي طاهر محمد بن علي الأنباري عنه

دراسة وتحقيق

دكتور / محمد بن عبدالكريم بن عبيد

أستاذ الحديث وعلومه المشارك
قسم الكتاب والسنة
جامعة أم القرى

مكة المكرمة - ١٤٢٠ هـ

١٢١ من حديث أبي عمرو عثمان السمرقندي

ثنا سعيد بن عبدالعزيز التنوخي[١]، عن إسماعيل بن عبيد الله[٢]، عن قيس بن الحارث[٣]، عن [الصنابحي[٤]]، عن أبي الدرداء[٥] قال: ما رأيت أحداً بعد رسول الله ﷺ أشبه صلاة برسول الله ﷺ من أميركم هذا، يعني: معاوية[٦].

(١) هو الدمشقي، ثقة إمام، سواه أحمد بالأوزاعي، وقدمه ابو مسهر، ولكنه اختلط في آخر أمره قاله ابن حجر، وقال الكتاني: تغير. مات سنة سبع وستين ومائة وروى له (بخ م٤).
الطبقات ٧/ ٤٦٨، الجرح ٤/ ٤٢، الحلية ٦/ ١٢٤، الكواكب النيرات: ٢١٣.

(٢) هو ابن أبي المهاجر، المخزومي مولاهم، الدمشقي، أبو عبدالحميد. ثقة. مات سنة إحدى وثلاثين ومائة وروى له (خ م د س ق).
الجرح ٢/ ١٨٢، الثقات ٦/ ٤٠، التقريب: ١٠٩.

(٣) قيس بن الحارث. أو حارثة. الكندي، الحمصي، ثقة. روى له (د س).
الثقات ٥/ ٣٠٩، التهذيب ٨/ ٣٨٦، التقريب: ٤٥٦.

(٤) سقط من الأصل، وأثبته من المصادر و(الصنابحي - بضم الصاد، وفتح النون، وبعد الألف باء موحدة مكسورة ثم حاء - هو: عبدالرحمن بن عسيلة - بمهملتين، مصغر - المرادي، أبو عبدالله. ثقة، من كبار التابعين، قدم المدينة بعد موت النبي ﷺ بخمسة أيام، مات في خلافة عبدالملك بن مروان. وروى (ع).
الطبقات ٧/ ٤٤٣، اللباب ٢/ ٢٤٧، التقريب: ٣٤٦.

(٥) هو: عويمر بن زيد بن قيس الأنصاري، مختلف في اسم أبيه، أما هو فمشهور بكنيته. وقيل: اسمه: عامر، وعويمر لقب، صحابي جليل، أول مشاهده أحد، وكان عابداً، مات في أواخر خلافة عثمان، رضي الله عنهما.
الطبقات ٧/ ٣٩١، مشاهير علماء الأمصار: ٥٠، الإصابة ٣/ ٤٦.
درجة الحديث: اسناده حسن.
ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء ٣/ ١٣٥ عن سعيد بن عبدالعزيز به نحوه.

(٦) هو ابن أبي سفيان الأموي. الخليفة، صحابي أسلم قبل الفتح، وكتب الوحي. مات في رجب سنة ستين وقد قارب الثمانين، رضي الله عنه.
الطبقات ٣/ ٣٢، أسد الغابة ٤/ ٣٨٥.

باب 626 : فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ

عادل امام کی فضیلت اور ظالم کی سزا

4607-حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا

❖ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عدل کرنے والے (حکمران قیامت کے دن) رحمٰن کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں جانب "دائیں" ہی ہیں (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو اپنے فیصلوں' اپنے اہل خانہ اور اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں عدل سے کام لیں گے۔

4608-حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ مِمَّنْ أَنْتَ فَقُلْتُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ فَقَالَتْ كَيْفَ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِي غَزَاتِكُمْ هَذِهِ فَقَالَ مَا نَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا إِنْ كَانَ لَيَمُوتُ لِلرَّجُلِ مِنَّا الْبَعِيرُ فَيُعْطِيهِ الْبَعِيرَ وَالْعَبْدُ فَيُعْطِيهِ الْعَبْدَ وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ فَيُعْطِيهِ النَّفَقَةَ فَقَالَتْ أَمَا إِنَّهُ لَا يَمْنَعُنِي الَّذِي فَعَلَ فِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخِي أَنْ أُخْبِرَكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي بَيْتِي هَذَا اللَّهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ

❖ عبدالرحمٰن بن شماسہ بیان کرتے ہیں' میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کیلئے سیدہ عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت کیا تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ میں نے بتایا: میرا تعلق مصر سے ہے۔ سیدہ عائشہ ؓ نے دریافت کیا، جنگ کے دوران تمہارا سپہ سالار تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا' ہمیں اس سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کا اونٹ مرجائے تو اسے اونٹ دے دیتا ہے اگر غلام مرجائے تو اسے غلام دے دیتا ہے۔ اگر کسی شخص کو خرچ کی ضرورت ہو تو وہ اسے خرچ دیدیتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا: اس نے میرے بھائی محمد بن ابوبکر کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کی وجہ سے میں یہ حدیث ضرور بیان کروں گی نبی اکرم ﷺ نے میرے اسی حجرے میں یہ ارشاد فرمایا تھا: جو شخص میری اُمت کا حکمران بنے اور وہ ان پر سختی کرے تو تم اس پر سختی کرو اور جو شخص میری اُمت کا حکمران بنے اور اس کے ساتھ نرمی کرے تو تم اس کے ساتھ نرمی کرو۔

4609-وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ حَرْمَلَةَ الْمِصْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

❖ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4610-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

حدیث 4607- نسائی (5379) احمد (6472) ابن حبان (4484) بیہقی (19949)

حدیث 4608- احمد (24382) ...(553) ...

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

اور وہ رسول، ان لوگوں، کو "الکتاب" اور "الحکمۃ" کی تعلیم دیتا اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔

صحیح مسلم شریف

متن و ترجمہ

تصنیف

امیر المسلمین فی الحدیث

امام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری

متوفی ۲۶۱ھ

تغمدہ اللہ تعالیٰ بغفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جنانہ

جلد دوم

ترجمہ

شیخ الحدیث

استاذ من الفقہ والحدیث و...

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر

اصلح اللہ تعالیٰ احوالہ فی السر والعلن

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

أن سعد بن أبي وقاص قال: ما رأيت أحداً بعد عُثْمان أقضى بحق من صاحب هذا الباب ـ يعني مُعَاوِيَة ـ.

أَخْبَرَنا أبو بَكْر اللفتواني، أنا أبو عَمْرو بن مندة، أنا أبو مُحَمَّد بن يوة، أنا اللبناني[١]، نا ابن أبي الدنيا، نا أبو بَكْر التميمي، والحَسَن بن يَحْيَى، قالا: نا عَبْد الرزاق[٢]، أنا معمر، عَن الزهري، عَن حميد بن عَبْد الرَّحْمٰن، نا المسور بن مخرمة.

أنه وفد على مُعَاوِيَة، فلما دخلتُ عليه ـ حسبت أنه قال: سلّمت عليه ـ فقال: ما فعل طعنك على الأئمة يا مِسْوَر، قال: قلت: أرفضنا من هذا، وأحسن فيما قدمنا له، قال: لتكلّمني بذات نفسك، قال: فلم أدع شيئاً أعيبه عليه إلاّ أخبرته به، فقال: لا تبرأ من الذنوب، فهل لك من ذنوب تخاف أن تهلكك إنح لم يغفرها الله لك؟ قال: قلت: نعم، يعني قال: فما يجعلك أحق بأن ترجو المغفرة مني، فوالله لما إليّ من الصلاح[٣] بين الناس، وإقامة الحدود، والجهاد في سبيل الله، والأمور العظام التي تحصيها والتي لا نحصيها أكثر مما تلي، وإنّي لعلى دين يقبل الله فيه الحسنات ويعفو عن السيئات، ووالله على ذلك ما كنت لأخيّر بين الله وغيره إلاّ اخترت الله على ما سواه، قال: ففكرت حين[٤] قال لي ما قال، فعرفتُ أنه قد خصمني، قال: فكان إذا ذكره بعد ذلك دعا له بخير.

أَخْبَرَنا أبو الحَسَن المالكي، نا ـ وأبو منصور المقرىء، أنا ـ أبو بَكْر الخطيب[٥]، أنا القاضي أبو [بكر][٦] أحمد بن الحَسَن الحرشي[٧]، نا أبو العباس مُحَمَّد بن يعقوب الأصم، نا مُحَمَّد بن خالد بن خلي الحمصي، نا بشر بن شعيب بن أبي[٨] حمزة، عَن أبيه، عَن الزهري، أخبرني عروة بن الزبير أن المسور بن مخرمة أخبره:

أنه قدم وافداً على مُعَاوِيَة بن أبي سُفْيان، فقضى حاجته، ثم دعاه فأخلاه، فقال: يا

(١) تحرفت بالأصل وبقية النسخ إلى: اللبناني، بتقديم الباء.
(٢) من طريقه رواه ابن كثير في البداية والنهاية ٨/ ١٤٢ ـ ١٤٣ وروي في أنساب الأشراف ٥/ ٥٣ (ط. دار الفكر ـ بيروت) وسير الأعلام ٣/ ١٥٠ ـ ١٥١.
(٣) مكانها بياض في «ز».
(٤) في «ز»: «ت حين» مكانها بياض في «ز».
(٥) رواه أبو بكر الخطيب في تاريخ بغداد ١/ ٢٠٨.
(٦) سقطت من الأصل وبقية النسخ، واستدركت عن تاريخ بغداد وقوله: «القاضي أبو بكر» مكانه بياض في «ز».
(٧) فوقها ضبة في م.
(٨) سقطت من تاريخ بغداد.

تاريخ مدينة دمشق

وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل أو اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها

تصنيف

الإمام العالم الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي

المعروف بابن عساكر

٤٩٩ هـ - ٥٧١ هـ

دراسة وتحقيق

محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي

الجزء التاسع والخمسون

معالي ـ مغيث

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول خدا جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز آجاؤ

جدید نظرثانی شدہ کمپیوٹر ایڈیشن

جامع ترمذی

مترجم مع مختصر شرح

جلد دوم

از تالیف

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی

رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولانا فضل احمد صاحب مدظلہم

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے انہی سے منقول ہے۔

(٢٤٥١) حدثنا محمود بن غيلان نا ابو داود انبانا شعبة عن حبيب بن ابى ثابت وعبدالعزيز بن رفيع والا عمش كُلُّهُمْ سَمِعُوا بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَبَشَّرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ نَعَمْ

۲۳۵۱۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے اور خوشخبری دی کہ جو شخص اس حالت میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے پوچھا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ فرمایا: ہاں۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں ابودرداءؓ سے بھی روایت ہے۔

اَبْوَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علم کے متعلق رسول اکرم ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

باب ١٣٨١ ـ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهٖ خَيْرًا فَقَّهَهٗ فِي الدِّيْنِ

باب ۱۳۸۱۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔

(٢٤٥٢) حدثنا علي بن حجر نا اسمعيل بن جعفر اخبرني عبدالله بن سعيد بن ابى هند عن أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

۲۳۵۲۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اگر اپنے کسی بندے کی بہتری چاہتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔

اس باب میں عمرؓ، ابوہریرہؓ اور معاویہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

باب ١٣٨٢ ـ فَضْلِ طَلَبِ الْعِلْمِ

باب ۱۳۸۲۔ طلب علم کی فضیلت۔

(٢٤٥٣) حدثنا محمود بن غيلان نا ابو اسامة عن الاعمش عن ابى صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ

۲۳۵۳۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے علم سیکھنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا ایک راستہ آسان کر دیتے ہیں۔

یہ حدیث حسن ہے۔

(٢٤٥٤) حدثنا نصر بن علي نا خالد بن يزيد

۲۳۵۴۔ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

● فقہ سے مراد حدیث میں کمال درجے کی بصیرت ناسخ و منسوخ کو ماننا، جرح و تعدیل وغیرہ وغیرہ ہیں نہ کہ اس کے اصطلاحی معنی مراد ہیں جو آج کل معروف ہیں۔ واللہ اعلم (مترجم)



صحیح بخاری

جلد پنجم

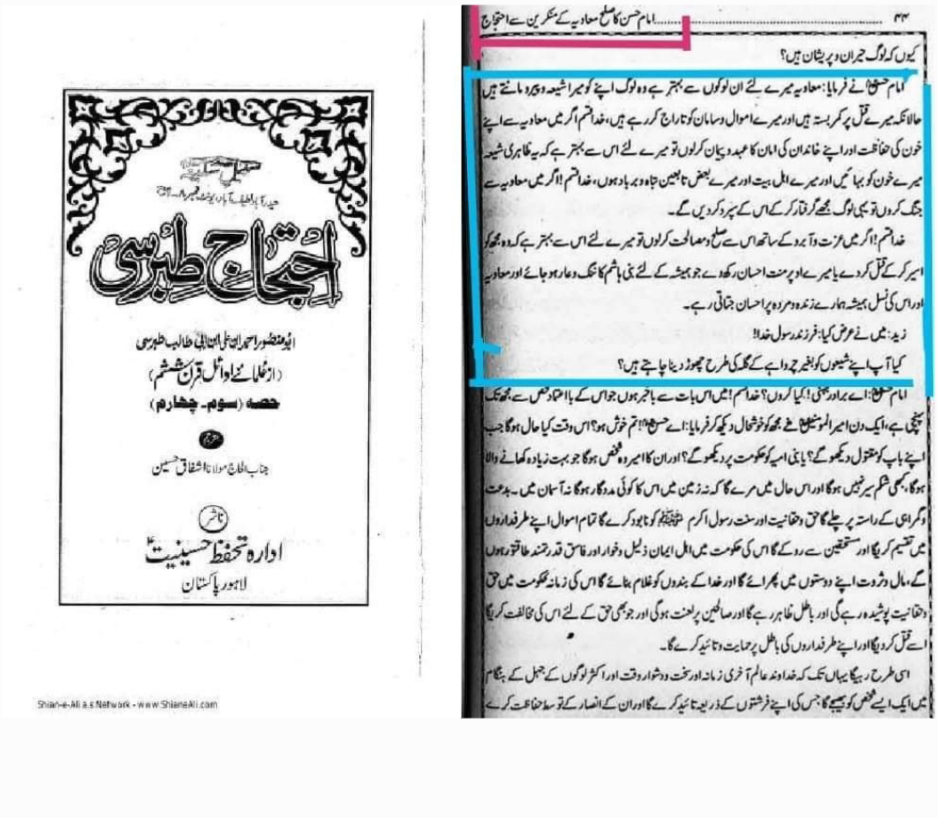
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

۳۷۶۵- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: ((إِنَّهُ فَقِيهٌ)). [راجع: ۳۷۶٤]

(۳۷۶۵) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔



تاریخ مدینۃ دمشق



احتجاج طبرسی

ادارہ تحفظ حسینیت لاہور پاکستان

۴۴ ...... امام حسن کا صلح معاویہ کے منکرین سے احتجاج

کیوں کہ لوگ حیران و پریشان ہیں؟

امام حسنؑ نے فرمایا: معاویہ میرے لئے ان لوگوں سے بہتر ہے وہ لوگ اپنے کو میرا شیعہ و پیرو مانتے ہیں حالانکہ میرے قتل پر کمر بستہ ہیں اور میرے اموال و سامان کو تاراج کر رہے ہیں، خدا قسم اگر میں معاویہ سے اپنے خون کی حفاظت اور اپنے خاندان کی امان کا عہد و پیمان کرلوں تو میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ یہ ظاہری شیعہ میرے خون کو بہائیں اور میرے اہل بیت اور میرے بعض تابعین تباہ و برباد ہوں، خدا قسم! اگر میں معاویہ سے جنگ کروں تو یہی لوگ مجھے گرفتار کر کے اس کے سپرد کر دیں گے۔

خدا قسم! اگر میں عزت و آبرو کے ساتھ اس سے صلح و مصالحت کرلوں تو میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ مجھ کو اسیر کر کے قتل کر دے یا میرے اوپر منت احسان رکھ دے جو ہمیشہ کے لئے بنی ہاشم کا ننگ و عار ہو جائے اور معاویہ اور اس کی نسل ہمیشہ ہمارے زندہ و مردہ پر احسان جتاتی رہے۔

زید: میں نے عرض کیا: فرزند رسول خدا!

کیا آپ اپنے شیعوں کو بغیر چرواہے کے گلہ کی طرح چھوڑ دینا چاہتے ہیں؟

امام حسنؑ: اے برادر جعفی! کیا کروں؟ خدا قسم! میں اس بات سے باخبر ہوں جو اس کے با اعتماد شخص سے مجھ تک پہنچی ہے، ایک دن امیر المومنینؑ نے مجھ کو خوشحال دیکھ کر فرمایا: اے حسنؑ! تم خوش ہو؟ اس وقت کیا حال ہوگا جب اپنے باپ کو مقتول دیکھو گے؟ یا بنی امیہ کو حکومت پر دیکھو گے؟ اور ان کا امیر وہ شخص ہوگا جو بہت زیادہ کھانے والا ہوگا، کبھی شکم سیر نہیں ہوگا اور اس حال میں مرے گا کہ نہ زمین میں اس کا کوئی مددگار ہوگا نہ آسمان میں۔ بدعت و گمراہی کے راستہ پر چلے گا حق و حقانیت اور سنت رسول اکرم ﷺ کو نابود کرے گا تمام اموال اپنے طرفداروں میں تقسیم کریگا اور مستحقین سے روکے گا اس کی حکومت میں اہل ایمان ذلیل و خوار اور فاسق قدرتمند طاقتور ہوں گے، مال و ثروت اپنے دوستوں میں پھرائے گا اور خدا کے بندوں کو غلام بنائے گا اس کی زمانہ حکومت میں حق و حقانیت پوشیدہ رہے گی اور باطل ظاہر رہے گا اور صالحین پر لعنت ہوگی اور جو بھی حق کے لئے اس کی مخالفت کریگا اسے قتل کر دیگا اور اپنے طرفداروں کی باطل پر حمایت و تائید کرے گا۔

اس طرح رہیگا یہاں تک کہ خداوند عالم آخری زمانہ اور سخت و دشوار وقت اور اکثر لوگوں کے جہل کے ہنگام میں ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جس کی اپنے فرشتوں کے ذریعہ تائید کرے گا اور ان کے انصار کے توسط حفاظت کرے

سیدنا معاویہ کا مقدمہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمہ دیکھا جائے تو وہ انہیں حق پر قرار دینے کے لیے کافی ہے، لیکن بات یہ ہے کہ انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے، جب رافضیت کی تقویت مقصود ہو جب بغض صحابہ دل میں ہو جب دماغ رافضیت کے گند سے لتھڑا ہو یا پھر بندہ جاہل ہو پھر اس سے انصاف نہیں ہوتا،

سیدنا معاویہ کا سیدنا علی کی مخالفت کرنا کوئی ذاتی رنجش و دشمنی کی بنا پر نہیں تھا، ایسا کوئی ایک حوالہ بھی نہیں جس سے زرا شبہہ سا بھی نکلتا ہو کہ سیدنا علی کے برسر اقتدار آنے سے پہلے سیدنا معاویہ کی سیدنا علی سے کوئی رنجش، کوئی ناراضگی، کوئی بدگمانی یا کوئی کسی قسم کا اختلاف موجود ہو، پھر سیدنا علی کے منصب خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد کیا وجوہات ہوئی جو سیدنا معاویہ نے سیدنا علی کی مخالفت کی؟
سب سے بنیادی وجہ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا معاملہ تھا،اس قصاص کے مطالبے کے پیچھے قرآن و حدیث کے صریح دلائل ہیں،اللہ پاک نے قصاص کے بارے فرمایا :
وَ لَکُمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ
البقرہ ،179
عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے اس باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے
اسی طرح کی اور بھی آیات ہیں جن میں اللہ پاک نے قصاص کا حکم دیا ہے،
بیعت رضوان بھی سیدنا معاویہ کے مقدمہ کی ٹھوس دلیل ہے جب رسول پاک نے تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام سے جن میں

سیدنا علی بھی شامل تھے قصاص عثمان پر درخت کے نیچے بیعت لی،
رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سیدنا علی سمیت پندرہ سو صحابہ کرام کی جان قصاص عثمان پر قربان کرنے کو تیار ہو گئے،
اللہ پاک نے بھی فرما دیا :
إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ
الفتح،10
بے شک وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ در حقیقت اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے،
ان صریح دلائل کی بنیاد پر سیدنا معاویہ کا یہ مقدمہ مضبوط ہو جاتا ہے،

.
دوسری وجہ قاتلین عثمان کا سیدنا علی کے گروہ میں شامل ہونا اور حکومتی عہدوں پر براجمان ہونا ہے،
یہ یقیناً قابل قبول بات نہیں قصاص عثمان کا مطالبہ کرنے والو کے لیے، زرا سوچیں یزید اگر قتل حسین کا مبینہ مجرم شمر کو شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد مدینے کا گورنر بنا دیتا تو اہل مدینہ، آل رسول اور آل علی پر کیا گزرتی، وہ سب اس اقدام کو برداشت کرتے؟
رافضیو اور نیم رافضیو کو اس پر اعتراض ہے کہ یزید نے قاتلین حسین کے مبینہ مجرموں کو عہدوں سے معزول کیوں نہیں کیا،
بس یہی صورت حال اہل شام اور سیدنا عثمان کے ورثاء کی تھی کہ وہ قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں اور دوسری طرف قاتل عہدوں پر براجمان ہو رہے ہیں،
یہ وجہ بھی سیدنا معاویہ کا مقدمہ مضبوط کرتی ہے،

اس سب کے باوجود بھی حاکم وقت اور امیر المومنین کی مخالفت ناجائز تھی کیونکہ یہ حاکم کی صوابدید ہے کہ جو اس وقت بہتر سمجھے وہ کرے عوام کو مسلح مخالفت کرنے کا حق نہیں بلکہ حاکم کی اطاعت لازم ہے،
لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ سیدنا علی کی خلافت پر ہی سوالیہ نشان تھا کہ آیا وہ امیر المومنین ہیں بھی یا نہیں اور ان کی خلافت قائم ہوئی ہے یا نہیں،
اہل شام کا سیدنا علی کی بیعت نہ کرنا ،کئی جلیل القدر صحابہ کرام کا بھی سیدنا علی کی بیعت نہ کرنا ،اپنے ہی گروہ والو کا بغاوت کرکے بیعت توڑ دینا اور خارجی بن جانا ،ان حالات میں سیدنا علی کے خلیفہ ہونے پر سوالیہ نشان ضرور لگا دیتا ہے، اس وجہ سے سیدنا معاویہ نے سیدنا علی کی خلافت تسلیم نہیں کی کیونکہ اہل شام انہیں خلیفہ مانتے ہی نہیں تھے، خارجی انہیں خلیفہ مانتے ہی نہیں تھے، بعض صحابہ نے بیعت کی ہی نہیں تھی، لہذا سیدنا معاویہ کی مخالفت" امیر المومنین" سیدنا علی سے نہیں تھی بلکہ سیدنا علی اور ان کے گروہ سے تھی،
خلافت علی میں شبہہ سیدنا معاویہ کا مقدمہ مضبوط کرتا ہے، اور انہیں سیدنا علی کی مخالفت میں معذور کرتا ہے،

ایک وجہ قاتلین عثمان کا سیدنا علی پر تسلط بھی ہے، سیدنا علی پر ان کا تسلط تھا اور ان کے سامنے سب سے بڑی مذاحمتی چٹان سیدنا معاویہ ہی تھے، یہ بات سیدنا معاویہ بخوبی سمجھتے تھے، سیدنا معاویہ کی سیاسی بصیرت وہ معاملات دیکھ رہی تھی جو سیدنا علی کی نظروں سے اوجھل تھے، اگر سیدنا معاویہ بھی سرنڈر کرتے تو یہ قاتلین عثمان سبائی ہی حاکم ہوتے مسلمانو پر،

یہ وجہ بھی سیدنا معاویہ کا مقدمہ مضبوط کرتی ہے،
اگر بغور دیکھا جائے اور سیدنا معاویہ کی کارروائیوں پر باریک نظر ڈالی جائے تو یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ اگرچہ سیدنا معاویہ بظاہر سیدنا علی کے مد مقابل تھے اور ان کے مخالف نظر آتے ہیں، لیکن اگر سیدنا معاویہ کے کردار سے دیکھا جائے تو سیدنا معاویہ سیدنا علی کے لشکر میں موجود قاتلین عثمان کے گروہ کے مخالف نظر آتے ہیں سیدنا معاویہ کی نظر انہی پر تھی نہ کہ سیدنا علی پر،
کیونکہ سیدنا علی کے کاندھے پر بندوق رکھ چلائی جا رہی تھی لہذا سیدنا علی کو نظر میں رکھنا مخالفت کے لیے اور اس اصل کردار سے فراموش ہو جانا عقلمندانہ طرز عمل نہ ہوتا،
سیدنا معاویہ کے اس پر بیانات بھی موجود ہیں کہ میری علی سے کیا دشمنی ہے بھلا اور اس کی خلافت تسلیم نہ کرنے میں کیا مفاد ہے، بس علی قاتلین عثمان میرے حوالے کرے میں اور اہل شام سارے کے سارے علی کی بیعت کے لیے حاظر ہیں،
اس ضمن میں پوسٹ میں البدایہ والنہائیہ کا سکین دیکھیں،
سیدنا معاویہ فرماتے ہیں :
"اللہ کی قسم! یقیناً میں جانتا ہوں کہ علیؓ مجھ سے افضل و بہتر ہیں اور خلافت کے بھی مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ لیکن کیا یہ بات تم تسلیم نہیں کرتے کہ سیدنا عثمانؓ کو ظلماً شہید کیا گیا اور میں ان کا چچا زاد بھائی ہوں، اس لئے مجھے ان کے خون کا بدلہ اور قصاص لینے کا زیادہ حق ہے"

اسلام کی بیخ کنی کرنے والے یہودیوں کے ایجنت سبائی اسلام کو مٹا کر رکھ دیتے اگر سیدنا معاویہ نے یہ اقدام نہ اٹھائے ہوتے جن

کی بنیاد پر وہ آج ہدف تنقید بنے ہوئے ہیں،
یہ وجہ بھی سیدنا معاویہ کا مقدمہ مضبوط کرتی ہے،

یہ میں نے تمام وہ باتیں لکھی ہیں جو حقیقی واقعات اور گراؤنڈ رئیلٹی ہے اپنی طرف سے کوئی مفروضے قائم نہیں کیے رافضیو اور نیم رافضیو کی طرح ،
سیدنا معاویہ کا مقدمہ سیدنا علی کی مخالفت میں بہت مضبوط ہے اگر اسے بنظر انصاف دیکھا جائے اگر رافضیو کی نظر سے دیکھیں گے تو معاویہ باغی ہی نظر آئے گا،
سیدنا معاویہ نے بظاہر جو سیدنا علی سے مخالفت کی وہ درحقیقت اسلام کے خلاف ایک عظیم سازش کو ناکام بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے، اسی لیے تو وہ کھٹکتا ہے دل یزداں میں کانٹے کی طرح،

دوسری طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی یہی سمجھتے تھے کہ معاویہ اپنی جگہ حق پر ہے، اس لیے سیدنا علی نے سیدنا معاویہ کا قصاص عثمان کا مطالبہ غلط قرار نہیں دیا بلکہ اسے تسلیم کیا صرف سیدنا علی حالات سازگار ہونے تک اسے ملتوی کرنا چاہتے تھے،

اسی طرح سیدنا علی سمجھتے تھے کہ سیدنا معاویہ کی مخالفت بغاوت اور کوئی ذاتی دشمنی نہیں، اس لیے ہمیں سیدنا علی کے کسی فرمان سے سیدنا معاویہ کو باغی قرار دینا نہیں ملتا،

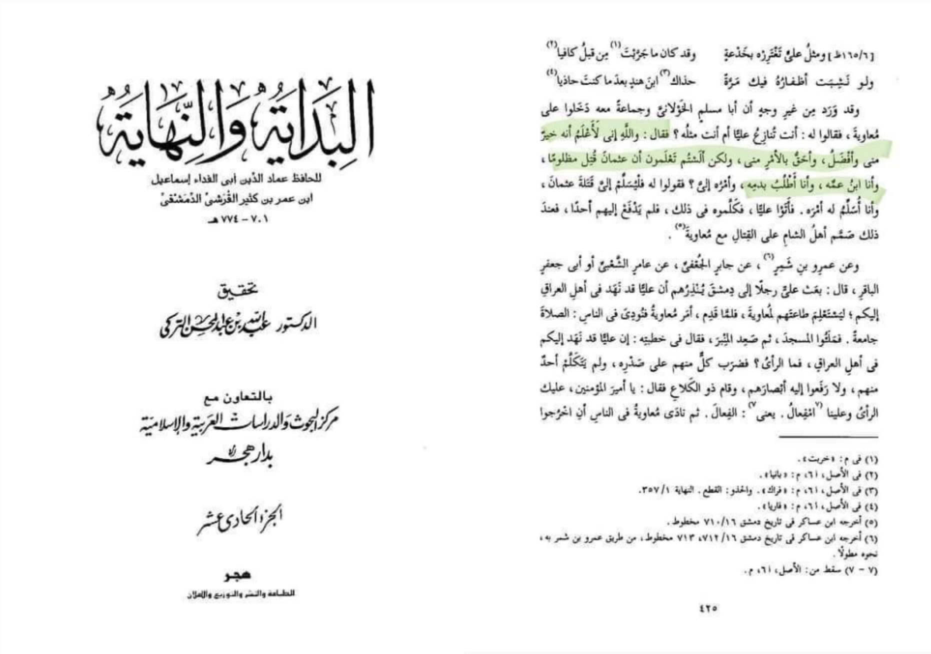
سیدنا علی یہ بھی سمجھتے تھے کہ معاویہ اسلام کے خلاف ایک

عظیم سازش کے خلاف برسر پیکار ہے، چنانچہ سیدنا علی کے فرمودات تاریخ دمشق کے سکین میں دیکھیں، سیدنا علی فرماتے ہیں؛

"اے لوگو! تم معاویہؓ کی امارت کو نا پسند مت کرو، کیوں کہ اگر وہ نہ رہیں گے تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے جس طرح حنظل کا پھل درخت سے ٹوٹ کر گرتا ہے"

سیدنا علی یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری مخالفت کے باوجود معاویہ اور اہل شام حق پر ہیں، اس لیے جب سیدنا علی اور سیدنا معاویہ کے مابین جنگ ہوئی اور لوگ قتل ہوئے تو سیدنا علی نے میدان میں کھڑے کھڑے ہی اعلان فرما دیا کہ لوگو سن لو :

" ہمارے مقتول اور معاویہ کے مقتول دونوں جنتی ہیں"



البداية والنهاية

للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل
ابن عمر بن كثير القرشي الدمشقي
٧٠١ - ٧٧٤ هـ

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية
بدار هجر

الجزء الحادي عشر

هجر
للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

[٦/١٦٥ظ] ومثلُ عليٍّ تَعْتَرِزه بخَدْعةٍ — وقد كان ما جرَّبْتَ[١] مِن قبلُ كافيا[٢]
ولو نَشِبَت أظفارُهُ فيك مَرّةً — حذاك[٣] ابنَ هندٍ بعدَما كنتَ حاذيا[٤]

وقد وَرَد مِن غيرِ وجهٍ أن أبا مسلمٍ الخَوْلانيَّ وجماعةً معه دَخَلوا على مُعاويةَ، فقالوا له : أنت تُنازِعُ عليًّا أم أنت مثلُه ؟ فقال : واللهِ إني لأَعْلَمُ أنه خيرٌ مني وأفضَلُ، وأحقُّ بالأمرِ مني، ولكن ألستُم تعلَمون أن عثمانَ قُتِل مظلومًا، وأنا ابنُ عمِّه، وأنا أطلُبُ بدمِه، وأمرُه إليَّ ؟ فقولوا له فليُسلِّمْ إليَّ قَتَلةَ عثمانَ، وأنا أُسلِّمُ له أمرَه . فأتَوْا عليًّا، فكلَّموه في ذلك، فلم يَدْفَعْ إليهم أحدًا، فعندَ ذلك صَمَّم أهلُ الشامِ على القتالِ مع مُعاويةَ[٥] .

وعن عمرِو بنِ شَمِرٍ[٦]، عن جابرٍ الجُعْفيِّ، عن عامرٍ الشَّعْبيِّ أو أبي جعفرٍ الباقرِ، قال : بعَث عليٌّ رجلًا إلى دِمشقَ يُنذِرُهم أن عليًّا قد نَهَد في أهلِ العراقِ إليكم ؛ ليَستعلِمَ طاعتَهم لمُعاويةَ، فلمّا قَدِم، أمَر مُعاويةُ فنُودِيَ في الناسِ : الصلاةَ جامعةً . فملَئوا المسجدَ، ثم صَعِد المِنبرَ، فقال في خطبتِه : إن عليًّا قد نَهَد إليكم في أهلِ العراقِ، فما الرأيُ ؟ فضرَب كلٌّ منهم على صَدْرِه، ولم يتكلَّمْ أحدٌ منهم، ولا رَفَعوا إليه أبصارَهم، وقام ذو الكَلاعِ فقال : يا أميرَ المؤمنين، عليك الرأيُ وعلينا [٧]امفِعالُ . يعني[٧] : الفِعالَ . ثم نادَى مُعاويةُ في الناسِ أنِ اخرُجوا

(١) في م : «خربت» .
(٢) في الأصل، ٦١، م : «باليا» .
(٣) في الأصل، ٦١، م : «فراك» . والحذو : القطع . النهاية ١/ ٣٥٧ .
(٤) في الأصل، ٦١، م : «فاريا» .
(٥) أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق ١٦/ ٧١٠ مخطوط .
(٦) أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق ١٦/ ٧١٢، ٧١٣ مخطوط، من طريق عمرو بن شمر به، نحوه مطولًا .
(٧ - ٧) سقط من : الأصل، ٦١، م .

٤٢٥

تاريخ مدينة دمشق

وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل أو اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها

تصنيف

الإمام العالم الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي

المعروف بابن عساكر

٤٩٩هـ - ٥٧١هـ

دراسة وتحقيق

محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي

الجزء التاسع والخمسون

معالي - مغيث

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

أَخْبَرَنَا أبو بَكْر اللفتواني، أنا عَبْد الوهّاب بن مُحَمَّد، أنا الحَسَن بن مُحَمَّد، أنا أحْمَد ابن مُحَمَّد بن عُمَر، نا ابن أبي الدنيا، نا يوسف بن موسى، نا أبو أسامة، عَن مجالد عن الشعبي، عَن الحارث قال:

قال علي: لا تكرهوا إمارة مُعَاوِيَة، فإنكم لو فقدتموه لرأيتم الرؤوس تنزو من كواهلها كالحنظل.

أَخْبَرَنَا أبو عَبْد الله الحُسَيْن بن عَبْد الملك، أنا أبو طاهر بن مَحْمُود، أنا أبو بكر بن المقرىء، نا أبو عروبة، نا أبو كريب، نا ابن أبي زائدة، عَن مجالد، عَن الشعبي، عَن الحارث، عَن علي قال:

لا تكرهوا إمرة مُعَاوِيَة، فوالله لئن فقدتموه لترون الرؤوس تندر عن كواهلها.

أَخْبَرَنَا أبو بَكْر مُحَمَّد بن عَبْد الباقي، أنا الحَسَن بن عَلي، أنا أبو عُمَر بن حيّوية، أنا أحْمَد بن معروف، نا الحُسَيْن بن الفهم، أنا ابن سعد، أنا أبو أسامة حمّاد بن أُسامة، عَن مجالد، عَن عامر، عَن الحارث قال:

لما رجع عليّ من صفين علم أنه لا يملك، فتكلم بأشياء لم يكن يتكلّم بها قبل ذلك، وقال أشياء لم يكن يقولها قبل ذلك، فقال: أيها الناس، لا تكرهوا إمارة مُعَاوِيَة، فوالله لو فقدتموه لقد رأيتم الرؤوس تندر[1] من كواهلها كالحنظل.

أَخْبَرَنَاه عاليا من غير ذكر الحارث فيه أبو عَبْد الله مُحَمَّد بن الفضل، أنا أبو بَكْر البيهقي، أنا أبو عَبْد الله الحافظ، نا أبو العباس مُحَمَّد بن يعقوب، نا الحَسَن بن عَلي بن عفّان، نا أبو أسامة، عَن مجالد، عَن عامر قال:

لما رجع عَلي من صفّين قال: يا أيها الناس، لا تكرهوا إمارة مُعَاوِيَة، فإنه لو فقدتموه لقد رأيتم الرؤوس تنزو[2] من كواهلها كالحنظل.

أَخْبَرَنَا أبو بَكْر بن كرتيلا، أنا أبو بَكْر الخيّاط، أنا أبو الحُسَيْن السوسنجردي، أنا أحْمَد بن أبي طالب، حَدَّثَني أبي، أنا أبو عَمْرو السعيدي، نا أحْمَد بن منصور الرمادي، نا عَبْد الله ـ يعني ابن صالح ـ حَدَّثَني مُعَاوِيَة بن صالح، عَن أبي الزاهرية، عَن جبير بن نُفير، عَن أبي الدرداء قال: لا مدينة بعد عُثْمَان، ولا رخاء بعد مُعَاوِيَة.

(١) تندر: تسقط.

(٢) نزا نزواً ونزاء ونزوّاً ونزواناً: وثب (القاموس).

يُعجب ؟ هو سلطانُ الله يؤتيه البرَّ والفاجر . وقد ملك فرعونُ مصرَ أربع مئة سنة[3] .

زيد بن أبي الزرقاء : عن جعفر بن بُرقان[4] عن يزيد[5] بن الأصم

(١) رجاله ثقات ، وجد حجاج : اسمه عبد الله بن أبي زياد الرصافي .

وإيلياء : اسم مدينة بيت المقدس ، وقوله : « طمن في مأكمته » المأكمة : العجيزة . وقد أورد الفسوي في « تاريخه » ٤١٣/١ خبراً بمعناه من طريق الوليد بن مسلم ، حدثنا عن عبد الرحمن بن نمر ، عن الزهري ، أخبرني خالد بن عبد الله بن رباح السلمي أنه سل مع معاوية يوم طُعن بإيلياء . . .

(٢) فلق ، تصحفت في المطبوع إلى « قلق » ، و « الألية » بفتح الهمزة : العجيزة ، وقد كسرت همزتها في المطبوع وهو خطأ .

(٣) ذكره ابن كثير ١٣١/٨ نقلاً عن ابن عساكر بإسناده عن أبي داود الطيالسي بهذا الإسناد .

(٤) بُرقان ، بضم الباء وقد تحرف في المطبوع إلى « زبرقان » بزيادة زاي في أوله .

(٥) تحرف في المطبوع إلى « مؤمل » .

سير أعلام النبلاء

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى

٧٤٨ - ١٣٧٤م

الجزء الثالث

أشرف على تحقيق الكتاب وخرّج أحاديثه

شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء

محمد نعيم العرقسوسي و مأمون صاغرجي

مؤسسة الرسالة

قال : قال عليٌّ : قتلايَ وقتلى مُعاوية في الجنة .

صَدَقَة بن خالد : عن زيد بن واقد ، عن أبيه ، عن أشياخهم : أن مُعَاويةَ لما بويع ، وبلغه قتالُ عليٍّ أهل النَّهروان[1] ، كاتب وجوه من معه مثل الأشعث ، ومنّاهم وبذل لهم حتى مالوا إلى معاوية ، وتثاقلوا عن المسير مع عليّ ، فكان يقولُ فلا يُلتَفَتُ إلى قوله . وكان معاويةُ يقول : لقد حاربتُ علياً بعد صِفّين بغير جيش ولا عناد .

شعبة : أنبأنا محمد بن عُبيد[2] الله الثقفي ، سمع أبا صالح يقولُ : شهدتُ علياً وَضَعَ المصحفَ على رأسه ، حتى سمعتُ تقعقُعَ الورق فقال : اللهم إني سألتُهم ما فيه ، فمنعوني ، اللهم إني قد مَلِلْتُهم وملُّوني ، وأبغضتُهم وأبغضوني ، وحملوني على غير أخلاقي ، فأبدلهم بي شرّاً مني ، وأبدلني بهم خيراً منهم ، ومِثْ[3] قلوبهم ميثة الملح في الماء .

مجالد : عن الشعبي ، عن الحارث ، عن عليٍّ ، قال : لا تكرهوا إمْرَةَ مُعاوية ، فلو قد فقدتُموه لرأيتم الرؤوس تندر[4] عن كواهلها .

لمّا قُتِل أميرُ المؤمنين عليٌّ ، بايعَ أهلُ العراق ابنَه الحسن ، وتجهّزوا لقصد الشام في كتائب أمثال الجبال ، وكان الحسنُ سيِّداً كبيرَ القدر يرى

سیدنا معاویہ کے گروہ کو باغی کہنے والے بدعتی ہیں

رافضی اور نیم رافضی حدیث عمار کی بنیاد پر سیدنا معاویہ کے گروہ کو باغی کہتے ہیں، حالانکہ یہ نری جہالت پر مبنی بات ہے، رافضیو اور نیم رافضیو کی اس کے پیچھے صحابہ دشمنی ہے ورنہ یہ ایسا مسئلہ نہیں کہ آسانی سے سمجھا نہیں جا سکتا،
باغی اسے کہتے ہیں جو بیعت کرکے توڑ دے جس نے بیعت کی ہی

نہیں اسے باغی کہنا جاہلوں کا ہی کام ہے، اس لیے خیر القرون کے کسی بندے نے سیدنا معاویہ کے گروہ کو باغی نہیں کہا ،

.

حدیث عمار میں مذکور باغی گروہ سیدنا معاویہ کا گروہ نہیں جس نے بیعت کی ہی نہیں، بلکہ خوارج کا گروہ ہے جس نے بیعت کرکے توڑ دی،دلائل ملاحظہ فرمائیں،
مستدرک حاکم کا سکین آپ کے سامنے ہے،
حدیث عمار کو بیان کرنے والے راوی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ خود ہی بتاتے ہیں کہ سیدنا عمار کے قتل والی حدیث میں جو باغی گروہ ہے وہ خوارج کا ہے، اب راوی سے بہتر یہ بات کون جان سکتا ہے جہلم کا مراثی بہتر جانتا ہے یا روایت بیان کرنے والا راوی خود؟ روایت ملاحظہ فرمائیں؛

.

عکرمہ فرماتے ہیں :
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے اور اپنے بیٹے کو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور کہا ان کے پاس چلے جاؤ اور ان سے خوارج کے متعلق حدیث سن کر آنا۔ ہم دونوں چل دیے ابوسعید رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں کام کررہے تھے جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو اپنی چادر درست کر کے ہم سے باتیں کرنے لگے حتی کہ مسجد کے متعلق بات چل نکلی وہ کہنے لگے:
ہم ایک ایک اینٹ اٹھار ہے تھے جبکہ عمار رضی اللہ عنہ دودو اینٹیں اٹھا رہے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
اے عمار اپنے ساتھیوں کی طرح تم بھی ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھار ہے؟ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ کے ہاں اجر کا

طلبگار ہوں،
ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ نے ان کے سر سے غبار کو صاف کرتے ہوئے فرمایا افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی"

.

اس صحیح حدیث سے واضح ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عکرمہ کو سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے خوارج کے بارے حدیث سننے بھیجا اور انہوں نے حدیث عمار سنا دی، جس کا مطلب صاف ہے کہ حدیث عمار کا مصداق باغی گروہ خوارج کا ہے،

.

حدیث عمار کی شرح بیان کرتے ہوئے ابن بطال نے شارح بخاری مہلب رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے :
"عمار انہیں جنت کی طرف بلا رہے ہونگے اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلا رہے ہونگے"
یہ صرف خوارج کے حق میں صحیح ہے جن کی طرف سیدنا علی نے عمار بن یاسر کو بھیجا تھا تاکہ وہ انہیں جماعت کی طرف بلائیں۔ اور یہ کسی صحابی کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں میں سے کسی کے لیے بھی ان کے خلاف تاویل جائز نہیں۔ مگر یہ کہ اس کی بہتر تاویل(تشریح) کرے۔کیونکہ وہ اصحاب رسول ہیں جن کی اللہ نے تعریف کی ہے اور ان کی فضیلت بیان کی ہے۔"کہ تم امت میں سے بہترین لوگ ہو اور تمہیں لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے"
ایسی ہی بات ابن ملقن رحمہ اللہ نے بخاری کی شرح میں کہی ہے اور بھی جتنے بخاری کے قدیم شارح ہیں سب نے حدیث عمار کا

مصداق باغی گروہ خوارج کو قرار دیا ہے،

.

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی خوارج کو ہی جہنم کی طرف بلانے والا قرار دیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری کا سکین آپ کے سامنے ہے،
رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا :
"ہاں جہنم کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے"

.

ائمہ اربعہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ سیدنا معاویہ کا گروہ باغی نہیں،
چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛
"امام ابو حنیفہ ،امام مالک اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ اجمعین فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ کے رفقا میں باغی لشکر کے شرائط نہیں پائے جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ آغاز میں ان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا"

.

رسول پاک کے فرمان، صحابی اور حدیث عمار کے راوی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے فہم، حدیث عمار کی شرح کرنے والے محدثین اور ائمہ اربعہ کے بیانات سے معلوم ہوا کہ حدیث عمار میں مذکور باغی گروہ خوارج کا گروہ ہے، سیدنا معاویہ کے گروہ میں باغی ہونے کی شرائط نہیں پائی جاتی اس لیے سیدنا معاویہ کا گروہ باغی نہیں،
لہذا اب جو سیدنا معاویہ کے گروہ کو باغی کہتا ہے وہ بدعتی ہے

Al-Hidayah - الهداية

المستدرك على الصحيحين

جلد 2

تصنيف

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

ترجمہ

الشيخ الحافظ أبي الفضل محمد شفيق الرحمن القادري الرضوي

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

کا ساتھ دینا۔ کیونکہ وہ قرآن کے احکام پر عمل پیرا ہے (حذیفہ) فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: ابن سمیہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کو نہیں پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: آپ ارشاد فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عمار بن یاسر"۔ میں نے عمار بن یاسر کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان سنا ہوا ہے "اے ابوالیقظان! ایک باغی گروہ کے تجھے قتل کرنے سے تیری موت واقع ہوگی۔

❖ اس حدیث کی متعدد صحیح سندیں ہیں جن میں سے بعض کو شیخین نے نقل بھی کیا ہے لیکن اس حدیث کو نقل نہیں کیا۔

2653۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ لَهُ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْهُ حَدِيثَهُ فِي شَأْنِ الْخَوَارِجِ، فَانْطَلَقَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ لَهُ يُصْلِحُ، فَلَمَّا رَآنَا أَخَذَ رِدَاءَهُ، ثُمَّ احْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى عَلَا ذِكْرُهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْ رَأْسِهِ، وَيَقُولُ: يَا عَمَّارُ، أَلَا تَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً كَمَا يَحْمِلُ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: إِنِّي أُرِيدُ الْأَجْرَ عِنْدَ اللَّهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَنْفُضُ وَيَقُولُ: وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، قَالَ: وَيَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ

❖ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے اور اپنے بیٹے علی سے کہا: تم دونوں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے خوارج کے متعلق کوئی حدیث سن کر آؤ۔ ہم دونوں چل دیئے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں کام

حدیث: 2653

اخرجه ابوعبدالله الشيباني في "مسنده" طبع موسسه قرطبه قاهره مصر رقم الحديث: 11879 اخرجه ابوداؤد الطيالسي في "مسنده" طبع دارالمعرفه بيروت لبنان رقم الحديث: 603

Al-Hidayah - الهداية

کر رہے تھے۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو اپنی چادر درست کر کے ہم سے باتیں کرنے لگ گئے حتی کہ مسجد کے متعلق بات چل نکلی، وہ کہنے لگے: ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے جبکہ عمار دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے، جب رسول اکرم ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے بولے: اے عمار! اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح تم بھی ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھا رہے؟ عمار نے جواباً کہا: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجر کا طلبگار ہوں۔ (ابوسعید) فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ (پھر ان کے سر سے) مٹی جھاڑنے لگ گئے اور فرمایا: اے عمار! افسوس ہے کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کر دے گا۔ ابوعمار بولے: میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

❖ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ان الفاظ کے ہمراہ نقل نہیں کیا۔

2654۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ مُوسَى الْحُسَيْنُ، حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ النَّهْدِيُّ، حَدَّثَنَا [illegible]

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

رسالت چالیس سال کی عمر کے بعد ہی دیا گیا ہے۔

٣٦٠٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ))، قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)). قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا

(٣٦٠٦) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے' کہا کہ مجھ سے بسر بن عبیداللہ حضرمی نے' کہا کہ مجھ سے ابوادریس خولانی نے بیان کیا' انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں ان میں نہ پھنس جاؤں۔ تو میں نے ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ سے سوال کیا' یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر و برکت (اسلام کی) عطا فرمائی' اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے سوال کیا' اور اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہو گا۔ میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہو گا؟ آپ نے جواب دیا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے' ان میں کوئی بات اچھی ہو گی کوئی بری۔ میں نے سوال کیا' کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں' جہنم کے دروازوں کی

قَذَفُوهُ فِيهَا)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا. فَقَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا)). قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ)). قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ)).

[طرفاه في: ٣٦٠٧، ٧٠٨٤].

طرف بلانے والے پیدا ہوں گے' جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرما دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے' ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا' پھر اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو میرے لئے آپ کا حکم کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے تابع رہیو۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو۔ آپ نے فرمایا پھر ان تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا' اگرچہ تجھے اس کے لئے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے' یہاں تک کہ تیری موت آ جائے اور تو اسی حالت پر ہو (تو یہ

شرح ابن بطال

الشيخ العلامة أبي الحسن علي بن خلف بن عبد الملك ابن بطال البكري القرطبي ثم البلنسي

المتوفى سنة ٤٤٩ هـ

على

صحيح البخاري

الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري

المتوفى ٢٥٦ هـ

حققه وخرج أحاديثه

مصطفى عبد القادر عطا

الجزء الثاني

يحتوي على الكتب التالية:

الصلاة - مواقيت الصلاة - الأذان - الجمعة - صلاة العيدين

دار الكتب العلمية
Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
DKI
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971 بيروت - لبنان
Est. by Mohammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon
Établie par Mohamad Ali Baydoun 1971 Beyrouth - Liban

مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا، فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ، فَاحْتَبَى بِهِ، ثُمَّ أَنْشَأَ فَحَدَّثَنَا، حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ نَبِيُّ اللهِ ﷺ، فَنَفَضَ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: وَيْحَ عَمَّارٍ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ.

التعاون فى بنيان المسجد من أفضل الأعمال؛ لأن ذلك مما يجرى للإنسان أجره بعد مماته، ومثل ذلك حفر الآبار وتحبيس الأموال التى يعم العامة نفعها.

قال المهلب: وفى هذا الحديث بيان ما اختلف فيه من قصة عمار وقوله: «يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار»، إنما يصح ذلك فى الخوارج الذين بعث إليهم على عمارًا ليدعوهم إلى الجماعة، وليس يصح فى أحد من الصحابة؛ لأنه لا يجوز لأحد من المسلمين أن يتأول عليهم إلا أفضل التأويل؛ لأنهم أصحاب رسول الله ﷺ الذين أثنى الله عليهم وشهد لهم بالفضل، فقال تعالى: ﴿كنتم خير أمة أخرجت للناس﴾ [آل عمران: ١١٠].

قال المفسرون: هم أصحاب رسول الله، وقد صح أن عمارًا بعثه على إلى الخوارج يدعوهم إلى الجماعة التى فيها العصمة بشهادة الرسول «لا تجتمع أمتى على ضلال».

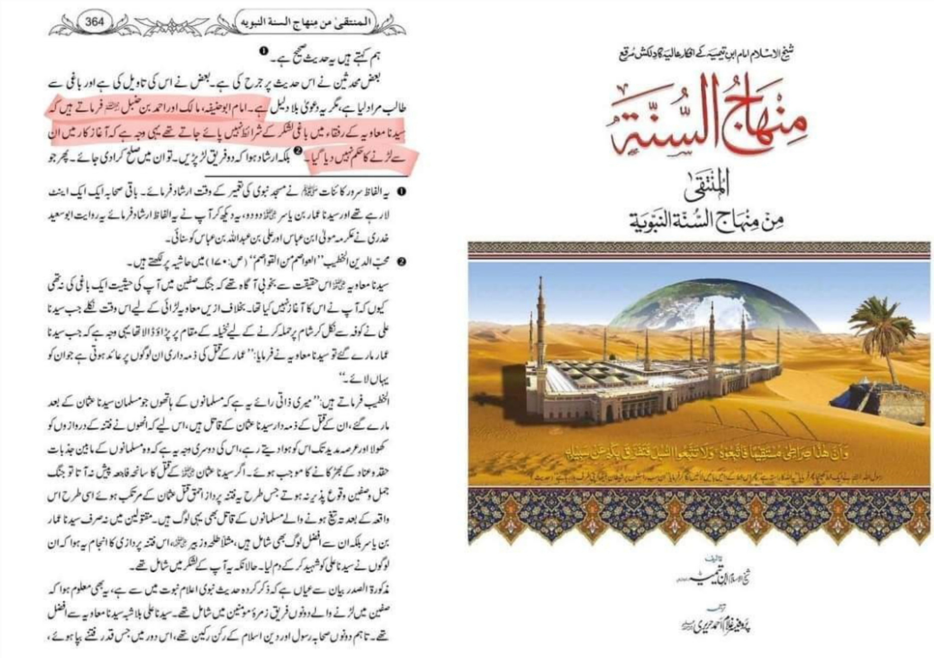
وفيه: أن عمارًا فهم عن الرسول أن هذه الفتنة فى الدين يستعاذ بالله منها، وفى الاستعاذة منها دليل أنه لا يدرى أحد فى الفتنة أمأجور هو أم مأزور إلا بغلبة الظن، ولو كان مأجورًا ما استعاذ بالله من الأجر، وهذا يرد الحديث الذى روى: «لا تستعيذوا بالله من الفتنة، فإنها حصاد المنافقين».

وقول عكرمة، عن أبى سعيد: «فأخذ رداءه فاحتبى به، ثم أنشأ فحدثنا»، فيه أن العالم له أن يتهيأ للحديث ويجلس له جلسته.

وفيه: أن الرجل العالم يبعث ابنه إلى عالم آخر ليتعلم منه؛ لأن العلم لا يحوى جميعه أحد ولا يحيط به مخلوق.

وفيه: أن أفعال البر للإنسان أن يأخذ منها ما يشق عليه إن شاء كما أخذ عمار لبنتين، فاستحق بذلك كرامةً من الرسول فى نفضه عنه الغبار، وذكر فضيلته التى تأتى فى الزمن الذى بعده.

=أبى نضرة عن أبى سعيد قال: حدثنى من هو خير منى أبو قتادة، فذكره، فاقتصر البخارى على القدر الذى سمعه أبو سعيد من النبى ﷺ دون غيره، وهذا دال على دقة فهمه وتبحره فى الاطلاع على علل الأحاديث.



المنتقیٰ من منہاج السنۃ النبویہ 364

ہم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ ❶

بعض محدثین نے اس حدیث پر جرح کی ہے۔ بعض نے اس کی تاویل کی ہے اور باغی سے طالب مراد لیا ہے، مگر یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ کے رفقاء میں باغی لشکر کے شرائط نہیں پائے جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ آغاز کار میں ان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ ❷ بلکہ ارشاد ہوا کہ دو فریق لڑ پڑیں۔ تو ان میں صلح کرادی جائے۔ پھر جو

❶ یہ الفاظ سرور کائنات ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت ارشاد فرمائے۔ باقی صحابہ ایک ایک اینٹ لارہے تھے اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دو دو، یہ دیکھ کر آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے یہ روایت ابوسعید خدری نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس اور علی بن عبداللہ بن عباس کو سنائی۔

❷ محب الدین الخطیب ''العواصم من القواصم'' (ص: ۱۷۰) میں حاشیہ پر لکھتے ہیں۔
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ جنگ صفین میں آپ کی حیثیت ایک باغی کی نہ تھی کیوں کہ آپ نے اس کا آغاز نہیں کیا تھا۔ بخلاف ازیں معاویہ لڑائی کے لیے اس وقت نکلے جب سیدنا علی نے کوفہ سے نکل کر شام پر حملہ کرنے کے لیے نخیلہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تھا یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا عمار مارے گئے تو سیدنا معاویہ نے فرمایا: ''عمار کے قتل کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو ان کو یہاں لائے۔''
الخطیب فرماتے ہیں: ''میری ذاتی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں جو مسلمان سیدنا عثمان کے بعد مارے گئے، ان کے قتل کے ذمہ دار سیدنا عثمان کے قاتل ہیں، اس لیے کہ انھوں نے فتنہ کے دروازوں کو کھولا اور عرصہ مدید تک اس کو ہوا دیتے رہے، اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے مابین جذبات حقد و عناد کے بھڑکانے کا موجب ہوئے۔ اگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا سانحہ فاجعہ پیش نہ آتا تو جنگ جمل و صفین وقوع پذیر نہ ہوتے جس طرح یہ فتنہ پرداز احمق قتل عثمان کے مرتکب ہوئے اسی طرح اس واقعہ کے بعد تہ تیغ ہونے والے مسلمانوں کے قاتل بھی یہی لوگ ہیں۔ مقتولین میں نہ صرف سیدنا عمار بن یاسر بلکہ ان سے افضل لوگ بھی شامل ہیں، مثلاً طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما، اس فتنہ پردازی کا انجام یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سیدنا علی کو شہید کر کے دم لیا۔ حالانکہ یہ آپ کے لشکر میں شامل تھے۔
مذکورۃ الصدر بیان سے عیاں ہے کہ ذکر کردہ حدیث نبوی اعلام نبوت میں سے ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ صفین میں لڑنے والے دونوں فریق زمرۂ مومنین میں شامل تھے۔ سیدنا علی بلاشبہ سیدنا معاویہ سے افضل تھے۔ تاہم دونوں صحابہ رسول اور دین اسلام کے رکن رکین تھے، اس دور میں جس قدر فتنے بپا ہوئے،

جنگ صفین میں حق پر کون

جن کو گھر میں ضروری بات کرتے وقت گھر سے نکال دیا جاتا ہے ایسے پھدو لوگ بھی فیس بک پر بیٹھ کر مشاجرات صحابہ پر تبصرے کر رہے ہوتے ہیں سیدنا علی سمیت سیدنا معاویہ کو بھی حق پر کہنا ان کے پیٹوں میں مروڑ ڈالتا ہے،
ان چودہویں صدی کے پھدؤں کو پتہ چل گیا کہ حق پر کون تھا اور باطل پر کون لیکن اس وقت موجود صحابہ کرام کو پتہ نہیں چلا،
چنانچہ مصنف عبدالرزاق کا سکین آپ کے سامنے ہے ،
" ابن سیرین تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:
”آپ جنگ کیوں نہیں کرتے کیونکہ آپ تو اہل شوری میں سے ہیں اور اس معاملے میں بقیہ سب کی نسبت زیادہ حق دار ہیں؟“
فرمایا: ”میں اس وقت تک جنگ نہیں کروں گا جب تک کہ آپ لوگ مجھے ایسی تلوار نہ لا دیں جس کی دو آنکھیں، زبان اور ہونٹ

ہوں اور وہ ک اف ر اور مومن میں فرق کر سکے۔ میں نے جہاد کیا ہے اور میں جہاد کو سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی شخص مجھ سے بہتر ہو تو میں اپنی جان کو روکنے والا نہیں ہوں"

.

یہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ عشرہ مبشرہ صحابی ہیں یعنی ان دس صحابہ کرام میں سے ایک ہیں جنہیں رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی،

یہ وہی سعد بن ابی وقاص ہیں جن کے بارے رسول پاک نے یہ تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے

اِرمِ يَا سَعْد...فِدَاکَ أَبِي وَأُمِّي ...

یعنی

”اے سعد...یونہی تیر چلاتے رہو...

میرے ماں باپ تم پر قربان...“

سیدنا علی رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے کبھی کسی کو یہ الفاظ نہیں کہے کہ

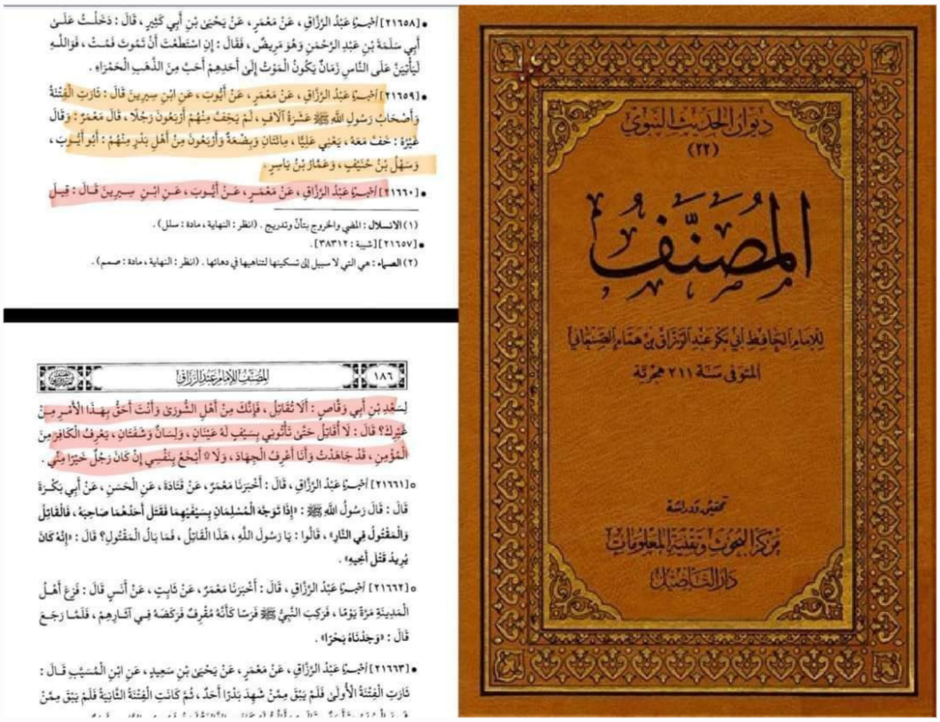
”میرے ماں باپ تم پر قربان“سوائے سعد کے،

سارے صحابہ رسول پاک سے کلام کرتے تو پہلے کہتے، آپ پر ہمارے ماں باپ قربان، لیکن سعد بن ابی وقاص واحد ہستی ہے جس کو رسول پاک نے کہا، میرے ماں باپ تجھ پر قربان،

یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ جو جنگ بدر سے لے کر ہر معرکہ میں شریک رہے، جو شوری کے رکن تھے، یہ نہیں جانتے کہ جنگ صفین میں حق پر کون ہے اور باطل پر کون ،آج کا چوڑا مراثی جانتا ہے حق پر کون تھا،

.

اسی طرح ابن سیرین تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں
"جب فتنہ(صفین) کی آگ بھڑکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد 10,000 تھی۔ ان میں سے صرف 40 کے علاوہ باقی جنگ کے لیے نہ نکلے۔
معمر کہتے ہیں:
یعنی سیدنا علی کے ساتھ نہ نکلے۔ اس وقت اہل بدر میں سے 240 سے زائد صحابہ زندہ تھے جن میں سے صرف ابو ایوب انصاری، سہل بن حنیف اور عمار بن یاسر ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ تھے"
یہ 240 بدری صحابہ میں صرف تین سیدنا علی کے ساتھ تھے، ان باقی 237 بدری صحابہ کو نہیں پتہ تھا کہ حق علی کی طرف ہے اور معاویہ باغی ہے؟
10000 میں سے 9960 صحابہ کرام کو نہیں پتہ تھا کہ حق علی کی طرف ہے اور معاویہ باغی ہے؟
آج کے چوڑے کو پتہ چل گیا ہے جو فیس بک پر بیٹھ کر بھونکنا جانتا ہے بس، ان رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگیں لڑنے والو کو پتہ نہیں چلا کون حق پر تھا،
حقیقت یہ ہے کہ جنگ صفین میں سیدنا علی اور سیدنا معاویہ یا دونوں حق پر تھے یا دونوں حق پر نہیں تھے ،یہ منافقت ہے کہ ایک حق پر تھا اور دوسرا نہیں اپنے آپ کو ایسے منافقوں سے بچا کر رکھیں، اور حقائق پر مبنی موقف اختیار کریں، اللہ پاک توفیق عطا فرمائے آمین



• [٢١٦٥٨] أخبرنا عبد الرزاق، عن معمر، عن يحيى بن أبي كثير، قال: دخلت على أبي سلمة بن عبد الرحمن وهو مريض، فقال: إن استطعت أن تموت فمت، فوالله ليأتين على الناس زمان يكون الموت إلى أحدهم أحب من الذهب الأحمر.

• [٢١٦٥٩] أخبرنا عبد الرزاق، عن معمر، عن أيوب، عن ابن سيرين قال: ثارت الفتنة وأصحاب رسول الله ﷺ عشرة آلاف، لم يخف منهم أربعون رجلا، قال معمر: وقال غيره: خف معه، يعني عليا، مائتان وبضعة وأربعون من أهل بدر منهم: أبو أيوب، وسهل بن حنيف، وعمار بن ياسر.

• [٢١٦٦٠] أخبرنا عبد الرزاق، عن معمر، عن أيوب، عن ابن سيرين قال: قيل

(١) الانسلال: المضي والخروج بتأن وتدريج. (انظر: النهاية، مادة: سلل).

• [٢١٦٥٧] [شيبة: ٣٨٣١٢].

(٢) الصماء: هي التي لا سبيل إلى تسكينها لتناهيها في دهائها. (انظر: النهاية، مادة: صمم).

١٨٦ المصنف للإمام عبد الرزاق

لسعد بن أبي وقاص: ألا تقاتل، فإنك من أهل الشورى وأنت أحق بهذا الأمر من غيرك؟ قال: لا أقاتل حتى تأتوني بسيف له عينان، ولسان وشفتان، يعرف الكافر من المؤمن، قد جاهدت وأنا أعرف الجهاد، ولا أبخع بنفسي إن كان رجل خيرا مني.

○ [٢١٦٦١] أخبرنا عبد الرزاق، قال: أخبرنا معمر، عن قتادة، عن الحسن، عن أبي بكرة قال: قال رسول الله ﷺ: «إذا توجه المسلمان بسيفيهما فقتل أحدهما صاحبه، فالقاتل والمقتول في النار»، قالوا: يا رسول الله، هذا القاتل، فما بال المقتول؟ قال: «إنه كان يريد قتل أخيه».

○ [٢١٦٦٢] أخبرنا عبد الرزاق، قال: أخبرنا معمر، عن ثابت، عن أنس قال: فزع أهل المدينة مرة يوما، فركب النبي ﷺ فرسا كأنه مقرف فركضه في آثارهم، فلما رجع قال: «وجدناه بحرا».

• [٢١٦٦٣] أخبرنا عبد الرزاق، عن معمر، عن يحيى بن سعيد، عن ابن المسيب قال: ثارت الفتنة الأولى فلم يبق ممن شهد بدرا أحد، ثم كانت الفتنة الثانية فلم يبق ممن

سیدنا عمار کے قتل کے ذمہ دار سیدنا معاویہ نہیں

یہ بات تو کسی صحیح صریح روایت سے ثابت نہیں کہ سیدنا عمار بن یاسر کو سیدنا معاویہ نے قتل کیا یا کسی طرح ذمہ دار ہیں، لیکن رافضی اور نیم رافضی دن رات یہ رونا روتے پائے جاتے ہیں کہ سیدنا عمار کے قتل کے ذمہ دار سیدنا معاویہ ہیں، اور پھر اسی اپنی اختراع کی بنیاد پر حدیث عمار کو سیدنا معاویہ پر فٹ کرتے ہیں اور صحابہ کرام پر بھونکنے کا جواز نکالتے ہیں ،

.

اس ضمن میں رافضی زریت جو روایت پیش کرتی ہے در حقیقت وہی روایت سیدنا معاویہ کو قتل عمار سے بری کرتی ہے،

روایت یہ ہے

"ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جب عمار شہید ہوگئے تو عمرو بن حزم عمرو بن العاص کے پاس گئے اور کہا عمار قتل ہوگئے اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا تھا عمار تمہیں باغی اور نابکار جماعت قتل کرے گی،
عمرو بن العاص غمناک ہوکر اٹھے اور کہا
«لا حول ولا قوة الا باللہ»
معاویہ کے پاس پہنچے تو معاویہ نے سوال کیا کہ کیا ہوا؟ کہا عمار قتل ہوگئے ہیں معاویہ نے کہا قتل ہوگئے تو ہوگئے اب کیا کریں؟
عمرو نے کہا میں نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا تھا کہ عمار کو ایک باغی اور ظالم لوگ قتل کرینگے
" معاویہ نے جواب دیا ہم نے عمار کو قتل نہیں کیا"
عمار کو علی اور اسکے ساتھیوں نے قتل کیا ہے جو اسے اپنے ساتھ لائے اور انھوں نے ان کو ہماری تلواروں اور نیزوں کے سامنے کیا"
مسند احمد،
ہمارے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ اس کو بیان کرنے والے عمرو بن حزم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہو گئے تھے،
قال أبو نعيم: مات في خلافة عمر، كذا قال إبراهيم بن المنذر في الطبقات
لیکن رافضی زریت کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے اور اس سے وہ سیدنا معاویہ کو قاتلین عمار میں شمار کرکے پھر باغی قرار دے کر پھر بھونکتا شروع ہو جاتے ہیں،

.

اس روایت میں سیدنا معاویہ کے جملے پر غور کریں کہ
"ہم نے عمار کو قتل نہیں کیا"
یہ بات سیدنا معاویہ نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے کی جس پر انہوں نے اس کی نفی نہیں کی، اور رافضی زریت کے مطابق سیدنا معاویہ کا یہی جواب سیدنا علی رضی اللہ

عنہ تک بھی پہنچا کہ سیدنا معاویہ نے کہا ہے
"ہم نے عمار کو قتل نہیں کیا بلکہ اس نے کیا ہے جو اسے ہماری تلواروں اور نیزوں کے درمیان لائے"
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی نفی و تردید نہیں کی اور نہ ہی رافضیو کی طرح کہا کہ عمار کو معاویہ نے خود قتل کیا ہے اور الزام مجھ پر لگا رہا ہے،سیدنا علی نے صرف اپنے اوپر سے الزام کو رفع کیا یہ کہہ کر کہ
" اگر جنگ میں لانے کی وجہ سے میں قاتل عمار بنتا ہوں تو سیدنا حمزہ کو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم جنگ میں لے کر گئے تھے"
اس طرح سیدنا علی نے خود پر سے سیدنا معاویہ کے الزام کو رفع کیا، جبکہ سیدنا معاویہ نے جو یہ کہا کہ
"ہم نے عمار کو قتل نہیں کیا"
اس کی نفی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نہیں کی حالانکہ یہ بات بہت بڑی تھی ایک تو سیدنا معاویہ اپنے اوپر سے قتل عمار کا ذمہ ہٹا رہے تھے دوسرا سیدنا علی کو اس کا ذمہ دار قرار دے رہے تھے، اس کے باوجود سیدنا علی نے سیدنا معاویہ کو قتل عمار کا ذمہ دار قرار نہیں دیا ، یہ واضح ثبوت ہے دو صحابہ کرام سیدنا علی اور سیدنا عمرو بن العاص کے سامنے سیدنا معاویہ کا بیان ہے کہ
"ہم نے عمار کو قتل نہیں کیا"
اور دونوں صحابہ کرام نے سیدنا معاویہ کی تردید نہیں کی یہ اس کا واضح ثبوت ہے کہ ان دونوں کے نزدیک سیدنا معاویہ قتل عمار کے ذمہ دار نہیں،
صحابہ کرام کی عدالت بالاتفاق مقبول ہے،
یہ تو دو وہ ہیں جن کے سامنے سیدنا معاویہ کا جواب ہے باقی

بھی کسی صحابی سے سیدنا معاویہ کو قتل عمار کا ذمہ دار قرار دینا ثابت نہیں، یہ صرف رافضیو کو ہی پتہ چلا تھا کہ سیدنا معاویہ نے عمار کو قتل کیا ہے ورنہ اس وقت کسی صحابی اور مسلمان کو اس کا پتہ نہیں چلا،

.

سیدنا معاویہ کے اگلے جملے کہ

"اس کو اس نے قتل کیا ہے جو اسے ہماری تلواروں اور نیزوں کے درمیان لایا"

کا مطلب یہ ہے کہ عمار کو جنگ میں لانے والا اس قتل کا ذمہ دار ہے، جیسا کہ سیدنا علی نے بھی یہی سمجھا،

اس کا مطلب یہ نہیں کہ عمار کو ہماری تلواروں اور نیزوں نے قتل کیا ہے جیسا کہ رافضی زریت نے سمجھا،

میدان جنگ میں سیدنا عمار قتل ہوئے لیکن سیدنا معاویہ یا ان کے مخلص ساتھیو کے ہاتھوں قتل ہوئے یہ کہیں سے ثابت نہیں، یہ رافضی زریت ہی کھینچ تان کر ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے صحابہ کرام پر بھونکنے کا دروازہ کھولنے کے لیے،

سیدنا عمار کو قتل کرنے کے بارے خیر القرون کے علماء سے سوائے ان دو باتوں کے کچھ بھی منقول نہیں کہ عمار کے قاتل خوارج ہیں یا قاتلین عثمان کا باغی گروہ ہے،

خیر القرون کا ایک بندہ نہیں جو یہ کہتا ہو کہ عمار کو سیدنا معاویہ نے قتل کیا

کیا سیدنا علی سے اختلاف، مخالفت،یا اعتراض کرنا ناجائز ہے

رافضیو اور سبائیوں نے تو سیدنا علی کو رب بنا لیا اور انہیں دائرہ بشریت سے ویسے ہی نکال دیا، باقی شیعہ اور آج کے نام نہاد سنی یعنی نیم رافضیو نے سیدنا علی کو نبی کے مقام پر بٹھا رکھا ہے انہیں معصوم بنایا ہوا ہے، اور یہ سمجھتے ہیں کہ سیدنا علی سے اختلاف کیا ہی نہیں جا سکتا اور نہ ہی کسی معاملے میں مخالفت کی جا سکتی ہے، ورنہ یہ سیدنا علی کی گستاخی ہو گی یہ ہے رافضیت کا ایک اور جراثیم جو بہت سے نام نہاد سنیوں میں داخل ہو چکا ہے،یہ سیدنا علی کو معصوم بنائے بیٹھے ہیں اگرچہ زبان سے اس کا اقرار نہیں کرتے ابھی،

.

جبکہ اہل سنت کا اصول ہے کہ دنیا میں ہر شخص کی بات کو قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے سوائے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات کے ،جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر بیٹھ کر درس میں فرمایا کرتے تھے

”كُلٌّ يُؤْخَذُ وَيُرَدُّ عَلَيْهِ إلاَّ صَاحِبُ هٰذَا الْقَبْرِ“

”ہر کسی کی کوئی بات مانی اور کوئی رد کی جاسکتی ہے،سوائے اس قبر والے کی بات کے"

یہ بات کہتے ہوئے وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارہ فرماتے

الاعتصام للشاطبي و صفة الصلاة للألباني، ص، 49

تو یہ ہے اہل سنت کا اصول کہ سوائے رسول پاک کے ہر کسی کی بات کو قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور اس سے اختلاف کرتے ہوئے رد بھی کیا جا سکتا ہے، یہ کسی اہل سنت کا مذہب نہیں کہ سیدنا علی یا کسی بھی صحابی کی ہر بات حرف آخر ہے،اور اس اصول

کا مطلب یہ نہیں کہ اگر سیدنا علی یا کسی صحابی سے اختلاف کیا گیا تو یہ اس کی تنقیص ہے ایسا سمجھنے والے جہلاء ہیں جن کا علم سے دور کا بھی واسطہ نہیں،

.

دوسری بات

سیدنا علی کی مخالفت کرنا بھی بالکل ناجائز نہیں اور نہ ہی کسی صحابی کی مخالفت کرنا ناجائز ہے،لہذا رافضیو اور نیم رافضیو نے جو یہ دھوکہ دیا ہوا ہے اپنی عوام کو کہ سیدنا معاویہ کی سیدنا علی سے مخالفت ناجائز تھی، یا سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدنا طلحہ و زبیر کی سیدنا علی کی مخالفت ناجائز تھی یہ سب بکواس ہے، سیدنا علی کی مخالفت تو خود ان کے بیٹے سیدنا حسن نے کی تھی سیدنا معاویہ سے صلح کرکے جبکہ ان کے والد سیدنا علی ساری زندگی سیدنا معاویہ سے جنگ کرتے رہے تھے،

اسی طرح قاضی شریع جو سیدنا علی کے مقرر کردہ قاضی تھے انہوں نے سیدنا علی کی گمشدہ زرع کے مقدمے میں سیدنا علی کی مخالفت کی،

سیدنا علی تو سیدنا علی ہیں خود اللہ رب العزت کی فرشتوں نے مخالفت کی جیسا کہ قرآن میں خود اللہ پاک نے فرمایا

قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡہَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡہَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ

البقرہ ،30

تو انہوں نے کہا ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے

.
اسی طرح موسی علیہ السلام نے فرمایا
اَتُہۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَہَآءُ مِنَّا ۚ
الاعراف، 155
کیا تو ہم میں سے چند بے وقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کردے گا؟
اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی کی مخالفت کوئی ناجائز کام نہیں اگر شریعت کے دائرے میں رہ کر کی گئی ہو، لہذا سیدنا معاویہ ،سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدنا طلحہ و زبیر، اور سیدنا حسن بن علی کا سیدنا علی کی مخالفت کرنا بالکل کوئی ناجائز کام نہیں،
.
تیسری بات سیدنا علی کے قول و فعل پر بطور اعتراض سوال کرنا بھی ناجائز نہیں، بلکہ ایسے سوال رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر صحابہ کرام نے کیے
ایک صحابی نے رسول پاک سے عرض کی تھی کہ
ہم کو تو آپ دو روزے ملا کر رکھنے سے منع فرماتے ہیں، حالانکہ آپ رکھتے ہیں
صحیح بخاری، کتاب الصوم
سیدنا عمر نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کی تھی کہ
ہم ہر طرح امن میں ہیں پھر نماز کیوں قصر کریں
صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین
تو جب رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال ہو سکتا ہے تو سیدنا علی سے کیوں نہیں ہو سکتا کہ سیدنا عثمان کا قصاص کیوں نہیں لیتے؟

.
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی کی مخالفت ،سیدنا علی سے اختلاف ،سیدنا علی سے سوال نہ ناجائز ہے نہ ہی اس بنا پر کسی دوسرے صحابی پر تنقید کی جا سکتی ہے،اور نہ ہی جاہلوں کی طرح اسے نا صبیت کہا جائے گا، اختلاف، مخالفت، سوال ہر صحابی بشمول سیدنا علی سے کیا جا سکتا ہے لیکن تنقید و تنقیص سیدنا علی سمیت کسی صحابی کی جائز نہیں حرام ہے، اللہ پاک ہم سب کو منہج اہل سنت سمجھ کر اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور رافضیو اور نیم رافضیو کے شر سے ہر اہل سنت کو محفوظ رکھے آمین

سیدنا علی کی مخالفت پر اعتراض کی گنجائش نہیں

مکتوبات امام ربانی شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی کا سکین آپ کے سامنے ہے ،شیخ احمد سرہندی ہندوستانی فرقوں دیوبندیہ بریلویہ دونوں کا گرو ہے،
گرو صاحب فرماتے ہیں :
"جاننا چاہیے کہ یہ بات ضروری نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام اختلافی امور میں حق پر ہوں اور ان کے مخالفین خطا پر، (آج یہ بات ہم کریں تو ناصبیت کے فتوے لگتے ہیں جاہلوں کی طرف سے)
اگرچہ محاربہ یعنی جنگوں میں سیدنا علی حق پر تھے(لیکن ان کے مخالفین خطا پر نہیں بلکہ حق پر تھے ،تفصیل آگے آئے گی)
،کیونکہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ صدر اول کے اختلافی مسائل میں علماء و تابعین اور ائمہ مجتہدین نے حضرت علی کے مذہب کے

علاوہ دوسرا مذہب اختیار کیا ہے، اور حضرت علی کے مذہب کے مطابق حکم نہیں کیا،
اگر حق حضرت علی کی جانب ہی متعین ہوتا تو یہ حضرات ان کے خلاف فیصلہ نہ کرتے،
آگے شیخ احمد سرہندی نے مثال دیتے ہوئے قاضی شریع کا واقعہ نقل کیا ہے جس میں بعد والے علماء مجتہدین سیدنا علی کی بجائے قاضی شریع کے قول پر فتوی دیا ہے،
وہ واقعہ میں اپنے انداز میں لکھتا ہوں،

.

"امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زِرہ گم ہو گئی، سیدنا علی نے وہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی تو اسے کہا یہ میری زرہ ہے، یہودی نے کہا یہ میری ہے کیونکہ میرے پاس ہے آپ کی نہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا فیصلہ عدالت میں ہو گا، مقدمہ قاضی شریح کی عدالت میں پیش کیا گیا، وقت کا حاکم ایک فریق کی صورت عدالت میں پیش ہوتا ہے،
مقدمہ پیش کیا گیا، سیدنا علی نے کہا اس کے پاس جو زِرہ ہے وہ میری ہے جو فلاں دن مجھ سے گم ہو گئی تھی ،
قاضی نے یہودی سے پوچھا تم کیا کہتے ہو،
یہودی نے کہا یہ زرہ میری ملکیت ہے،
قاضی نے سیدنا علی کو کہا آپ کے پاس گواہ ہے کوئی؟
سیدنا علی کہتے ہیں کہ ہاں میرا غلام قنبر اور میرا بیٹا حسن گواہ ہیں
قاضی کہتا ہے، غلام کی گواہی تو قبول ہو گی مگر آپ کے بیٹے کی گواہی قبول نہیں، کیونکہ شریعت کے مطابق باپ کے حق میں بیٹا گواہ نہیں بن سکتا،

سیدنا علی نے کہا، وہ بیٹا کوئی عام انسان نہیں وہ تو وہ ہے کہ جس کو پیغمبر کائنات نے جنت کے نوجوانو کا سردار کہا ہے،
وہ تو وہ ہے جو تاجدار کائنات کا نواسہ ہے،
وہ تو وہ ہے جو سید زادہ ہے، وہ تو وہ ہے جو نبی پاک کی گود میں کھیلتا رہا ہے،
قاضی نے کہا، یہ بالکل حق و سچ ہے، اور اگر مرتبہ ہی دیکھنا ہے تو آپ کا کیا کم ہے؟ آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے داماد ہیں، نبی نے آپ کو اپنا بھائی کہا ہے، امیر المومنین ہیں، لیکن فیصلہ مرتبہ دیکھ کر نہیں بلکہ رب کا قانون دیکھ کر ہو گا، میں جانتا ہوں آپ سچ بول رہے ہیں اور یہ زرہ آپ کی ہی ہے لیکن انصاف کا تقاضا ہے کہ آپ اپنا دعوی ثابت کرنے کے لیے گواہ پیش کریں،
آپ کے پاس بیٹے کے علاوہ کوئی اور گواہ ہے تو بتائیں،
سیدنا علی نے کہا میرے پاس اور کوئی گواہ نہیں، یہ زرہ اسی یہودی کی ہے آپ اسے اسی کی ملکیت میں رہنے دیں،
وہ یہودی سامنے کٹھرے میں کھڑا ساری کاروائی دیکھ رہا تھا، وہ دیکھ رہا تھا کیسے وقت کا حاکم مسلمانوں کا امیر المومنین ایک فریق کی حیثیت سے عدالت میں پیش ہوا ہے، وہ جانتا تھا قاضی بھی خود اس کا ہی مقرر کردہ ہے، وہ دیکھ رہا تھا کہ کیسے قاضی شریعت کے مطابق اس سے گواہ کا مطالبہ کر رہا ہے اور اس کے بیٹے کی گواہی اس کے حق میں قبول نہیں کر رہا، وہ دیکھ رہا تھا سامنے کٹھرے میں کھڑا شخص سچا ہے اور یہ زرہ اسی کی ہے لیکن گواہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے دعوے سے دستبردار ہو رہا ہے، وہ دیکھ رہا تھا کیسے اس نے قاضی کا فیصلہ بلا چوں چرا تسلیم کر لیا،

وہ یہودی یہ سارا منظر دیکھ کر کٹھرے میں کھڑا ہی پکار اٹھتا ہے،
اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ
کہتا ہے بالکل یہ زرہ امیر المومنین کی ہی ہے یہ اس دن ان کی سواری سے گر گئی تھی تو میں نے اٹھا لی"

.

اس واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے شیخ احمد سرہندی نے یہ ثابت کیا ہے کہ سیدنا علی کی مخالفت پر اعتراض کی گنجائش نہیں نہ ہی ان پر کسی قسم کی طعن و ملامت جائز ہے ،
مزید آگے سیدنا علی کے جنگوں میں مخالفین صحابہ کرام خطا پر نہیں بلکہ حق پر ہیں اس بارے لکھتے ہیں؛
" وہ حضرات (صحابہ کرام) جن کو رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم اس قسم کی نسبت حاصل رہی ہو، اور رسول پاک کے مقبول اور منظور نظر ہو گئے ہوں، اگر وہ بعض امور میں ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت یا لڑائی جھگڑا کریں، اور اپنی اپنی رائے اور اجتہاد کے موافق عمل کریں تو ان پر طعن اور اعتراض کی مجال نہیں، بلکہ ایسے مقام میں ان کا آپس میں اختلاف کرنا اور اپنی رائے کے علاوہ غیر کی تقلید نہ کرنا ہی حق و صواب ہے،

.

آگے شیخ احمد سرہندی نے اس کی کچھ مثالیں بیان کی ہیں، جن میں امام ابو یوسف کا امام ابوحنیفہ سے اختلاف کرنا اور اپنی رائے پر عمل کرنا درست قرار دیا ہے اور امام ابوحنیفہ کی تقلید کرنا ناجائز،
آگے شیخ احمد سرہندی نے اخیر کر دی ہے جناب لکھتے ہیں؛
"ہم یہ کہتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نے اجتہادی امور میں رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت کی ہے اور رسول پاک

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رائے کے خلاف حکم دیا ہے، اور باوجود زمانہ وحی کے ان کے خلاف (اللہ کی طرف سے) مذمت نہیں آئی، اور نہ ان کے اختلاف پر مخالفت وارد ہوئی، اگر یہ اختلاف اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند اور نامقبول ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس سے منع کر دیا جاتا اور اختلاف کرنے والو پر وعید نازل ہوتی "

.

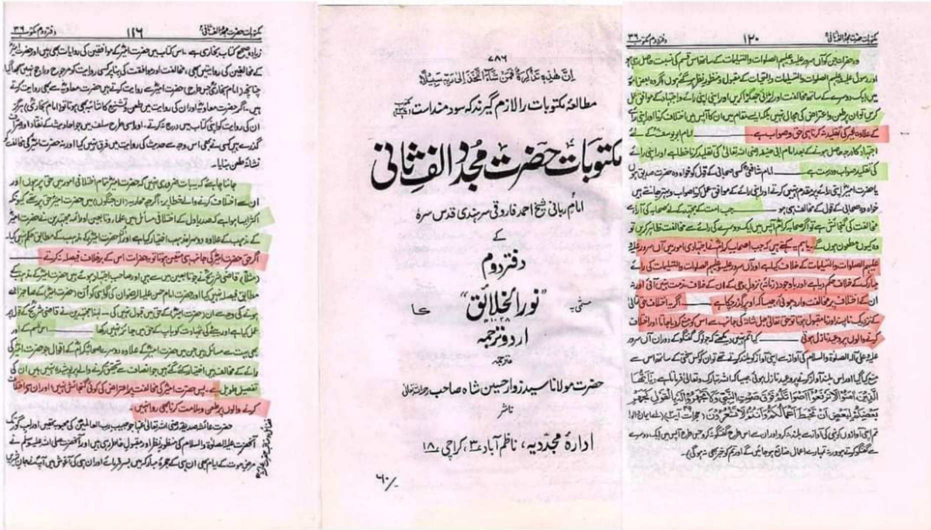
خلاصہ :

مجدد الف ثانی صاحب کے مطابق صحابہ کرام نے اجتہادی امور میں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اختلاف کیا ہے اور رسول پاک کی رائے کے خلاف حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند اور نامقبول نہیں اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ منع کر دیتا، تو جب رسول پاک سے اجتہادی امور میں مخالفت ہو سکتی ہے تو سیدنا علی تو بہت بعد میں آتے ہیں ان سے مخالفت کیوں ناجائز ہے،

اور صحابہ کرام کا سیدنا علی کی مخالفت کرنا حق و صواب تھا کیونکہ وہ خود مجتہد تھے اس لیے ان کو اپنی رائے پر عمل کرنا واجب تھا نہ کہ سیدنا علی کی تقلید کرنا، یعنی سیدنا علی کی ماننا صحابہ کرام کے نزدیک ناجائز تھا مجدد الف ثانی کے مطابق

.

رافضیو اور نیم رافضیو کے لیے تو اس حوالے کی اتنی اہمیت نہ ہو شاید، لیکن دیوبندیہ بریلویہ کے نیم رافضیو کے لیے یہ ایک زبردست پھکی ہے مجدد الف ثانی نے ان اہل سنت میں چھپے رافضیو کا ہاضمہ درست کر دیا ہے



رافضیو اور نیم رافضیو کے باغی گروہ کا حال

رافضی و نیم رافضی سیدنا معاویہ اور ان کے گروہ کو باغی قرار دیتے ہیں تو میں نے سوچا باغی گروہ کے حال بارے بھی کچھ معلوم کیا جائے کہ آیا یہ واقعی برے ہیں یا رافضی اور نیم رافضی جھوٹ بولتے ہیں ،
چنانچہ سب سے پہلے قرآن سے دیکھتے ہیں
وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىہُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰہِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ
الحجرات، 10
اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو

بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے
اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ
الحجرات، 11
(یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

.

ان آیات سے استدلال صرف یہ ہے اس وقت کہ صحابہ کرام کے دو گروہ بھی آپس میں لڑ سکتے ہیں اور اس کے باوجود ان کا بھائی چارہ اور اخوت اسلامی کا ناطہ ختم نہیں ہوتا،
علی معاویہ بھائی بھائی قرآن سے ثابت ہے

.

اب قرآن کے بعد حدیث رسول دیکھتے ہیں، سیدنا علی اور سیدنا معاویہ کے گروہ کو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمان قرار دیا ہے،
قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ
رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا
میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے اللہ پاک اس کے زریعہ مسلمانو کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا
صحیح بخاری، 7109

.
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ کا گروہ دونوں مسلمان ہیں، جیسا کہ سیدنا حسن نے ان دونوں میں صلح کروا کر رسول پاک کی پیش گوئی کو درست ثابت کر دیا،

.
قرآن و حدیث کے بعد اقوال صحابہ دیکھتے ہیں، چنانچہ یہ دونوں گروہ مومن بھی تھے،
اس بارے خود سیدنا عمار بن یاسر رضی اللّٰہ عنہ کا فرمان ہے جن کے قتل کی بنیاد پر رافضی و نیم رافضی سیدنا معاویہ کے گروہ پر باغی ہونے کا الزام لگاتے ہیں، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللّٰہ روایت بیان کرتے ہیں
کہ جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللّٰہ عنہ بیمار ہوئے تو انہوں نے فرمایا
لا اموت فی مرضی حدثنی حبیبی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی لااموت الا قتلاً بین فئتین مؤمنین
کہ میں نہیں مروں گا مگر دو مومن جماعتوں کے درمیان قتل ہو کر"
نوٹ :اس روایت کی سند کمزور ہے
لیکن اس روایت کی تائید میں سیدنا علی رضی اللّٰہ عنہ کا فرمان بھی نہج البلاغہ میں موجود ہے
سیدنا علی رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا
" ہمارا اور اہل شام کا الہ ایک ،رسول ایک، ایمان میں نہ وہ ہم سے بڑھ کر ہیں نہ ہم ان سے بڑھ کر، صرف قصاص عثمان کے معاملے میں ہم میں اختلاف ہو گیا ہے"
اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا معاویہ کا گروہ مومن بھی ہے،

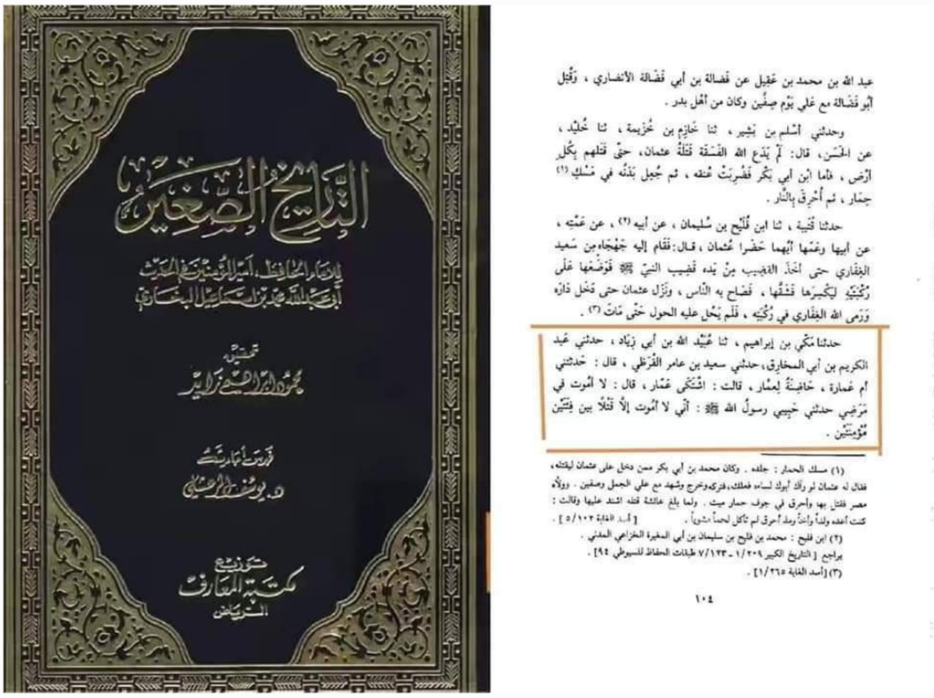
.
دونوں گروہ حق پر بھی تھے ،
اس بارے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے :
"مسلمانوں میں اختلاف ہو گا اس وقت ایک دین سے نکل جانے والا تیسرا گروہ نکلے گا(خوارج)اس وقت خوارج سے قتال وہ گروہ کرے گا جو؛
يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ
“جو دونوں گروہوں میں سے حق کے زیادہ قریب ہوگا۔”
صحیح مسلم

.
دونوں گروہ مسلمان ہیں، دونوں آپس میں لڑائی کے باوجود بھائی بھائی ہیں، دونوں گروہ مومن ہیں،دونوں گروہ حق پر ہیں، اور دونوں گروہ جنتی بھی ہیں، اس بارے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہے امام ذھبی نے بھی اسے نقل کیا ہے،
سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جب صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا گیا کہ ان کا انجام کیا ہوگا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
قتلانا و قتلاھم فی الجنۃ
ہمارے اور ہمارے مخالفین اہل شام دونوں کے مقتولین جنتی ہیں "

.
تو یہ ہے اس باغی گروہ کا حال جس پر رافضی و نیم رافضی صبح و شام بھونکتے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، مومن ہیں،حق پر ہیں اور جنتی ہیں، البتہ رافضی و نیم رافضی دونوں مسلمان نہیں مومن ہونا تو بعد کی بات ہے ،

جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ،
صحیح بخاری ،10
سیدنا عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا
مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچیں رہیں



عبد الله بن محمد بن عقيل عن فضالة بن أبي فضالة الأنصاري ، وقُتِل أبو فضالة مع علي يوم صفين وكان من أهل بدر .

وحدثني أسلم بن بشير ، ثنا خازم بن خزيمة ، ثنا خُليد ، عن الحسن، قال: لم يَدَع الله الفسقة قتلة عثمان، حتى قتلهم بكل أرض ، فاما ابن ابي بكر فضربت عنقه ، ثم جُعِل بدنه في مَسْك[1] حمار ، ثم أُحرِق بالنار .

حدثنا قتيبة ، ثنا ابن فُليح بن سليمان ، عن أبيه[2] ، عن عمته ، عن ابيها وعمها أنهما حضرا عثمان ، قال: فقام إليه جهجاه بن سعيد الغفاري حتى أخذ القضيب من يده قضيب النبي ﷺ فوضعها على ركبتيه ليكسرها فشقها ، فصاح به الناس ، ونزل عثمان حتى دخل داره ورمى الله الغفاري في ركبته ، فلم يحل عليه الحول حتى مات[3] .

حدثنا مكي بن إبراهيم ، ثنا عُبيد الله بن أبي زياد ، حدثني عبد الكريم بن أبي المخارق، حدثني سعيد بن عامر القرظي ، قال : حدثتني أم عمارة ، خادمة لعمار ، قالت : اشتكى عمار ، قال : لا أموت في مرضي حدثني حبيبي رسول الله ﷺ : أني لا أموت إلا قتلا بين فئتين مؤمنتين .

(١) مسك الحمار : جلده . وكان محمد بن أبي بكر ممن دخل على عثمان ليقتله، فقال له عثمان لو رآك أبوك لساءه فعلك، فتركه وخرج وشهد مع علي الجمل وصفين . وولاه مصر فقتل بها وأحرق في جوف حمار ميت . ولما بلغ عائشة قتله اشتد عليها وقالت : كنت أعده ولداً وأخاً ومذ أحرق لم تأكل لحماً مشوياً . [أسد الغابة ٥/١٠٢] .
(٢) ابن فليح : محمد بن فليح بن سليمان بن أبي المغيرة الخزاعي المدني . يراجع [التاريخ الكبير ١/٢٠٩ - ٧/١٣٣ طبقات الحفاظ للسيوطي ٩٤] .
(٣) [أسد الغابة ١/٢٦٥] .

١٠٤



سير أعلام النبلاء

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى

٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

الجزء الثالث

أشرف على تحقيق الكتاب وخرّج أحاديثه

شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء

محمد نعيم العرقسوسي و مأمون صاغرجي

مؤسسة الرسالة

يُعجب ؟ هو سلطانُ الله يؤتيه البرُّ والفاجر . وقد ملك فرعونُ مصرَ أربع مئة سنة[٣] .

زيد بن أبي الزرقاء : عن جعفر بن بُرقان[٤] عن يزيد[٥] بن الأصم

(١) رجاله ثقات ، وجد حجاج : اسمه عبد الله بن أبي زياد الرصافي .

وإيلياء : اسم مدينة بيت المقدس ، وقوله : « طعن في مأكمته » المأكمة : العجيزة . وقد أورد الفسوي في « تاريخه » ١/٤١٣ خبراً بمعناه من طريق الوليد بن مسلم ، حدثنا عن عبد الرحمن بن نمر ، عن الزهري ، أخبرني خالد بن عبد الله بن رباح السلمي أنه صلى مع معاوية يوم طُعن بإيلياء . . .

(٢) فلق ، تصحفت في المطبوع إلى « فلق » ، و « الألية » بفتح الهمزة : العجيزة ، وقد كسرت همزتها في المطبوع وهو خطأ .

(٣) ذكره ابن كثير ٨/١٣١ نقلاً عن ابن عساكر بإسناده عن أبي داود الطيالسي بهذا الإسناد .

(٤) بُرقان ، بضم الباء وقد تحرف في المطبوع إلى « زبرقان » بزيادة زاي في أوله .

(٥) تحرف في المطبوع إلى « مؤمل » .

١٤٣

قال : قال عليٌّ : قتلايَ وقتلى مُعاوية في الجنة .

صَدَقَة بن خالد : عن زيد بن واقد ، عن أبيه ، عن أشياخهم : أن مُعاويةَ لما بويع ، وبلغه قتالُ عليٍّ أهل النَّهروان[١] ، كاتب وجوه من معه مثل الأشعث ، ومنّاهم وبذل لهم حتى مالوا إلى معاوية ، وتثاقلوا عن المسير مع عليّ ، فكان يقولُ فلا يُلتَفَتُ إلى قوله . وكان معاويةُ يقول : لقد حاربتُ عليّاً بعد صِفّين بغير جيش ولا عتاد .

شعبة : أنبأنا محمد بن عُبيد[٢] الله الثقفي ، سمع أبا صالح يقولُ : شهدتُ عليّاً وَضَعَ المصحفَ على رأسه ، حتى سمعتُ تقعقُعَ الورق فقال : اللهم إني سألتُهم ما فيه ، فمنعوني ، اللهم إني قد مَلِلْتُهم ومَلُّوني ، وأبغضتُهم وأبغضوني ، وحملوني على غير أخلاقي ، فأبدلهم بي شرّاً مني ، وأبدلني بهم خيراً منهم ، ومِثْ[٣] قلوبهم ميثَ الملح في الماء .

مجالد : عن الشعبي ، عن الحارث ، عن عليٍّ ، قال : لا تكرهوا إمْرَةَ مُعاوية ، فلو قد فقدتُموه لرأيتم الرؤوس تندر[٤] عن كواهلها .

لمّا قُتِل أميرُ المؤمنين عليٌّ ، بايعَ أهلُ العراق ابنَه الحسن ، وتجهّزوا لقصد الشام في كتائب أمثال الجبال ، وكان الحسنُ سيّداً كبيرَ القدر يرى

سیدنا عمار کے قاتل کی تعین میں اختلاف

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل کون ہے اس بارے وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا، جب صورتحال یہ ہے تو پھر سیدنا معاویہ کو اس کا ذمہ دار قرار دے کر انہیں باغی کہنا ان پر تبرا کرنا ایک جرم عظیم ہے،

.

سیدنا عمار کا قاتل کون ہے اس کا کچھ پتہ نہیں تاریخی روایات میں مختلف لوگوں کو قاتل قرار دیا گیا ہے جو کہ اس کی دلیل ہے کہ اس بارے کسی کا تعین ممکن نہیں،

طبقات ابن سعد کے سکین آپ کے سامنے ہیں،

.

سیدنا عمار کے ایک قاتل کا نام لکھا ہے،

ابو الغادیہ مزنی، وہ شخص جس نے عمار بن یاسر کو قتل کیا ابولغادیہ مزنی تھا "

.
سیدنا عمار کے دوسرے، تیسرے اور چوتھے قاتل کا نام ہے
عقبہ بن عامر الجہنی
عمر ابن حارث الخولاني
اور شریک بن سلمہ المرادی

.
اب تک چار قاتل ہو چکے ہیں سیدنا عمار کے ،پانچواں قاتل ایک مجہول بندہ ہے جس نے عمار کا سر کاٹا اور وہ جھگڑا کر رہا تھا کہ عمار کو اس نے قتل کیا ہے،
یہ پانچ بندے ہو گئے ہیں،
چھٹا بندہ مروان نامی بھی ہے جس کا سیدنا عمار کا قاتل ہونا ذکر کیا جاتا ہے،
ساتواں بندہ ابن حوی سکسکی سیدنا عمار کا قاتل ذکر کیا جاتا ہے،

.
یہ ہے سیدنا عمار کے قاتل اب ان میں سے کس کا تعین کریں جبکہ اس بارے جتنی روایات ہے ساری یہ ضعیف ہیں طبقات ابن سعد کی روایات جو سکین میں ہیں یہ بھی ضعیف ہیں،
لہذا قاتل عمار کا تعین ممکن نہیں یہ اختلاف ہی دلیل ہے ، ہاں یہ ثابت ہے کہ سیدنا عمار کو باغی گروہ نے قتل کیا، لیکن یہ کہیں سے ثابت نہیں کہ وہ سیدنا معاویہ کا گروہ ہے،

.
اس وقت ایک ہی باغی گروہ تھا سیدنا عثمان کے قاتلوں کا، اس کے علاوہ کوئی باغی گروہ نہیں تھا، لہذا قاتل عمار یہی گروہ ہے،
نیم رافضیو کی جہالت یہ ہے کہ وہ قتل عمار سے باغی گروہ کا تعین کرتے ہیں جبکہ حدیث رسول(عمار کو باغی گروہ قتل کرے

گا) کے مطابق باغی گروہ سے سیدنا عمار کے قاتل کا تعین کیا جائے گا،
سیدنا عمار کا قاتل باغی گروہ نہیں،
بلکہ باغی گروہ سیدنا عمار کا قاتل ہے،
ان دو جملوں میں بہت فرق ہے،
سیدنا عمار کا قاتل پہلے باغی ہے پھر قاتل عمار، نہ کہ قتل عمار کی وجہ سے باغی ہے، اور پہلے باغی گروہ سیدنا عثمان کے قاتلوں کے سوا کوئی نہیں لہذا یہ مانے بنا چارہ نہیں کہ سیدنا عمار کا قاتل وہی باغی گروہ ہے جو سیدنا عثمان کا قاتل ہے،

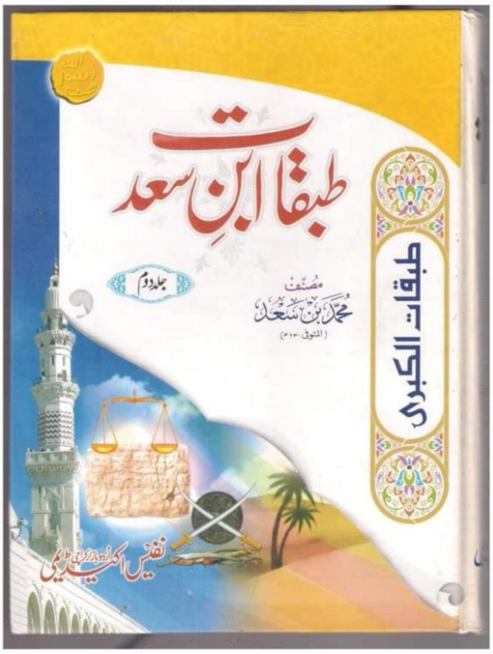
.

پھر حدیث میں عمار کا باغی گروہ کو جنت کی طرف بلانے کا ذکر ہے اور باغی گروہ کا عمار کو جہنم کی طرف بلانے کا، یہ دلیل ہے کہ وہ گروہ مسلمان نہیں، جبکہ حدیث رسول کے مطابق سیدنا معاویہ کا گروہ مسلمان ہے، جیسا کہ رسول پاک نے سیدنا حسن کے بارے فرمایا کہ
میرا یہ بیٹا مسلمانو کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا،
یہ بھی دلیل ہے کہ سیدنا معاویہ کا گروہ باغی نہیں، ہاں قاتلین عثمان کا گروہ مسلمان نہیں تھا یہ سبائی ٹولہ تھا جو بالاتفاق مشرک تھا، معلوم ہوا قاتل عمار یہی مشرکوں کا باغی گروہ ہے
اللہ پاک نے فرمایا:
وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰى یُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ یُبَیِّنُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ
البقرہ ،221

تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں ایک مومن غلام مشرک شریف سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ سبق لیں گے اور نصیحت قبول کریں گے(ترجمہ مودودی)

.

اللہ پاک کے فرمان سے معلوم ہوا کہ مشرک آگ کی طرف بلاتے ہیں جن سے نکاح جائز نہیں ، اور سیدنا معاویہ اور ان کا گروہ مشرک نہیں بلکہ ان کی سیدنا علی کے خاندان سے رشتہ داریاں ہیں ایک دوسرے سے نکاح کیے ہوئے ہیں،





طبقات ابن سعد (حصہ سوم) ۲۶۵ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ عقبہ بن عامر ہی وہ شخص ہے جس نے عمار کو قتل کیا' اور یہ وہ شخص ہے جس کو انہوں نے عثمان ابن عفان کے حکم سے مارا تھا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شخص جس نے انہیں قتل کیا عمر بن الحارث الخولانی ہے۔

ربیعہ بن کلثوم بن جبر نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں واسط القصب میں عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے پاس تھا' میں نے کہا اجازت دیجئے' یہ ابو غادیہ جہنی ہے' عبدالاعلیٰ نے کہا کہ اسے اندر لاؤ' وہ اس طرح اندر آیا کہ جسم پر چھوٹے چھوٹے کپڑے تھے' وہ لانبا اور ایسا تھا کہ گویا اس امت کا آدمی ہی نہیں ہے' جب بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی' راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا' کیا تم نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی' اس نے کہا ہاں' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یوم عقبہ (یعنی دسویں ذی الحجہ) کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو خبردار تمہارے خون اور تمہارے مال اپنے پروردگار سے ملنے تک (یعنی موت تک) تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں ہے' دیکھو خبردار' کیا میں نے پہنچا دیا؟ ہم لوگوں نے عرض کی جی ہاں' فرمایا: اے اللہ گواہ رہ' پھر فرمایا کہ دیکھو خبردار میرے بعد تم لوگ کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن مارے۔ اس نے (اسی میں یہ مضمون) شامل کیا کہ ہم لوگ عمار بن یاسر کو اپنے اندر رحمت خیال کرتے تھے' جس وقت ہم مسجد قبا میں بیٹھے تھے تو اتفاق سے عمار' عثمان بن عفان کو کہہ رہے تھے کہ خبردار یہ نعثل ● یہودی' میں ادھر ادھر دیکھنے لگا' اگر مجھے ان کے خلاف مددگار مل جاتے تو انہیں ضرور کچل دیتا اور قتل کر دیتا' میں نے کہا اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عمار پر قادر کر سکتا ہے جنگ صفین میں وہ لشکر کے آگے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پیادہ آئے' جب وہ دونوں لشکروں کے درمیان تھے تو انہیں ایک شخص نے تنہا دیکھ کے گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے اور خود سر سے اتر گیا' میں نے اسے تلوار ماری تو اتفاق سے عمار کے سر پر پڑی۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے نزدیک اس سے زیادہ کھلی ہوئی گمراہی والا شخص نہیں دیکھا کہ نبی علیہ السلام سے بھی سنا جو کچھ سنا' پھر بھی عمار کو قتل کر دیا' ابو غادیہ (یعنی قاتل مذکور نے پانی مانگا تو شیشے کے برتن میں پانی لایا گیا' اس نے اس میں پینے سے انکار کیا' پھر اس کے پاس مٹی کے پیالے میں پانی لایا گیا تو اس نے پیا' ایک شخص نے جو امیر کے سرہانے نیزہ لیے کھڑا تھا کہا "اوی بد کفعا" شیشے میں پانی پینے سے تو تقویٰ کرتا ہے اور عمار کے قتل سے تقویٰ نہیں کرتا۔

ابی غادیہ سے مروی ہے کہ میں نے مدینے میں عمار بن یاسر کو عثمان کی غیبت کرتے اور انہیں برا کہتے سنا میں نے انہیں قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ اگر اللہ مجھے تم پر قدرت دے گا تو ضرور تم کو قتل کر دوں گا' یوم صفین میں عمار لوگوں پر حملہ کرنے لگے تو کہا گیا کہ یہ عمار ہیں' میں نے ان کی زرہ میں ایک سوراخ دونوں پھیپھڑوں اور پنڈلیوں کے درمیان دیکھا' ان پر حملہ کیا اور گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے' میں نے انہیں قتل کر دیا' پھر کہا گیا کہ تو نے عمار بن یاسر کو قتل کر دیا' میں عمرو بن

● نعثل ایک یہودی تھا جس کی تجارت مشہور تھی' داڑھی اور شباہت سے حضرت عثمان کا دھوکا ہوتا تھا' آج کل کا یہودی نام "ناتھن" غالباً اسی کی تحریف ہے۔



ابومروان سلمہ نے کہا کہ میں صفین میں لوگوں کے ساتھ موجود تھا' ہم لوگ کھڑے ہی تھے کہ یکا یک عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نکلے' آفتاب غروب ہونے کو تھا' وہ کہہ رہے تھے کہ رات کو اللہ کی طرف جانے والا کون ہے' پیاسا پانی کے پاس آتا ہے' جنت نیزوں کی دھاروں کے نیچے ہے' آج دوستوں نے ہمیں چھوڑ دیا' آج دوستوں نے محمدؐ اوران کے گروہ کو چھوڑ دیا۔

لؤلوہ (ام حکم بنت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی) سے مروی ہے کہ اس روز' جس روز کہ عمار رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے' جھنڈا ہاشم ابن عتبہ اٹھائے ہوئے تھے اور اصحاب علی رضی اللہ عنہ نے اصحاب معاویہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا' عصر کا وقت ہو گیا' عمار ہاشم کے پیچھے سے قریب ہو کر ان کو آگے بڑھا رہے تھے' آفتاب غروب کے لیے جھک گیا تھا۔ عمار رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ کا شربت تھا کہ آفتاب غروب ہو تو افطار کریں' جب آفتاب غروب ہو گیا اور انہوں نے دودھ کا شربت پی لیا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دنیا سے تمہارا آخری توشہ دودھ کا شربت ہوگا' پھر وہ آگے بڑھ کے لڑے اور قتل ہو گئے' اس وقت وہ چورانوے سال کے تھے۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ خزیمہ بن ثابت جنگ جمل میں موجود تھے' مگر تلوار میان سے نہ نکالتے' وہ صفین میں بھی موجود تھے' انہوں نے کہا کہ میں اس وقت تک ہرگز نہ شامل ہوں گا جب تک عمار رضی اللہ عنہ قتل نہ ہوں' میں دیکھوں گا کہ انہیں کون قتل کرتا ہے' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انہیں باغی گروہ قتل کرے گا' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو خزیمہ نے کہا کہ میرے لیے گمراہی ظاہر ہو گئی' آگے بڑھ کے لڑے اور قتل ہو گئے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قتل:

وہ شخص جس نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ابو غادیہ مزنی تھا' اس نے انہیں ایک نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے' اس روز وہ تخت رواں یا ہودے میں بیٹھ کے جنگ کر رہے تھے' ان کی عمر چورانوے سال تھی' جب وہ نیزے کے زخم سے گر پڑے تو ایک اور شخص ان پر ٹوٹ پڑا اور سر کاٹ لیا' دونوں جھگڑتے ہوئے آئے' ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے انہیں قتل کیا ہے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ دونوں صرف دوزخ میں جھگڑ رہے ہیں (کہ دونوں میں سے کون دوزخی ہے)۔

ان کی زبان سے یہ بات معاویہ رضی اللہ عنہ نے سن لی' جب وہ دونوں واپس ہوئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ ایک قوم نے اپنی جانیں ہمارے لیے خرچ کیں' اور تم انہی سے کہتے ہو کہ تم لوگ دوزخ کے بارے میں جھگڑتے ہو (کون دوزخی ہے) عمرو نے کہا کہ بات تو واللہ یہی ہے' اسے تم بھی جانتے ہو' اور مجھے یہ پسند ہے کہ میں اس قسم کے واقعات سے بیس سال پہلے ہی مر جاتا۔

ابن عون سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ اکانوے سال کی عمر میں قتل کیے گئے' ان کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر تھی' ان کی طرف تین آدمی متوجہ ہوئے' عقبہ بن عامر الجہنی عمر ابن حارث الخولانی اور شریک بن سلمہ المرادی' یہ تینوں اس وقت ان کے پاس پہنچے کہ وہ کہہ رہے تھے' اگر تم لوگ ہمیں مار کے سعفات ہجر تک پہنچا دو تو مجھے معلوم ہو گا کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو' سب نے مل کر ان پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

وہ جس کی ہڈیوں اور گوشت پوست تک میں ایمان رچا ہوا تھا

اللہ تعالی نے اس امت کو نبی پاک کے صحابہ عنایت کر کے بہت عظیم احسان فرمایا، تمام صحابہ کرام سب سے زیادہ نیکوکار، علمی گہرائی کے مالک، اور پاکیزہ ترین سیرت کے مالک تھے۔
امام احمد رحمہ اللہ نے جید سند کیساتھ مسند احمد میں نقل کیا ہے کہ :
عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :
" اللہ تعالی نے لوگوں کے دلوں کی چھان بین کی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب سے بہترین پایا، تو اللہ تعالی نے انہیں اپنے لئے چن لیا، اور انہیں پیغام رسالت کیساتھ مبعوث فرمایا، پھر دوبارہ لوگوں کے دلوں کی چھان بین کی تو محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، چنانچہ اللہ تعالی نے انہیں اپنے نبی کیلئے وزراء منتخب فرمایا، جو کہ دین محمدی کیلئے قتال کرتے ہیں "
.
میمونی رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا
:
" ابو الحسن ! جب تم کسی شخص کو صحابہ کرام کا تذکرہ نا مناسب انداز سے کرتے ہوئے پاؤ تو اسکا اسلام مشکوک سمجھو "" البداية والنہائیہ
چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے محبت ایمان کا حصہ ہے، اور صحابہ کرام سے بغض رکھنا منافقت ہے، خصوصا علم و دین نشر کرنے والے کبار صحابہ کرام کے بارے میں بغض رکھنا بہت زیادہ سنگین جرم ہے۔
انہی صحابہ کرام میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں، اللہ تعالی انکے والدین سے بھی راضی ہو،
آپکا نام و نسب یہ ہے :
عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن وذیم، آپکی کنیت : ابو یقظان تھی ، آپ کی نسبت : " عنسی " ہے، مکہ کے رہنے والے اور بنی مخزوم کے موالی میں سے تھے۔
آپکا شمار ابتدائے اسلام میں مسلمان ہونے والے ان چند مسلمانوں میں ہوتا ہے جو جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے، آپکی والدہ محترمہ کا نام سمیہ تھا، آپ بھی بنی مخزوم کے موالی میں شامل تھیں، اور آپکی والدہ کا شمار بھی عظیم صحابیات میں ہوتا ہے۔
امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ :
ہمام کہتے ہیں میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا :

" میں نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو اس وقت سنا تھا جب آپ پر ایمان لانے والوں میں پانچ غلام، اور دو خواتین سمیت ابو بکر رضی اللّٰہ عنہم تھے "
راہِ الٰہی میں آپکے والد اور والدہ کو بہت زیادہ سزائیں دی گئیں :
عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں :
" سب سے پہلے اسلام کا اعلان کرنے والوں میں سات افراد شامل ہیں : رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمار، عمار کی والدہ : سمیہ، صہیب، بلال، اور مقداد، رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو اللّٰہ تعالی نے آپکے چچا ابو طالب کی وجہ سے محفوظ فرمایا، اور ابو بکر کو اللّٰہ تعالی نے انکے قبیلے کی وجہ سے محفوظ فرمایا، جبکہ دیگر تمام افراد کو مشرکین نے پکڑ لیا، انہیں لوہے کی ذرہیں پہنا کر سلگتی دھوپ میں چھوڑ دیا "
سنن ابن ماجہ

.

منصور ، مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ :
" ایک بار ابو جہل سمیہ رضی اللّٰہ عنہا کو گالیاں بکتا ہوا انکے پاس آیا، اور اپنے نیزے کے ذریعے انکے نچلے حصے میں اتنی ضربیں لگائیں کہ آپ کو قتل کر کے دم لیا، اور آپ اسلام کی پہلی شہید خاتون قرار پائیں "
عمر بن حکم کہتے ہیں کہ :
" عمار رضی اللّٰہ عنہ کو اتنی سزائیں دی جاتیں کہ انہیں خود معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں، یہی حال صہیب رضی اللّٰہ عنہ کا تھا، انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :
وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا
جن لوگوں نے ظلم ڈھائے جانے کے بعد راہِ الٰہی میں ہجرت کی----

النحل :41
" عمار رضی اللہ عنہ نے بدر سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تمام غزوات میں شرکت کی، آپ نے پہلے حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر مدینہ کی جانب ہجرت کی "
سیر أعلام النبلاء
آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالی نے شیطان سے پناہ دی ہوئی تھی :
علقمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : " میں ملک شام گیا، تو وہاں جا کر میں نے پوچھا : یہاں کون (سی نامور شخصیت) موجود ہے؟ تو انہوں نے بتلایا : ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں، پھر انہوں نے کہا : کیا تم میں ایسا شخص نہیں ہے جسے اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی شیطان سے پناہ دی ہے؟ انکی مراد عمار بن یاسر تھے "
آپ سراپا ایمان تھے، آپکی رگ رگ، گوشت پوست اور ہڈی ہڈی ایمان سے لبریز تھی :
امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ :
" رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ :
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عمار مشاشہ (ہڈی کا وہ نرم حصہ جسے چبایا جا سکتا ہے) تک ایمان سے بھرا ہوا ہے

.
مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں :
" ایمان عمار رضی اللہ عنہ کے رگ و پے اور ہڈیوں میں اس طرح رچ بس گیا کہ اسے اب جدا کرنا ناممکن ہے، اس لئے کفار مکہ کی طرف سے دی جانے والی شدید جسمانی سزاؤں کی وجہ سے

مجبورا کلمہ کفر انہیں نقصان نہیں دے گا،
اور " فتح الباری " میں ہے کہ : یہ خوبی صرف اسی شخص میں پیدا ہوسکتی ہے جسے اللہ تعالی شیطان مردود سے محفوظ فرما لے "
.
بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے نقش قدم پر چلنے ، اور انکا طریقہ اپنانے کی رہنمائی فرمائی :
جامع ترمذی میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :
ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا :
مجھے نہیں معلوم کہ میں تمہارے درمیان کتنی دیر رہوں گا، چنانچہ تم میرے بعد لوگوں کی اقتدا کرنا - آپ نے ابو بکر اور عمر کی جانب اشارہ فرمایا - اور عمار کے طریقے کو اپنانا، اور جو تمہیں ابن مسعود احادیث بیان کریں، انکی تصدیق کرنا "
صاحب کتاب : " تحفة الأحوذی کہتے ہیں :
حدیث میں مذکور عربی لفظ " هدی " سے مراد سیرت اور طریقہ ہے، مطلب یہ ہے کہ : عمار کے طریقے کے مطابق چلو، اور اسی کا انداز اپناؤ "
عمار رضی اللہ عنہ فقیہ اور زاہد تھے :
امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں ":
عمار رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے وضاحت طلب کی :
کیا یہ مسئلہ در پیش ہوچکا ہے؟
لوگوں نے کہا : " نہیں " تو آپ نے جواب دیا : اسے چھوڑ دو ! جب

پیش آئے گا تو دیکھ لیں گے، اور تمہیں اسکا حکم بھی بتلا دیں گے
عبد اللہ بن ابو ہذیل رحمہ اللہ کہتے ہیں :
" میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو ایک درہم کے بدلے راشن خریدتے ہوئے دیکھا، پھر انہوں نے راشن اپنی کمر پر اٹھا لیا، حالانکہ وہ اس وقت کوفہ کے امیر تھے "
ابو نوفل بن ابو عقرب کہتے ہیں :
" عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بہت کم بات کرتے اور زیادہ خاموش رہتے تھے "
" سیر أعلام النبلاء "
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ عمار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا :
چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث ہے،
ہم مسجد کیلئے ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے، اور عمار دو ، دو اینٹیں اٹھا کر لاتے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمار کے قریب سے گزرے، تو آپ نے عمار کے سر مٹی صاف کی، اور فرمایا :
" جیتے رہو ! عمار تمہیں ایک باغی گروہ قتل کریگا، عمار انہیں اللہ کی طرف بلائے گا، اور وہ عمار کو جہنم کی طرف بلاتے ہونگے "

یہ وہی باغی گروہ تھا جس نے سیدنا عثمان کو شہید کیا، رافضی و نیم رافضی جو سیدنا عمار کا قاتل سیدنا معاویہ کا گروہ قرار دیتے ہیں وہ دجل و فریب ہے، اس کے جھوٹ ہونے کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ یہ رافضیو کا بیانیہ ہے،
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور انکے والدین کو جنت کی خوشخبری بھی سنائی :
جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم عمار اور انکے اہل خانہ کے پاس سے گزرے ، انہیں سزائیں دی جا رہی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
آل عمار اور آل یاسر خوش ہو جاؤ، تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے
مستدرک حاکم
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :
" تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ صفین میں سن 37 ہجری میں داغِ مفارقت دے گئے، ان کی اس وقت 93 سال عمر تھی، اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ آپ ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی
:
إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمانِ
النحل ،106

.
یہ ہے اہل سنت کا فضائل صحابہ کرام بیان کرنا کسی رافضی و نیم رافضی سے ایسی فضائل پر مبنی پوسٹ نہیں پڑھیں گے آپ،کیونکہ وہ نام استعمال کرنے والے ہیں جبکہ ہم احترام کرنے والے ہیں

سیدنا معاویہ کو خطا پر کہنا ناجائز ہے

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
"کسی ایک صحابی کی طرف قطعی طور پر خطا کی نسبت کرنا جائز نہیں ہے
آگے اس کی وجہ بھی لکھتے ہیں :

کہ انہوں نے(آپسی جنگوں میں) جو کچھ کیا ہے اپنے اپنے اجتہاد سے کیا ہے"



الجامع لأحكام القرآن

والمبين لما تضمنه من السنة وآي الفرقان

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي

(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

شارك في تحقيق هذا الجزء

محمد رضوان عرقسوسي

الجزء التاسع عشر

مؤسسة الرسالة

سورة الحجرات، الآية ٩ — ٣٨٢

لأن الفتنة لمّا انجلت كان الإمام هو الباغي، ولم يكن هناك مَن يعترضه. والله أعلم.

العاشرة: لا يجوز أن يُنسب إلى أحد من الصحابة خطأٌ مقطوعٌ به، إذ كانوا كلُّهم اجتهدوا فيما فعلوه، وأرادوا اللهَ عزَّ وجل، وهم كلُّهم لنا أئمةٌ، وقد تعبَّدَنا بالكفّ عما شجر بينهم، وألا نذكرَهم إلّا بأحسن الذِّكر؛ لحرمة الصحبة، ولنهي النبيِّ ﷺ عن سَبِّهم[1]، وأن الله غفر لهم، وأخبرنا بالرضا عنهم. هذا مع ما قد ورد من الأخبار من طرق مختلفةٍ عن النبيِّ ﷺ أنَّ طلحةَ شهيدٌ يمشي على وجه الأرض[2]، فلو كان ما خرج إليه من الحرب عصياناً، لم يكن بالقتل فيه شهيداً. وكذلك لو كان ما خرج إليه خطأً في التأويل وتقصيراً في الواجب عليه؛ لأن الشهادة لا تكون إلا بقتلٍ في طاعة، فوجب حملُ أمرهم على ما بيَّنّاه. ومما يدلُّ على ذلك ما قد صحَّ وانتشر من إخبار عليٍّ بأنَّ قاتل الزبير في النار. وقوله: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «بشِّر قاتل ابن صفية بالنار»[3]. وإذا كان كذلك فقد ثبت أن طلحةَ والزبيرَ غيرُ عاصيين ولا آثمين بالقتال؛ لأن ذلك لو كان كذلك، لم يقل النبيُّ ﷺ في طلحةَ: «شهيد». ولم

(١) ورد النهي عن سبهم في أحاديث كثيرة، منها الحديث الذي أخرجه البخاري (٣٦٧٣)، ومسلم (٢٥٤١) عن أبي سعيد الخدري ﷺ أن النبي ﷺ قال: «لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً لم يدرك مُدَّ أحدهم ولا نصيفه» وسلف ٥/ ٢٦١، وص٣٤٨ من هذا الجزء، وينظر في الموضع الثاني الآيات والأحاديث التي ذكرها المصنف والتي تضمنت الثناء عليهم، والوعيد الشديد لمن سبَّهم وقلَّل من شأنهم.

(٢) أخرجه الترمذي (٣٧٣٩)، وابن ماجه (١٢٥) من حديث جابر ﷺ، قال الترمذي: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث الصَّلْت، وقد تكلم بعض أهل العلم في الصلت بن دينار وفي صالح بن موسى من قبل حفظهما.

(٣) أخرجه الخطيب البغدادي في الفصل للوصل المدرج في النقل ١/ ١٩٠ من طريق زيد بن أخزم عن علي مرفوعاً، وقال: جعل هذا الراوي وأظنه زيد بن أخزم قوله: بشّر قاتل ابن صفية بالنار، من كلام النبي ﷺ وذلك وهم، إنما هو من قول علي بن أبي طالب، روى ذلك أبو سلمة التبوذكي... وكذلك رواه زائدة بن قدامة وشيبان... اهـ. وأخرجه موقوفاً على علي ﷺ أحمد (٦٨١)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (١٩٦)، والطبراني في الكبير (٢٤٣). لكن الحافظ ابن حجر ذكر في الفتح ٦/ ٢٢٩ أن علياً رفعه إلى النبي ﷺ كما رواه أحمد وغيره من طريق زر بن حبيش عن علي بإسناد صحيح. اهـ. ولم نقف عليه مرفوعاً عند أحمد.

سیدنا معاویہ کو اجتہادی خطا پر کہنا ناجائز ہے

ایک بات یاد رکھیں اگرچہ بعض علماء نے سیدنا علی کی مخالفت پر سیدنا معاویہ کو اجتہادی خطا پر کہا ہے،اور علماء کی یہ بات بے دلیل ہے کیونکہ اس پر کوئی بھی صریح دلیل موجود نہیں، علماء کے اقوال دلیل نہیں ہوتے بلکہ دلائل کی تائید میں پیش ہوتے ہیں،

ورنہ علماء سے تو قادیانی بھی یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی،

ہر باطل فرقے کو اپنی مرضی کا مواد علماء سے مل جاتا ہے، لہذا علماء کے اقوال کوئی دلیل نہیں ہوتے نہ ہی انہیں کسی نے دلیل مانا ہے کبھی اہل سنت میں ، ہاں علماء کا اتفاق و اجماع الگ چیز ہے جو دلیل بن سکتا ہے

.
لیکن بالفرض یہ مان لیا جائے کہ سیدنا معاویہ اجتہادی خطا پر تھے تو بھی آج کے حالات میں انہیں اجتہادی خطا پر کہنا ناجائز ہے،حالات کے تحت حکم بدل جاتا ہے اور یہاں تو کوئی شرعی حکم ہے ہی نہیں بلکہ بعض علماء کی ذاتی رائے ہے ،
آج رافضیت کا فتنہ ہر طرف پھیلا ہوا ہے، اور سیدنا معاویہ کل بھی رافضیت کے سامنے ایک دیوار تھے اور آج بھی ہیں، آج ان کو حق پر کہنا رافضیت کے آگے بندھ باندھ دینے کے مترادف ہے، آج بعض علماء کی بے دلیل رائے کا سہارا لے کر سیدنا معاویہ کے بارے خطا پر خطا پر کا راگ الاپنا رافضیت کی تقویت کا باعث ہے، اس کے جیتے جاگتے ثبوت دیکھ لیں خود کو اہل سنت کہنے والے ہر فرقہ میں رافضیت کے جراثیم سرایت کر گئے ہیں جن سے ہر فرقے کے بڑے بڑے متاثر پڑے ہیں ،
لہذا جاہلانہ راگ الاپنے سے بہتر ہے یا تو خاموش رہے یا پھر وہ بات کریں جس سے رافضیت کا سدباب ہو نہ کہ رافضیت مزید پھیلے،

.
اکثر دیوبندیو کی صورت حال یہ ہے کہ کچھ دن پہلے ان منافقوں کو آپ نے دیکھا عورتوں کے عید گاہ جانے کے بارے منع کرتے ہوئے یہ کہہ کر کہ فتنہ کا اندیشہ ہے اس لیے عورتوں کو عید گاہ نہیں جانا چاہیے، ان کے مولویو نے بھی اپنی کتابوں میں عورتوں کو عید گاہ جانے سے روکنے کے لیے یہی بہانہ بنایا ہوا ہے،
اب عورت کے نماز عید کے لیے عید گاہ جانے پر صریح نصوص موجود ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واضح ارشادات ہیں اس پر لیکن دیوبندیو نے فتنہ کا بہانہ بنا کر ارشادات

نبوی کو رد کر دیا

.

لیکن میں پوچھتا ہوں ان منافقوں سے کہ رافضیت کا فتنہ تمہیں نظر نہیں آتا، اگر نظر آتا ہے تو پھر بعض علماء کے بے دلیل اقوال لے کر سیدنا معاویہ کو خطا پر کہنے کے کیا معنی؟ وہاں تم نے رسول پاک کے ارشادات رد کر دیے اور یہاں بعض علماء کے اقوال پکڑ کر ڈگڈی بجاتا پھر رہا ہے یہ تیری صحابہ دشمنی ہے یا جہالت تیسری بات کوئی نہیں،

اب یہ جہلاء کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ اجتہادی خطا پر تھے اور سیدنا علی حق پر ،تو رافضی انہیں کہتا ہے یہ حق کے مقابلے میں اجتہادی خطا کونسی ڈکشنری سے نکالی ہے دنیا کی کس لغت میں حق کے مقابلے میں اجتہادی خطا لکھی ہے تو دیوبندیت یہاں مفلوج ہو جاتی ہے ان کے پاس جواب نہیں ہوتا،

لیکن ان کے ہندوستانی مولویو نے سیدنا معاویہ کو اجتہادی خطا پر کہہ دیا ہے لہذا انہوں نے یہی کہتے رہنا ہے،

.

میرا ان منافقوں سے سوال ہے کہ سیدہ عائشہ، سیدنا طلحہ و زبیر اور سیدنا معاویہ کو حق پر کہنے سے تمہارے ایمان اور اسلام میں کیا فرق پڑتا ہے، کیا انہیں حق پر کہنے سے سیدنا علی حق پر نہیں رہتے یا سیدنا علی کی اس سے توہین ہوتی ہے اگر یہ بات ہے تو تو رافضی ہی ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں، اور اگر سیدنا علی سمیت ان کے مخالفین صحابہ کرام کو حق پر کہنے سے ایمان و اسلام میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو تجھے موت کیوں پڑتی ہے حق پر کہنے سے؟
اب اس سے زیادہ بہتر طریقے سے تو دیوبندیو کے ابو بھی انہیں نہیں سمجھاتے ہوں گے جیسے میں نے سمجھا دیا ہے

دیوبندیو کو اس لیے مخاطب کیا ہے کہ سب سے زیادہ سیدنا معاویہ کے اجتہادی خطا پر ہونے کا راگ ان کے پنڈتوں نے ہی سنایا ہے ہندوستان میں،
لیکن میں نے آج تک یہی دیکھا ہے کہ ان کی قسمت ہی خراب ہے ہر معاملے میں گمراہی ان کا مقدر ٹھہرتی ہے،
اللّٰہ پاک ہی ہدایت دینے والا ہے

"معاویہ شیعہ روافض کے گھروں میں"

.

شیعہ روافض و نیم رافضی سیدنا معاویہ رضی اللّٰہ عنہ پر جو تبرا کرتے ہیں وہ تو سب جانتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ کہتے ہیں کہ معاویہ نام کا مطلب بھونکنے والا ہے نعوذ باللّٰہ،
ہم کہتے ہیں کہ اگر سیدنا معاویہ کے نام کا مطلب ایسا ہی برا ہوتا جیسا رافضی کہتے ہیں تو رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم اسے تبدیل فرما دیتے،
رسول پاک کی عادت مبارکہ تھی کہ جو بھی شخص اسلام قبول کرتا، اس کے نام کا مطلب اگر برا ہوتا اسے تبدیل فرما دیتے ایسے بہت سے لوگو کے نام رسول پاک نے تبدیل فرمائے،
تو اگر معاویہ نام برا ہوتا تو رسول پاک اسے بھی ضرور تبدیل فرماتے رسول پاک کا اسے برقرار رکھنا اس کی دلیل ہے کہ یہ نام برا نہیں، اور بالفرض اس نام کا مطلب برا بھی ہوتا تو بھی رسول پاک کے برقرار رکھنے سے اچھا ہو گیا ہے،اب اسے برا کہنا جائز نہیں،
اور معاویہ نام کے صحابی صرف معاویہ بن ابی سفیان نہیں تھے بلکہ معاویہ بن الحکم رضی اللّٰہ عنہ بھی تھے جیسا کہ آگے حوالہ آ رہا ہے شیعہ کی کتاب سے، تو رسول پاک نے ان کا نام بھی تبدیل

نہیں فرمایا، لہذا یہ مانے بنا چارہ نہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک یہ نام برا نہیں،

.

شیعہ کے امام خوئی کی کتاب معجم رجال الحدیث کی انیسویں جلد کے سکین آپ کے سامنے ہیں ،اس میں شیعہ اماموں کے معاویہ نام کے اصحاب کی فہرست آپ کو دکھا رہا ہوں اس سے پہلے یزید نام کے اصحاب ائمہ دکھائے تھے،

یہ بھی دلیل ہے کہ معاویہ نام برا نہیں کیونکہ اگر رسول پاک نے یہ نام نہیں بدلا تو کم از کم شیعہ کے امام تو اپنے معاویہ نام کے اصحاب کے نام بدل دیتے، جبکہ بقول شیعہ روافض کے اس نام کا بندہ سیدنا علی پہلے امام سے جنگیں لڑتا رہا ہے اور شیعہ روافض اور نیم رافضیو کے نزدیک وہ بہت برا شخص ہے تو کیا شیعہ کے اماموں کو ہر وقت اپنے اصحاب کو معاویہ معاویہ کہتے معاویہ بن ابی سفیان کی یاد نہیں آتی تھی پھر بھی نام نہیں بدلا، یا پھر ہم یہ سمجھیں کہ آل رسول کے آئمہ کے نزدیک سیدنا معاویہ بن ابی سفیان برے نہیں تھے یہ رافضی ہی اصحاب رسول کے دشمن ہیں،

.

شیعہ روافض کے آئمہ کے اصحاب کی فہرست ملاحظہ فرمائیں، لیکن اس سے پہلے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ شیعہ کی کتاب سے دیکھ لیں،

"معاویہ بن الحکم"

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے،

.

"معاویہ بن الحارث"

شیعہ کے پہلے امام سیدنا علی کے اصحاب میں سے،

.

"معاویہ بن حکیم بن معاویہ"
ثقہ ،امام رضا شیعہ کے آٹھویں امام کے جلیل القدر اصحاب میں سے تھے، خود بھی معاویہ اور دادا بھی معاویہ،

.

" معاویہ بن صالح"
چھٹے امام جعفر صادق کے اصحاب میں سے تھے

.

" معاویہ بن صعصعہ"
پہلے امام سیدنا علی کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن سلمۃ النصری "
چھٹے امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن سوادۃ"
چھٹے امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن سعد"
آٹھویں امام موسی رضا کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن سعید الکوفی"
امام رضا کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن سلمۃ"

کوفی، امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

" معاویہ بن سلمۃ النصری"

بصری، امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

" معاویہ بن عمار الدھنی"

چھٹے امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن کلیب"

کوفی، امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن میسرۃ"

امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن عمار ابو القاسم"

چھتے امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن عمار بن ابی معاویہ "

اس کی لمبی تعریفیں لکھی ہیں شیعہ عالم نجاشی نے،

.

"معاویہ بن عبداللّٰہ بن عبید اللّٰہ"

چھٹے امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

" معاویہ بن عثمان"

کمال نہیں ہو گیا، اس نام کے دو بندے ہیں جو شیعہ ہیں، اگر شیعہ

کہے یہ معاویہ نام کے جتنے لوگ ہیں آل رسول کے اصحاب میں یہ شیعہ نہیں، اسی طرح یزید نام کے جتنے لوگ ہیں اصحاب آئمہ میں وہ شیعہ نہیں تو پھر ہمارا سوال ہے تمہارے آئمہ کے اصحاب میں یہ نا صبی کیسے شامل ہو گئے کیونکہ غیر شیعہ تمہارے نزدیک نا صبی ہے، کہیں تمہارے آئمہ بھی تو انہی میں سے نہیں تھے؟

.

"معاویہ بن العلاء العجلی"
چھٹے امام جعفر صادق کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن وهب البجلي"
چھٹے امام جعفر صادق کے اصحاب میں ہے شیعہ کے نزدیک ثقہ بندہ ہے،

.

"معاویہ بن یحییٰ"
آٹھویں امام رضا کے اصحاب میں،

.

"معاویہ الجعفری"
ساتویں امام موسی کاظم کے اصحاب میں،

.

"معاویہ بن وھب "
امام جعفر صادق کے اصحاب میں سے تھے،

.

اور بھی نام ہیں جو کتاب میں آپ کے سامنے ہیں، سارا بنو امیہ آل رسول کے اصحاب میں ہے رافضیو تم لوگ کہاں ہو؟ ہمارا یہاں

رافضیو سے سوال ہے کہ جو معاویہ نام کے افراد تمہارے اصحاب آئمہ معصومین میں شامل ہیں ان کے نام کا مطلب بھی بھونکنے والا ہے یا یہاں آ کر معاویہ نام اچھا ہو جاتا ہے، جیسا ابوبکر و عمر و عثمان نام اچھے ہو جاتے ہیں جب تمہارے آئمہ کی اولادوں میں آتے ہیں،

معلوم ہوا رافضی اور نیم رافضی منافق ہیں ان کی کسی بات پر اعتماد نہ کیا کریں ورنہ تم لوگو کا ایمان کھا جائیں گے، ان کے جو شعار ہیں ان کی مخالفت ویسے ہی کریں جیسے ہمیں یہود و نصاریٰ کے شعار کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے شریعت میں، بعض اہل سنت کے لوگ رافضی بیانیہ لے کر پھرتے ہیں حسینی بنے پھرتے ہیں یہ بھی رافضی ہی ہیں ،جبکہ تک کہ رافضی بیانیے سے تائب نہیں ہوتے،

کیونکہ فرمان رسول ہے،

جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے



٢٢٢ معجم رجال الحديث

بدل محمد بن حباب الجلّاب، وفي الطبعة القديمة والنسخة المخطوطة من المورد الثاني من التهذيب: محمد بن خالد بن حنان الجلّاب، والصحيح ما في الكافي، لأنه المعنون في كتب الرجال، والوافي كما في الكافي، والوسائل عن التهذيب مثله، وعن الكافي: محمد بن حباب الخارق.

أقول: هذا هو معاوية بن حكيم بن معاوية الآتي.

١٢٤٧١ـ معاوية بن حكيم بن معاوية:

قال النجاشي: «معاوية بن حكيم بن معاوية بن عمّار الدهني: ثقة، جليل، في أصحاب الرضا عليه السلام. قال أبو عبدالله الحسين بن عبيدالله: سمعت شيوخنا يقولون: روى معاوية بن حكيم أربعة وعشرين أصلاً لم يرو غيرها.

وله كتب، منها: كتاب الطلاق، وكتاب الحيض، وكتاب الفرائض، وكتاب النكاح، وكتاب الحدود، وكتاب الديّات، وله نوادر.

أخبرنا محمد بن جعفر، قال: حدّثنا أحمد بن محمد بن سعيد، قال: حدّثنا علي بن الحسن بن فضّال، عنه بكتبه».

وقال الشيخ (٧٣٥): «معاوية بن حكيم بن معاوية بن عمّار: له كتاب، أخبرنا به جماعة، عن أبي المفضّل، عن أبي بطّة، عن أحمد بن أبي عبدالله، والصفّار، عنه. وله كتاب الطلاق، وكتاب الحيض، وكتاب الفرائض، أخبرنا بها جماعة عن التلّعكبري، عن أبي القاسم علي بن حبشي بن قوني، وأبي علي بن همام، عن الحسين بن محمد بن مصعب، عن حمدان القلانسي، عنه».

وعدّه في رجاله (تارة) في أصحاب الجواد عليه السلام (١٩).

و (أخرى) في أصحاب الهادي عليه السلام (٤٢) ووصفه بالكوفي.

و (ثالثة) فيمن لم يرو عنهم عليهم السلام (١٣٣)، قائلاً: «معاوية بن حكيم، روى عنه الصفّار».

معجم رجال الحديث

وتفصيل طبقات الرواة

للإمام الأكبر زعيم الحوزات العلمية

السيد أبو القاسم الموسوي الخوئي

قدس سره الشريف

الكتاب التاسع عشر

وروى الحاكم في المستدرك: وقال حديث صحيح على شرط مسلم، الجزء ١، ص ٢٣٣.

١٢٤٦٨ـ معاوية بن الحارث:

صاحب لواء الأشتر (الأشعث) يوم صفّين، من أصحاب علي عليه السلام، رجال الشيخ (٣٠).

الجزء التاسع عشر ٢١٩

١٢٤٦٩ـ معاوية بن الحكم:

أسلمي، من أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وآله، رجال الشيخ (٢١).

١٢٤٧٠ـ معاوية بن الحكيم:

وقع بهذا العنوان في إسناد كثير من الروايات، تبلغ مائة وأربعة وثلاثين مورداً.

فقد روى عن الرضا عليه السلام، وعن أبي مالك الحضرمي، وابن أبي عمير، وابن أبي نصر، وابن رباط، وابن فضّال، وابن المغيرة، وأبان، وإبراهيم بن عقبة، وأحمد بن محمد بن أبي نصر، والحسن بن علي، والحسن بن علي بن فضّال، والحسن بن محبوب، والحكم بن مسكين، وسليمان بن جعفر الجعفري، وسليمان بن محمد الخثعمي، وصفوان، وعبدالله بن المغيرة، وعثمان الأحول، وعلي بن الحسن بن رباط، ومثنى الحنّاط، ومحمد بن أبي عمير، ومحمد بن أسلم، ومحمد بن خالد الطيالسي، ومحمد بن علي بن فضّال، ومحمد الطبري، ومعلّى أبي عثمان، ومعمّر بن خلّاد، وموسى بن بكر، ونعيم القابوسي، والوليد بن عقبة الشيباني.

وروى عنه أحمد بن محمد، وأحمد بن محمد بن عيسى، وسعد، وسعد بن عبدالله، وسهل بن زياد، وعلي بن الحسن، وعلي بن الحسن بن فضّال، ومحمد بن أبي عبدالله، ومحمد بن أبي عبدالله الكوفي، ومحمد بن أحمد، ومحمد بن أحمد بن يحيى، ومحمد بن أحمد النهدي، ومحمد بن الحسن، ومحمد بن الحسن الصفّار، ومحمد بن الحسين، ومحمد بن علي، ومحمد بن علي بن محبوب، ومحمد بن يحيى، وموسى بن الحسن، وموسى بن القاسم، والصفّار.



کیا سیدنا علی کا سارا لشکر حق پر تھا

اس سوال اور اس کے جواب سے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے ان شاء اللہ، واقعات کا ایک نیا رخ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، ایک ہے لشکر علی اور ایک ہے سیدنا علی کا گروہ ،جب ہم کہتے

ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ اپنے مخالفین کے برعکس حق کے زیادہ قریب تھا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ جنگوں میں سیدنا علی کا پورا لشکر ہی وہ تھا جس کے بارے کہا جاتا ہے کہ حق کے زیادہ قریب تھا،

جب جنگ ہوتی ہے تو مختلف اتحادی گروہ مل کر لشکر بن جاتا ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی یہودی قبائل سے معاہدے کیے جو جنگ کی صورت میں اتحادی گروہ کی حیثیت سے مسلمانو کے ساتھ مل کر لڑائی میں شامل ہوں گے،

سیدنا علی کے لشکر میں بھی ایسے ہی اتحادی گروہ موجود تھے جن میں ایک قاتلین عثمان کا باغی گروہ بھی تھا،

اسی طرح صفین میں سیدنا معاویہ کے لشکر میں بھی اتحادی گروہ موجود ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ ان میں بھی ایک ٹولی بطور اتحادی قاتلین عثمان والے باغی گروہ کی ہو،

اس قاتلین عثمان کے باغی گروہ نے صحابہ کرام کے درمیان صلح ہوتے ہوتے اپنی سازشوں سے جنگ بھڑکا دی،

اور یہ بھی ان کی سازش کا حصہ ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کے افراد دونوں جانب ہوں تاکہ سیدنا علی و معاویہ کے گروہوں کو آپس میں لڑواتے رہیں اور ان کی طاقت کو کمزور کرتے رہیں،اور صورت حال ایسی ہی نظر آتی ہے،

.

بہرحال یہ تو یقینی بات ہے کہ سیدنا علی کے لشکر میں یہ باغی گروہ موجود تھا، اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سیدنا علی کا سارا لشکر ہی حق پر تھا، جبکہ ان میں یہ جہنمی بندہ بھی تھا جس کا ذکر اس روایت میں ہے،

جنگ جمل میں ابن جرموز جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر

کا فوجی تھا اس نے سیدنا علی کے مخالفین میں سے سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا،
اور اچھلتا کودتا سیدنا علی کے پاس آیا سیدنا زبیر کی تلوار اور زرہ دکھا کر کہتا ہے یہ دیکھیں میں نے آپ کے مخالف کو قتل کر دیا،
سیدنا علی نے ایک حسرت بھری نظر تلوار پر ڈالی اور فرمایا یہ وہ تلوار ہے جس نے کئی بار رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مصائب کو ہٹایا، اے زبیر کے قاتل تمہاری جہنم کی آگ منتظر ہے تجھے جہنم کی بشارت دیتا ہوں،
قرة بن حبيب: حدثنا الفضل بن أبي الحكم، عن أبي نضرة، قال: جيء برأس الزبير إلى علي، فقال علي: تبوأ يا أعرابي مقعدك من النار، حدثني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن قاتل الزبير في النار "
مسند احمد، جلد 1،مشکوۃ، جلد، 5
شیخ شعیب الارناوط نے اس روایت کے بارے کہا ہے رجال الإسناد ثقات

.
اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین حق پر نہ ہوتے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اپنا سارا لشکر حق پر ہوتا تو سیدنا زبیر کا قاتل جہنمی نہ ہوتا، جب حق پر ہونے کے باوجود جہنمی ہونا ہے تو کیا فائدہ حق پر ہونے کا،
اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ سیدنا علی کا اپنا سارا لشکر حق پر نہیں اور سیدنا علی کے مخالفین کا سارا لشکر باطل یا خطا پر نہیں،
سیدنا علی کے لشکر میں قاتلین عثمان بھی تھے، جس کا اوپر ذکر

ہوا سیدنا زبیر کا قاتل بھی تھا، شیعہ بھی تھے یہاں تک کہ خود سیدنا علی کو قتل کی دھمکیاں دینے والے بھی تھے، جیسا کہ تاریخ طبری کا سکین آپ کے سامنے ہے ،
"قاتلان عثمان کا باغی گروہ جو کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھا، انہی سے قصاص لینے کا مطالبہ سیدنا معاویہ نے سیدنا علی سے کیا تھا، لیکن سیدنا علی نے بجائے قصاص لینے کے انہیں بڑے بڑے عہدوں سے نوازا سیاسی مجبوریوں کے باعث،
آج یہ گروہ سیدنا علی کو ہی دھمکیاں دینے پر اتر آیا،
شیعوں نے سیدنا علی کو دھمکی دی آپ ہمارا حکم مانیں ورنہ آپ کو بھی اسی طرح قتل کر دیں گے جس طرح سیدنا عثمان بن عفان کو قتل کیا تھا"

.

یہ خود سیدنا علی کے سامنے سیدنا عثمان کے قتل کا اقرار کر رہے ہیں اور سیدنا علی کے جواب سے ظاہر ہے کہ وہ کتنے مجبور اور بے بس تھے ان سے قصاص لینے کے بارے میں، امیر المومنین سیدنا علی ہیں اور حکم یہ قاتل شیعہ دے رہے ہیں امیر المومنین کو کہ جو ہم کہہ رہے ہیں فوراً مانو،

.

بہرحال یہاں دکھانا یہ مقصود ہے کہ سیدنا علی کے لشکر میں یہ سبائی ٹولہ بھی تھا، تو یہ نہیں ہو سکتا کہ سیدنا علی کا سارا لشکر ہی وہ ہے جو حق کے قریب ہے، ہاں وہ گروہ جو سیدنا علی سمیت صحابہ کرام پر مبنی ہے وہ وہی ہے جو حق کے زیادہ قریب ہے اور سیدنا معاویہ سمیت صحابہ کرام پر مبنی ان کا گروہ بھی حق پر تھا ،

اس تفصیل کے بعد یہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی کہ سیدنا عمار کا قاتل وہی باغی گروہ ہے جو سیدنا عثمان کا قاتل ہے اور جو جنگ جمل و صفین میں بھی موجود رہا،



تاریخ طبری جلد سوم : حصہ دوم — ۲۳۲ — خلافت راشدہ + حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت

باب ۱۳

واقعہ تحکیم قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا اقرار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حامیانِ علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قتل کی دھمکی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

ابو مخنف نے عبدالرحمٰن بن جندب کے ذریعہ جندب الازدی سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ صورت حال رونما ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا:

"اے اللہ کے بندو! تم اپنے حق وصداقت اور اپنے دشمنوں سے جنگ پر قائم رہو کیونکہ معاویہ، عمرو بن العاص، ابن ابی معیط، حبیب بن مسلمہ، عبداللہ بن ابی سرح اور ضحاک بن قیس جیسے دیندار لوگ اور قرآن پر (پورے طور پر) چلنے والے نہیں۔ میں تم سے زیادہ ان لوگوں سے واقف ہوں۔ میں تو بچپن میں بھی ان کے ساتھ رہا اور بڑے ہو کر بھی ان کے ساتھ رہا یہ بچپن میں نہایت شریر بچے تھے اور بڑے ہو کر بھی نہایت شریر آدمی نکلے۔ تم پر افسوس انہوں نے وہ نیزوں پر اٹھائی ہے جسے یہ کبھی اور وقت ہاتھ بھی نہیں لگاتے اور یہ تک نہیں جانتے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے جسے یہ کبھی اور وقت ہاتھ بھی نہیں لگاتے اور یہ تک نہیں جانتے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے صرف تمہیں دھوکہ دینے اور فریب میں مبتلا کرنے کے لیے قرآن اٹھایا ہے"۔

حامیانِ علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا اقرار:

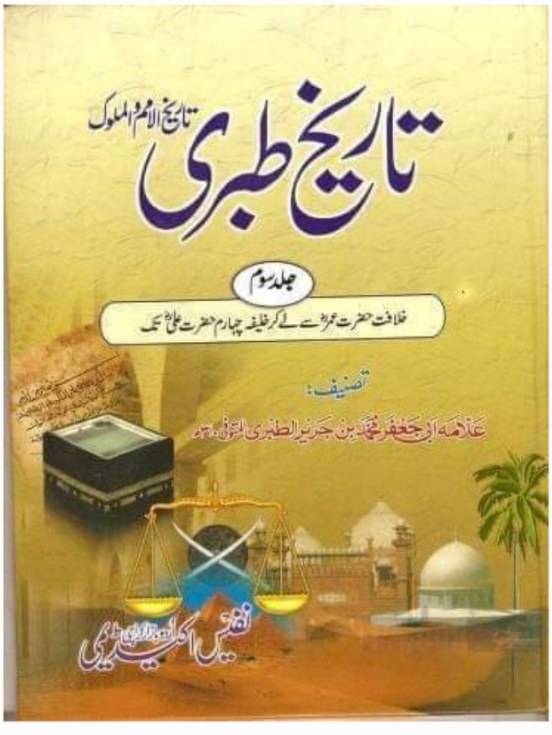
طرفداران علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمیں اللہ عزوجل کی کتاب کو قبول کرنے کی دعوت دی جائے اور ہم اسے قبول کرنے سے انکار کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں نے ان سے اسی لیے جنگ کی تھی تاکہ وہ اس کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہوں انہوں نے اللہ عزوجل کے ان احکامات کی نافرمانی کی جو انہیں دیے گئے تھے اور انہوں نے اللہ عزوجل سے جو عہد کیا تھا اسے بھلا دیا اور اس کتاب کو پس پشت ڈال دیا"۔

اس پر مسعر بن فدکی التمیمی اور زید بن حصین الطائی السنبسی جو بعد میں قاریوں کی ایک جماعت کے ساتھ خارجی بن گئے تھے بولے:

"اے علی رضی اللہ عنہ! جب تجھے کتاب اللہ کی دعوت دی جا رہی ہے تو تم اسے قبول کرو ورنہ ہم تجھے اور تیرے مخصوص ساتھیوں کو ان لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیں گے یا جو سلوک ہم نے عفان کے بیٹے کے ساتھ کیا تھا وہی تیرے ساتھ کریں"



خلافت یا ملوکیت

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار خلفاء میں ہوتا ہے نہ کہ بادشاہوں میں، کبار علماء اہل سنت نے سیدنا معاویہ کے دور حکومت کو دور خلافت ہی قرار دیا ہے،
اور عقلی طور پر بھی یہی سمجھ آتا ہے کہ سیدنا معاویہ کا دور خلافت کا دور تھا، جب یہ سیدنا حسن کے پاس تھی تو خلافت تھی سیدنا حسن کے سیدنا معاویہ کے بیعت کرتے ہی ملوکیت بن گئی چند لمحوں میں،
اسی طرح یزید کا بھی دور خلافت تھا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اسی کے لیے نکلے تھے وہ خلیفہ بن جاتے تو یہ خلافت ہوتی یزید بنا تو ملوکیت اور بادشاہت بن گئی،
تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو مرے نامہ سیاہ میں تھی

.

سیدنا معاویہ کا دور خلافت کا دور تھا نہ کہ بادشاہت کا یہی اہل سنت کا نظریہ ہے،
عن جابر بن سمرة، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول:
" لا يزال هذا الدين عزيزا إلى اثني عشر خليفة
جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:
”یہ دین بارہ خلفاء تک برابر غالب رہے گا“
سنن ابی داؤد، صحیح البانی
اس حدیث کے تحت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلفاء میں

شمار کیا گیا ہے، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، قاضی عیاض، ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری حنفی نے بھی سیدنا معاویہ اور یزید کو بارہ خلفاء میں شمار کیا ہے،

.

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
"جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہو گئی تو سیدنا حسین اپنے بڑے بھائی سیدنا حسن کے ساتھ سیدنا معاویہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے"

.

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
"سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت بہت سے اصحاب رسول نے پائی ہے....."
یہ قول تاریخ دمشق میں بھی موجود ہے اس قول کی سند کے رجال ثقہ ہیں

.

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں :
" مناسب تو یہ تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات بھی خلفاء سابقین (ابوبکر، عمر، عثمان و علی) کے حالات کے ساتھ ہی بیان کر دیے جاتے، کیونکہ فضیلت، عدالت اور صحابیت میں یہ ان کے تابع تھے،
اور خلافت کی حدیث جس میں ہے " کہ میرے بعد تیس سال رہے گی "اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس کا صحیح ہونا ثابت ہی نہیں ،حق یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار خلفاء میں ہے "

ابو الفداء
الحافظ ابن كثير
الدمشقي المتوفى سنة ٧٧٤ﻫ

البداية والنهاية

الجزء الثامن

١٤١٣ﻫ - ١٩٩٢م

مكتبة المعارف
بيروت

أربع وخمسون سنة وستة أشهر ونصف، رضى الله عنه. وروى عن النبى (ص): أنه حنكه وتفل فى فيه ودعا له وسماه حسينا، وقد كان سماه أبوه قبل ذلك حربا، وقيل جعفرا، وقيل: إنما سماه يوم سابعه وعق عنه. وقال جماعة عن إسرائيل عن أبى إسحاق عن هانئ بن هانئ عن على رضى الله عنه قال: الحسن أشبه برسول الله (ص) ما بين الصدر إلى الرأس، والحسين أشبه به ما بين أسفل من ذلك، وقال الزبير بن بكار: حدثنى محمد بن الضحاك الحزامى. قال: كان وجه الحسن يشبه وجه رسول الله (ص)، وكان جسد الحسين يشبه جسد رسول الله (ص). وروى محمد بن سيرين وأخته حفصة، عن أنس. قال: كنت عند ابن زياد فجئ برأس الحسين فجعل يقول بقضيب فى أنفه ويقول: ما رأيت مثل هذا حسناً، فقلت له: إنه كان من أشبههم برسول الله (ص). وقال سفيان: قلت لعبيد الله بن أبى زياد: رأيت الحسين؟ قال: نعم أسود الرأس واللحية إلا شعرات ههنا فى مقدم لحيته، فلا أدرى أخضب وترك ذلك المكان تشبها برسول الله (ص)، أولم يكن شاب منه غير ذلك؟ وقال ابن جريج: سمعت عمر بن عطاء قال: رأيت الحسين بن على يصبغ بالوسمة، أما هو فكان ابن ستين سنة، وكان رأسه ولحيته شديدى السواد، فأما الحديث الذى روى من طريقين ضعيفين أن فاطمة سألت رسول الله (ص) فى مرض الموت أن ينحل ولديها شيئا فقال: «أما الحسن فله هيبتى وسؤددى، وأما الحسين فله جرأتى وجودى» فليس بصحيح، ولم يخرجه أحد من أصحاب الكتب المعتبرة، وقد أدرك الحسين من حياة النبى (ص) خمس سنين أو نحوها، وروى عنه أحاديث، وقال مسلم بن الحجاج له رؤية من النبى (ص)، وقد روى صالح بن أحمد بن حنبل عن أبيه أنه قال فى الحسن بن على: إنه تابعى ثقة، وهذا غريب فلأن يقول فى الحسين إنه تابعى بطريق الأولى

وسنذكر ما كان رسول الله (ص) يكرمهما به، وما كان يظهر من محبتهما والحنو عليهما. والمقصود أن الحسين عاصر رسول الله (ص) وصحبه إلى أن توفى وهو عنه راض، ولكنه كان صغيراً. ثم كان الصديق يكرمه ويعظمه، وكذلك عمر وعثمان، وصحب أباه وروى عنه، وكان معه فى مغازيه كلها، فى الجمل وصفين، وكان معظما موقراً، ولم يزل فى طاعة أبيه حتى قتل، فلما آلت الخلافة إلى أخيه وأراد أن يصالح شق ذلك عليه ولم يسدد رأى أخيه فى ذلك، بل حثه على قتال أهل الشام، فقال له أخوه: والله لقد هممت أن أسجنك فى بيت وأطبق عليك بابه حتى أفرغ من هذا الشأن ثم أخرجك. فلما رأى الحسين ذلك سكت وسلم، فلما استقرت الخلافة لمعاوية كان الحسين يتردد إليه مع أخيه الحسن فيكرمهما معاوية إكراماً زائداً، ويقول لهما: مرحبا وأهلا، ويعطيهما عطاء جزيلا، وقد أطلق لهما فى يوم واحد مائتى ألف، وقال: خذاها وأنا ابن هند، والله

تاريخ أبي زرعة الدمشقي

تأليف
الإمام الحافظ عبد الرحمن بن عمرو بن عبد الله بن صفوان النصري
المتوفى سنة ٢٨١ﻫ

وضع حواشيه
خليل المنصور

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٥٧١ - وقد أخبرني يحيى بنُ عبد الواحد بن سليمان بن عبيد الله: أنّ مروان لم يسبقْ عبد الملك إلا بالحِلْم.

٥٧٢ - حدّثنا أبو زُرعةَ قال: قلْت لعبد الرحمٰن بن إبراهيم: فَسُلَيْمانُ بن عبد الملك قال: قد جازَ الأربعين.

٥٧٣ - حدّثنا أبو زُرعةَ قال: سمعت أبا مُسْهِر يقول:

استُخْلِفَ سُلَيْمان بن عبد الملك سنتين ونصف، وهَلَكَ في صَفَر سنة تسعٍ وتسعين.

٥٧٤ - حدّثنا أبو زُرعةَ قال: حدّثني عبد الرحمٰن بن إبراهيم قال: حدّثنا الوليدُ بن مُسْلم عن الأوزاعي قال: أدركْتُ خلافةَ معاوية عدةٌ مِنْ أصحابِ رسول الله ﷺ، مِنْهم: سَعْد، وأُسامة، وجابر بن عبد الله، وابنُ عُمَر، وزَيْد بن ثابت، ومَسْلمة بن مُخلد، وأبو سَعيد، ورافع بن خُدَيْج، وأبو أمامة، وأنَس بن مالك، في رجال أكثرَ مِمَّنْ سَمَّيت بأضعافٍ مضاعَفَةٍ، كانوا مصابيحَ الهُدىٰ، وأوعيةَ العِلْمِ، حَضروا من الكتاب تنزيلَه، وأخذوا عنْ رسول الله ﷺ تأويلَه. ومن التابعين لهمْ بإحسانٍ إنْ شاء الله منْهم: المِسْوَر بن مخرَمة، وعبد الرحمٰن بن الأسود بن عبْد يَغوث، وسعيد بن المسيِّب، وعُرْوة، وعبد الله بن مُحَيْريز، في أشباهٍ لهمْ لمْ يَنْزعوا يدًا من مُجامعة أمّة محمد ﷺ.

٥٧٦ - حدّثنا أبو زُرعةَ قال: حدّثني عبدُ الرحمٰن بن إبراهيم قال: حدّثنا الوليد قال: حدّثنا ابنُ لَهِيعَة عن أبي الأسْود عن عُروة:

أنَّ زَيْد بن ثابت كان يأخذ العطاءَ في خِلافة معاوية.

قال أبو الأسْود: وكان عُرْوة يأخذه في زمانِ الوليدِ بن عبد الملك.

٥٧٧ - حدّثنا أبو زُرعةَ قال: حدّثني عبد الرحمٰن بن إبراهيم قال: حدّثنا الوليدُ بن مسلم عن أبي إسْحاق الفزاري عن الأعْمَش عن أبي ظبيان قال:

أوصىٰ أبو أيوب الأنْصاري - وهُمْ على حصارِ القُسطَنْطينية - أن يُدفنَ إلى جانب حائطهم قالَ: فَقَرَّبْناه منْه، ثم دفنّاهُ تحتَ أقدامنا.

٥٧٨ - حدّثنا أبو زُرعةَ قال: سَمعْتُ مكرم بن مُحْرِز الخُزاعي يقول:

أبو مَعْبد الخُزاعي: أكْثم بن أبي الجون، وأمّ مَعْبد: عاتِكة بنتُ خالد، ونَسَبُ حزام بن هشام بن حُبَيْش كذلك نسبه لنا مكرم بن مُحْرز الخزاعي.

٥٧٩ - حدّثني أبو زُرعةَ قال: حدّثني سُلَيْمان بن عبد الرحمٰن قال: حدّثنا ابنُ وهْب

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور قیس کی صلح: ..... رفتہ رفتہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جنگ کی رائے دی۔ امیر معاویہ نے کہا اس میں بہتری نہیں جنگ کرنے میں اتنی لوگوں کی تعداد کے برابر اہل شام بھی مارے جائیں گے۔ پھر ایک قاصد کو بلا کر سادہ کاغذ پر مہر ودستخط کر کے قیس بن سعد کے پاس بھیجا کہ جو شرط آپ کو منظور ہو لکھ دو۔ قیس نے اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے لئے امان طلب کی مال وغیرہ کچھ نہیں مانگا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو امان دی۔ چنانچہ قیس نے ان تمام ساتھیوں کے ساتھ بیعت کر لی اس کے بعد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی بیعت کی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین اور عام الجماعۃ: ..... مختصر یہ کہ اسی طرح سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کامل و مستقل ہو گئی اور سب مسلمانوں نے ان کی خلافت بیعت کی یہ واقعہ ۴۱ھ کا ہے اسی وجہ سے اس سال کو عام الجماعۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کے بعد خوارج نے چاروں طرف سے خروج کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی۔ تباہ و برباد کیا جس کو ہم آئندہ ان کے حالات کے سلسلے میں بیان کریں گے کیونکہ ہم نے اپنی کتاب میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہر گروہ اور خاندان حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھیں گے۔

مصنف کی وضاحت: ..... خلافت اسلامیہ کے عہد میں جو کچھ فتوحات اور جنگیں ہوئی تھیں اور پھر اتفاق اور اجتماع ہوا تھا اس کا یہ آخری کلام ہے میں نے تفصیلی مختصر حالات لکھے ہیں وہ اکثر تاریخ محمد بن جریر طبری تاریخ کبیر کا خلاصہ ہے کیوں کہ فن تاریخ میں جتنی کتابیں میں نے لکھی ہیں ان میں سے اسی کو قابل اعتماد پایا ہے اور امت کے بزرگوں اور نیک لوگوں عدول صحابہ اور تابعین کو برا بھلا کہنے سے اس کو دور دیکھتا ہوں۔ اکثر مؤرخین کے کلام میں ایسے واقعات مل جاتے ہیں جس سے خواہش پرستوں کو ان بزرگوں کے حق میں شک و شبہ اور بدظنی پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے وہ قابل نہیں ہیں کہ کتابوں میں ان کی روایت نقل کی جائے۔ میں نے بعض جزوی حالات طبری کے علاوہ دوسرے لوگوں کی کتابوں سے بھی حتی الامکان صحیح کر کے اخذ کئے ہیں اور جب میں نے کسی کا قول نقل کیا ہے تو اس کو اس کے قائل کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کو خلفاء راشدین سے علیحدہ ذکر کرنے کی وجہ: مناسب تو یہ تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات بھی خلفاء سابقین کے حالات کے ساتھ ہی بیان کر دیئے جاتے کیونکہ فضیلت عدالت اور صحابیت میں یہ ان کے تابع تھے اور خلافت کی حدیث میں بعدی ثلاثون سنۃ کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس کا صحیح ہونا ثابت ❶ نہیں اور حق یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار خلفاء میں ہے اور مؤرخین نے اپنی تالیفات میں ان کے دور کو دو وجہ سے علیحدہ کر کے لکھا ہے اول یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خلافت بوجہ غلبہ اور عصبیت قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے زمانے میں پیدا ہو گئی تھی اور اس سے پہلے انتخاب و اجتماع اور اتفاق سے خلافت قائم کی جاتی تھی لہٰذا مؤرخوں نے دونوں حالتوں کو ایک دوسرے سے الگ الگ بیان کیا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت راشدہ ہے ملوکیت نہیں: ..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جو بزور غلبہ اور عصبیت مسند خلافت پر متمکن ہوئے جن کو مخالفین ملوک (یعنی بادشاہ) تعبیر کرتے اور بعض کو بعض سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے بعد کے خلفاء سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ یہ خلفاء راشدین میں سے ہیں ان کو ان خلفاء مروانیہ سے تشبیہ دینا جو ان کے بعد ہوئے اور ان سے مرتبہ اور دین میں حد درجہ کم ہے نہایت غلطی ہے، اور ایسا ہی خلفاء بنی عباس سے بھی جو ان کے بعد ہوئے ہیں تشبیہ دینا مناسب نہیں ہے۔

بادشاہت (ملوکیت) کی اصل تعبیر: ..... اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بادشاہت کا رتبہ خلافت سے کم ہے لہٰذا بادشاہ خلیفہ کیسے بن سکتا ہے سمجھ لیجئے کہ جو بادشاہت کے مخالف بلکہ خلافت کے منافی ہیں وہ جبروتیت ہے جو کسروِیہ سے تعبیر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

❶ اس لئے کہ اس حدیث کا راوی سعید بن جمہان ہے جو سفینہ سے روایت کر رہا ہے اور اس سعید بن جمہان کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ لا بأس یعنی کوئی حرج نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہے امام ابو حاتم فرماتے ہیں شیخ لا یحتج یعنی ہیں تو صحیح لیکن اس قابل نہیں کہ ان کی حدیث کی جا سکے اس کی سند میں حشرج بن نباتہ الواسطی بھی ہے بعض محدثین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے امام نسائی فرماتے ہیں لیس بالقوی (یعنی کمزور ہے) اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل اس حدیث کو سعید بن جمہان سے روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں کہا ہے لین الحدیث یعنی اس کی حدیث کمزور ہوتی ہے۔

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون

جلد ۳
حصہ اول و دوم
بعد از اسلام

اوائل اسلام حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین کی سیرت اور ان کے زمانے میں اسلام کا عروج، عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے دور میں باہمی تنازعات، جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ نہروان وغیرہ کی تفصیلی تاریخ۔ شروع اسلام سے ۴۰ھ تک کے واقعات

خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ، یزید بن معاویہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور خلافت اموی کا عروج و زوال خلافت معاویہ، زبیر اور اموی خلافت کا عروج، سانحہ کربلا، قاتلین حسین سے قصاص، خلافت عباسیہ کا آغاز۔ از ۴۱ھ تا ۱۳۲ھ کے درمیانی خلفاء بنی امیہ کا ذکر

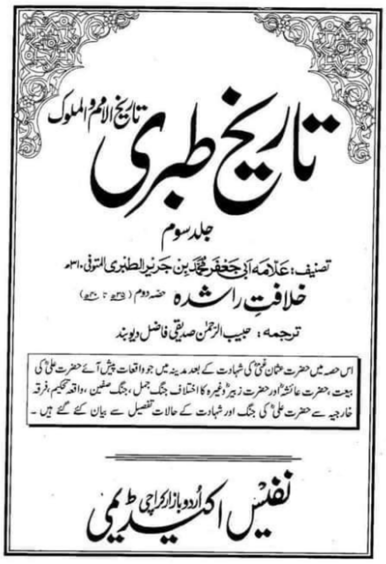
اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

عنوانات، تسہیل، اضافہ حواشی
مولانا شاء اللہ محمود صاحب
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی واستاد اسلامیہ کالج کراچی

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

سیدنا علی کا اپنے مخالفین کو حق پر کہنا

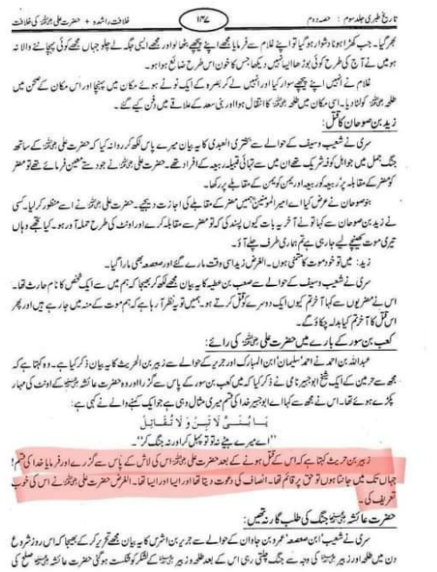
جنگ جمل میں کعب بن سور رحمہ اللہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں تھے انہوں نے سیدہ عائشہ کے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی، میدان جنگ میں یہ قرآن اٹھا کر دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور آپس میں خون نہ بہانے کی قسم دی دونوں فریقین کو، جس پر سیدنا علی کے لشکر سے ان پر تیروں کی بوچھاڑ ہوئی اور یہ شہید ہو گئے،
ان کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کعب بن سور کی لاش کے پاس آئے اور فرمایا :
"خدا کی قسم! جہاں تک میں جانتا ہوں تو حق پر قائم تھا، انصاف کی دعوت دیتا تھا اور مزید ان کی تعریفیں کیں"
اس روایت کی سند صحیح ہے



تاریخ الامم والملوک
تاریخ طبری
جلد سوم
تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ
خلافت راشدہ حصہ دوم
ترجمہ: حبیب الرحمٰن صدیقی فاضل دیوبند

اس حصہ میں حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد مدینہ میں جو واقعات پیش آئے حضرت علیؓ کی بیعت، حضرت عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ وغیرہ کا اختلاف جنگ جمل، جنگ صفین، واقعہ تحکیم، فرقہ خارجیہ سے حضرت علیؓ کی جنگ اور شہادت کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی



تاریخ طبری جلد سوم : حصہ دوم ۱۲۷ خلافت راشدہ + حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت

بھر گیا۔ جب کھڑا ہونا دشوار ہو گیا تو اپنے غلام سے فرمایا مجھے اپنے پیچھے بٹھا لو اور مجھے ایسی جگہ لے چلو جہاں مجھے کوئی پہچاننے والا نہ ہو میں نے آج کی طرح کوئی بوڑھا ایسا نہیں دیکھا جس کا خون اس طرح ضائع ہوا ہو۔

غلام نے انہیں اپنے پیچھے سوار کیا اور انہیں لے کر بصرہ کے ایک ٹوٹے ہوئے مکان میں پہنچا اور اس مکان کے صحن میں طلحہ رضی اللہ عنہ کو لٹا دیا۔ اسی مکان میں طلحہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور بنی سعد کے علاقے میں دفن کیے گئے۔

زید بن صوحان کا قتل:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے بختری العبدی کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل میں جو اہل کوفہ شریک تھے ان میں سے تہائی قبیلہ ربیعہ کے افراد تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو دستے معین فرمائے تھے تو مضر کو مضر کے مقابلہ پر ربیعہ کو ربیعہ اور یمن کو یمن کے مقابلے پر رکھا۔

بنو صوحان نے عرض کیا اے امیر المومنین ہمیں مضر کے مقابلے کی اجازت دیجیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منظور کر لیا۔ کسی نے زید بن صوحان سے کہا تو نے آخر یہ بات کیوں پسند کی کہ تو مضر سے مقابلہ کرے اور اونٹ کی طرح حملہ آور ہو۔ کیا تجھے وہاں تیری موت کھینچے لیے جا رہی ہے تم ہماری طرف چلے آؤ۔

زید: میں تو خود موت کا متمنی ہوں۔ الغرض زید اسی وقت مارے گئے اور صعصعہ بھی مارا گیا۔

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے صعب بن عطیہ کا یہ بیان مجھے لکھ کر بھیجا کہ ہم میں سے ایک شخص کا نام حارث تھا۔ اس نے مضریوں سے کہا آخر تم کیوں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو۔ ہمیں تو یہ نظر آ رہا ہے کہ ہم موت کے منہ میں جا رہے ہیں اور پھر اس قتل کا آخر تم کیا بدلہ چکاؤ گے۔

کعب بن سور کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے:

عبداللہ بن احمد نے احمد، سلیمان، ابن المبارک اور جریر کے حوالے سے زبیر بن الخریت کا یہ بیان ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے حرمین کے ایک شیخ ابو جبیر نامی نے ذکر کیا کہ میں کعب بن سور کے پاس سے گزرا اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اے ابو جبیر خدا کی قسم میری مثال وہی ہے جو ایک کہنے والے نے کہی ہے:

يَا بُنَيَّ لَا تَبِنْ وَلَا تُقَاتِلْ

"اے میرے بیٹے نہ تو تو پہل کر اور نہ جنگ کر"۔

زبیر بن خریت کہتا ہے کہ اس کے قتل ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی لاش کے پاس سے گزرے اور فرمایا خدا کی قسم! جہاں تک میں جانتا ہوں تو حق پر قائم تھا۔ انصاف کی دعوت دیتا تھا اور ایسا اور ایسا تھا۔ الغرض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی خوب تعریف کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ کی طلب گار نہ تھیں:

سری نے شعیب، ابن صعصعہ، عمرو بن جاوان کے حوالے سے جریر بن اشرس کا یہ بیان مجھے تحریر کر کے بھیجا کہ اس روز شروع دن میں طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے جنگ چلتی رہی اس کے بعد طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر کو شکست ہو گئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صلح کی

رافضیت کا کیڑا، تشخیص اور علاج

کسی بندے میں رافضیت کے جراثیم ہیں یا نہیں یہ کیسے پتہ چلے گا جبکہ آج کل ہر جگہ یہ مرض پھیلا ہوا ہے،
کسی بندے میں رافضیت کا کیڑا چیک کرنے کا فارمولا ہے کہ آپ کہیں
"سبھی صحابہ کرام حق پر تھے، سیدنا علی سیدہ عائشہ ،سیدنا طلحہ و زبیر اور سیدنا معاویہ یہ سبھی حق پر تھے"
یہ ایک سطر کا جملہ ایسا سکینر ہے جو بندے کے اندر سے رافضیت کے جراثیم سامنے لے آئے گا،
کیونکہ ایک مسلمان کو اس جملے سے کیا تکلیف ہو سکتی ہے بھلا؟ ایک مسلمان کو اس سے کیا تکلیف اگر یہ کہا جائے سیدنا علی، سیدہ عائشہ، سیدنا طلحہ و زبیر اور سیدنا معاویہ سبھی صحابہ کرام حق پر تھے،
مسلمان تو خوش ہو گا یہ کہہ کر کہ سبھی صحابہ کرام حق پر تھے،
پھر اس جملے سے نہ سیدنا علی کی کوئی توہین ہے نہ سیدنا علی سے کوئی بغض ثابت ہوتا ہے ایسا معتدل جملہ ہے یہ،

.

لیکن جس کے اندر رافضیت کا کیڑا ہو گا وہ اسے تنگ کرنا شروع کر دے گا ، وہ کہے گا نہیں
" سیدنا علی حق پر باقی خطا پر"
اب یہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں سوائے اندر رافضیت کا کیڑا ہونے کے، کیونکہ اس جملے سے نہ سیدنا علی کی شان میں کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ سیدنا علی سے کوئی خاص قسم کی محبت کا اظہار

ہوتا ہے، پھر یہ کہنے کی وجہ کیا ہے،وجہ یہی ہے کہ اندر رافضیت کا کیڑا تنگ کرتا ہے ،
یہ ہے تشخیص جو میں نے بتائی ہے کہ رافضیت کے جراثیم کیسے چیک کرنے ہیں،
.
اب اس کا علاج کیا ہے کونسی اینٹی بائیوٹک ڈوز دی جائے گی جس سے یہ رافضیت کے جراثیم سائلنٹ ہوں گے،
اس اینٹی بائیوٹک کا نام ہے
" غیر جانبدار صحابہ کرام کا گروہ"
رافضیت سے متاثرہ شخص کو اس اینٹی بائیوٹک کا ایک ڈوز ہی اثر دکھائے گا،
مریضِ رافضیت جب یہ کہے کہ جنگوں میں سیدنا علی حق پر اور ان کے مخالفین صحابہ کرام خطا پر تھے،
تو آپ نے کہنا ہے کہ پھر جمہور صحابہ کرام غیر جانبدار کیوں رہے ان عینی شاہدین کو پتہ کیوں نہ لگا علی حق پر اور دوسرے خطا پر تھے، اگر انہیں پتہ تھا تو حق کا ساتھ کیوں نہیں دیا اور اگر ان عینی شاہدین کو نہیں پتہ تھا تو تمہیں کیسے پتہ چل گیا؟
یہ ڈوز دینے کے بعد رافضیت کے جراثیم سائلنٹ ہو جائیں گے، یہ جراثیم مرتے نہیں سائلنٹ ہو جاتے ہیں یہ رافضیت کا کیڑا مارنے والی اینٹی بائیوٹک ابھی ایجاد نہیں ہوئی،

صحابہ کرام کی آپسی جنگوں میں حق پر کون

مجدد الف ثانی فرماتے ہیں :
"سیدنا علی امورِ خلافت کے ہر معاملے میں حق پر نہیں"

مکتوبات امام ربانی

.

جیسے یہ ثابت ہے آپ کے سامنے کہ سیدنا علی کا سارا گروہ حق پر نہیں بلکہ اس میں موجود صحابہ کرام اور ان کے ماننے والے حق پر ہیں باقی تو اس میں رافضی شیعہ ہیں، سبائی ہیں، سیدنا زبیر کا قاتل ہے، قاتلین عثمان ہیں، وغیرہ وغیرہ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ خود سیدنا علی امور خلافت کے ہر معاملے میں حق پر نہیں،ہم اپنا یہ مقدمہ دلائل سے ثابت کریں گے اور اگر کوئی رافضی اور نیم رافضی رد کر سکتا ہے تو دلائل سے رد کرے ہمارا،

.

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ سے صلح کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ گروہ آپس میں لڑنے پر حق پر نہیں تھے، سیدنا حسن کا یہ فعل ایسی وزنی دلیل ہے جس کا رد ممکن نہیں کیونکہ اس فعل کے پیچھے نص موجود ہے، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں سے قتال کرنا ان کی ذاتی رائے تھی نہ کہ یہ کسی نص کی بنیاد پر تھا،

آئیں دلائل دیکھتے ہیں، سب سے پہلے سنن ابی داؤد کا سکین دیکھیں،

.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیدنا معاویہ کے خلاف نکلنے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آپ کا یہ قتال کے لیے نکلنا رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کی بنیاد پر ہے یا آپ کی ذاتی رائے ہے؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا

تھا، بلکہ یہ میری ذاتی رائے ہے"
وسندہ صحیح ،البانی

.
اب سیدنا حسن کا فعل سیدنا معاویہ سے صلح کرنے کے بارے پر نص ملاحظہ فرمائیں صحیح بخاری سے،
"رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید اللہ پاک اس کے زریعہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا"

.
اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی کا سیدنا معاویہ سے قتال بے دلیل ان کے ذاتی اجتہاد پر مبنی تھا جبکہ سیدنا حسن کا سیدنا معاویہ سے قتال ترک کرکے صلح کرنا نص کی بنیاد پر تھا، اس لیے اس قتال کے معاملے میں سیدنا حسن حق پر تھے جبکہ سیدنا علی اجتہادی خطا پر ،
اب یہاں بہت سوں کی رگ رافضیت پھڑک اٹھے گی کہ سیدنا علی کو اجتہادی خطا پر کہہ دیا، تو ہم کہتے ہیں کہ ہم نے دلیل سے کہہ دیا ہے تو دلیل سے رد کر کے دکھا،
ہم اجتہادی خطا پر صحابی کو بھی حق پر ہی سمجھتے ہیں،
یہاں ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ دلیل آئے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کا جو مفہوم ہے کہ
"خوارج سے دونوں گروہوں میں سے وہ گروہ قتال کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہو گا"
عموماً اہل سنت کی طرف سے یہ روایت پیش کی جاتی ہے جس سے وہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ

دونوں کے گروہ حق پر تھے البتہ سیدنا علی کا گروہ حق کے زیادہ قریب تھا، یہ نتیجہ درست ہے اور ہم یہ مانتے ہیں،
لیکن اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ عین حق پر نہیں تھے حق کے قریب ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ حق پر تھے
،کوئی مسجد کے قریب ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو گا کہ وہ مسجد میں ہے،
بلکہ یہ حدیث بھی ہماری دلیل ہے کہ آپسی جنگوں میں سیدنا علی کا گروہ بھی عین حق پر نہیں تھا،

.

سیدنا حسن کے جنگوں کی بجائے صلح کرنے کے فعل کی تائید دیگر نصوص اور ان نصوص کی بنیاد پر صحابہ کرام کے افعال سے بھی ہوتی ہے،چنانچہ صحیح بخاری کا ہی دوسرا سکین دیکھیں،
سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے بارے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا :
"اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا
اے اللہ! تو انہیں اپنا محبوب بنا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں"
صحیح بخاری، 3735
سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛
"سیدنا علی رضی اللہ عنہ اگر شیر کے منہ میں ہوں تب بھی میں اس میں بھی آپ کے ساتھ رہوں لیکن یہ (جنگ صفین) معاملہ ہی ایسا ہے یعنی مسلمانوں کی آپس کی جنگ تو (اس میں شرکت صحیح) نہیں معلوم ہوئی"

.

دوسرے صحابی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بارے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ؛

" وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ
سعد جنتی ہے"
سنن ترمذی، 3747
سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے اس جنگ میں شرکت کرنے کے بارے کہا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛
"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ مل کر فتنہ ختم کرنے کی خاطر جنگ لڑتے تھے جبکہ تم اور تمہارے ساتھی فتنہ برپا کرنے کی خاطر لڑنا چاہتے ہو"
صحیح مسلم

.

اگلا سکین جامع ترمذی کا دیکھیں،
سیدنا اہبان بن صیفی غفاری رضی اللہ عنہ ہیں ان سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود ملاقات کرکے جنگ میں شرکت کی دعوت پیش کی اور سیدنا معاویہ کے خلاف اپنے لیے مدد طلب کی، تو اس پر سیدنا اہبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛
" میرے محبوب اور تیرے چچا کے بیٹے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ جب مسلمانوں میں باہم فتنہ و فساد برپا ہو جائے تو میں لکڑی کی تلوار بنا لوں ۔ اب اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ (لکڑی کی تلوار لے کر) چلنے کو تیار ہوں ۔
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
مجھے نہ تو آپ کی ضرروت ہے اور نہ آپ کی تلوار کی "
وسندہ حسن صحیح، البانی

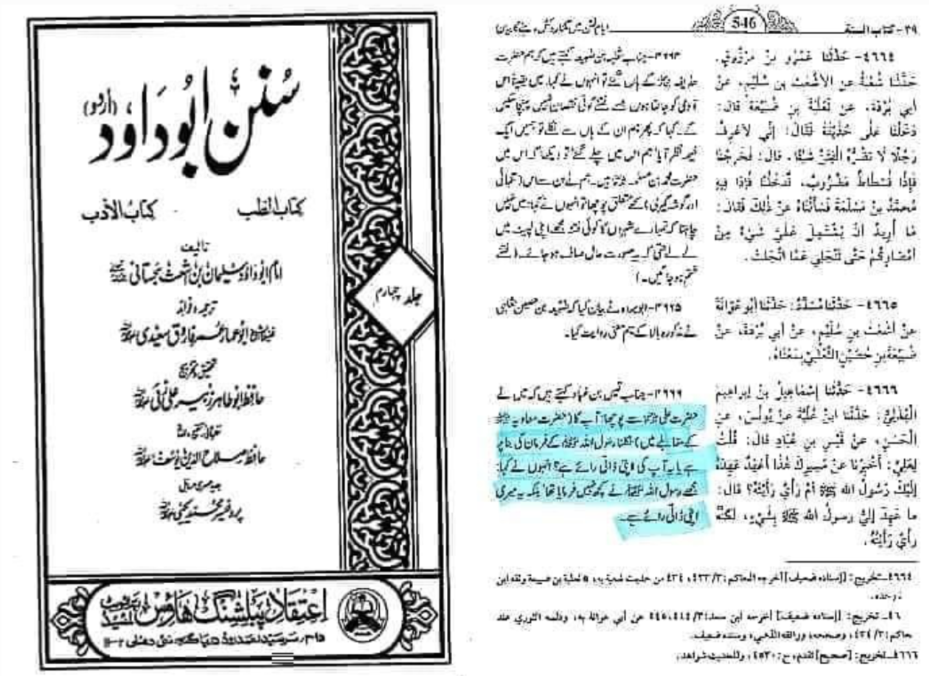
.

صحیح بخاری کتاب الفتن میں ہے
"امام حسن بصری(تابعی) نے بیان کیا کہ
میں ایک مرتبہ باہمی فسادات کے دنوں میں اپنے ہتھیار لگا کر نکلا تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے راستے میں ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟
میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے لڑکے کی (جنگ جمل و صفین میں سیدنا علی کی) مدد کرنی چاہتا ہوں،
انہوں نے کہا لوٹ جاؤ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں کو لے کر آمنے سامنے مقابلہ پر آ جائیں تو دونوں دوزخی ہیں۔
پوچھا گیا یہ تو قاتل تھا، مقتول نے کیا کیا (کہ وہ بھی ناری ہو گیا)؟
فرمایا کہ وہ بھی اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا"
حدیث نمبر، 7083

.
تو یہ ہے جنگ صفین پر صحیح دلائل پر مبنی نقشہ، جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف خود ان کی اپنی زبانی ان کے ذاتی اجتہاد پر مبنی ہے،
اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کا موقف جو اس قتال کے حق میں نہیں تھا سب پر نصوص وارد ہیں اور سب دلیلیں پیش بھی کر رہے ہیں، ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے بھی ایسے موقف مروی ہیں لیکن میں نے صرف کتب ستہ کا انتخاب کیا ہے وہ جہلم کا میراثی کہتا ہے ہم بخاری و مسلم، ابی داؤد اور ترمذی پیش کرتے ہیں تو اس میں سے یہ صحیح روایتیں

پیش کرتے آپ اس دجال کو کبھی نہیں دیکھیں گے،
اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے اس کا انکار درست نہیں،البتہ مسلمانو سے قتال کرنا ان کی اجتہادی خطا تھی کیونکہ انہوں نے یہ ذاتی اجتہاد پر کیا، جبکہ اس کے برعکس موقف رکھنے والو کے پاس صریح دلائل تھے تو اس معاملے میں وہی حق پر تھے،
یہ صرف جنگوں میں حق پر کون ہے یہ ثابت کیا گیا ہے





صحیح بخاری

جلد چہارم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داود راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا [illegible] بستوی — حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبد الجبار السلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

يقول: رأيت رسول الله ﷺ على المنبر - والحسن بن علي إلى جنبه - وهو يقبل على الناس مرة وعليه أخرى ويقول: إن ابني هذا سيد، ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين. قال لي علي بن عبد الله: إنما ثبت لنا سماع الحسن من أبي بكرة بهذا الحديث.

[أطرافه في: ٣٦٢٩، ٣٧٤٦، ٧١٠٩]

بعد آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ حضرت حسن نے جس چیز کے متعلق بھی پوچھا تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی، پھر فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پہلو میں تھے' آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک اس حدیث سے حسن بصری کا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سننا ثابت ہوا ہے۔

تشریح: حدیث میں حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی باہمی صلح کا ذکر ہے اور اس سے صلح کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اس مقصد کے تحت مجتہد مطلق حضرت امام بخاری اس حدیث کو یہاں لائے۔ اس صلح کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی' جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور اس سے مسلمانوں کی باہمی خون ریزی رک گئی۔ حضرت حسن کی عسکری طاقت اور حضرت امیر معاویہ کی دور اندیشی پھر مصالحت کے لئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی آمادگی' یہ جملہ حالات امت کے لئے بہت سے اسباق پیش کرتے ہیں۔ مگر صد افسوس کہ ان اسباق کو بہت کم مد نظر رکھا گیا' جس کی سزا امت ابھی تک بھگت رہی ہے۔

راوی کے قول وکان هو خير... میں اشارہ حضرت امیر معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی طرف ہے کہ حضرت معاویہ عمرو بن [illegible]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو وہ تلوار قیامت تک ان سے اٹھائی نہیں جائے گی (یعنی قیامت تک ان میں قتل وغارت گری ہوتی رہے گی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

قتل وغارت کے زمانہ میں عبادت کرنے کی فضیلت

دنیا دار الامتحان ہے۔ لوگوں کی بدعملی' جہالت اور بے عملی کے نتیجہ میں مختلف فتنے سر اٹھاتے رہتے ہیں۔ سب سے بڑا اور قابل مذمت فتنہ قتل وغارت ہے۔ احادیث باب میں خصوصیت سے اس فتنہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس فتنہ کا نام قتل وقتال' فتنہ وفساد' ہرج مرج اور شورش وبلوئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں بے گناہ شہریوں کا قتل عام کیا جاتا ہے اور ان کی قیمتی جانوں اور اموال کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ ایسے فتنہ کے زمانہ میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت میں مصروف ہونا اور اپنے پروردگار کی یاد میں وقت گزارنا بہت بڑا مجاہدہ اور جہاد سے کم نہیں ہے۔ حدیث باب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایسے پرفتن دور میں لوگوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر کے ریاضت میں مصروف ہونے کا اجرت کرنے کے برابر اجر وثواب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ سَيْفٍ مِنْ خَشَبٍ فِي الْفِتْنَةِ

باب 30: فتنے کے زمانے میں لکڑی سے تلوار بنانا

2129 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عُدَيْسَةَ بِنْتِ أُهْبَانَ بْنِ صَيْفِيٍّ الْغِفَارِيِّ

متن حدیث: قَالَتْ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى أَبِي فَدَعَاهُ إِلَى الْخُرُوجِ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي إِنَّ خَلِيلِي وَابْنَ عَمِّكَ عَهِدَ إِلَيَّ إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ أَنْ أَتَّخِذَ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ فَقَدِ اتَّخَذْتُهُ فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ بِهِ مَعَكَ قَالَتْ فَتَرَكَهُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ

عدیسہ بیان کرتی ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس آئے اور انہیں اپنے ساتھ نکلنے کی دعوت دی تو میرے والد نے ان سے کہا: میرے دوست اور آپ کے چچا زاد (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا: جب لوگوں کے درمیان اختلاف ہو گا' تو میں لکڑی سے تلوار بنا لوں گا وہ میں نے بنالی ہے اگر آپ چاہیں تو میں وہ لے کر آپ کے ساتھ نکل پڑتا ہوں۔

عدیسہ نامی خاتون بیان کرتی ہیں' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ترک کر دیا۔

اس بارے میں حضرت محمد بن مسلمہ سے بھی روایت منقول ہے۔

2129- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۳۰۹): كتاب الفتن: باب: التثبت في الفتنة، حديث (۳۹۶۰) و احمد (۵/ ۶۹) (۶/ ۳۹۳) من طريق عبيد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شرح جامع ترمذی شریف

مترجم	———	ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
شرح	———	محمد یٰسین قصوری نقشبندی
کمپوزنگ	———	ورڈز میکر
باہتمام	———	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	———	اکتوبر 2016ء
سرورق	———	ایف ایس ایڈورٹائزر 0322-7202212
طباعت	———	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ	———	روپے فی جلد

شبیر برادرز — بیسمنٹ ... اردو بازار لاہور — فون: 042-37246006

ھو القادر

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے' تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

المسلمين یعنی مسلمانوں کے تنگ۔ آپ نے جواب دیا العار خير من النار۔ جو صلح نامہ قرار پایا تھا اس میں یہ بھی شرط تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد پھر خلافت حضرت حسن کو ملے گی۔ محمد بن قدامہ نے بہ سند صحیح اور ابن ابی خیثمہ نے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی شرط پر بیعت کی تھی۔

٧١١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرٌو: وَقَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ: أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ: إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُولُ: مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ؟ فَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِي شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ، وَلَكِنَّ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي.

(۷۱۱۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے کہا کہ عمرو نے بیان کیا' انہیں محمد بن علی نے خبر دی' انہیں اسامہ رضی اللہ عنہ کے غلام حرملہ نے خبر دی۔ عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حرملہ کو دیکھا تھا۔ حرملہ نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور مجھ سے کہا' اس وقت تم سے علی رضی اللہ عنہ پوچھیں گے کہ تمہارے ساتھی (اسامہ رضی اللہ عنہ) جنگ جمل وصفین سے کیوں پیچھے رہ گئے تھے تو ان سے کہنا کہ انہوں نے آپ سے کہا ہے کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوں تب بھی میں اس میں بھی آپ کے ساتھ رہوں لیکن یہ معاملہ ہی ایسا ہے یعنی مسلمانوں کی آپس کی جنگ تو (اس میں شرکت صحیح) نہیں معلوم ہوئی (حرملہ کہتے ہیں کہ) چنانچہ انہوں نے کوئی چیز نہیں دی۔ پھر میں حسن' حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے میری سواری پر اتنا مال لدوا دیا جتنا کہ اونٹ اٹھا نہ سکتا تھا۔

تشریح: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما حضرت ام ایمن کے بطن سے پیدا ہوئے جو آپ کے والد جناب عبداللہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی جس نے آنحضرت ﷺ کی پرورش کی تھی۔ حضرت اسامہ آنحضرت ﷺ کے محبوب ترین خادم تھے۔ وفات نبوی کے وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ وادی القریٰ میں سنہ ۵۴ھ میں شہید ہوئے' رضی اللہ عنہ۔

٢١- باب إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلاَفِهِ

باب کوئی شخص لوگوں کے سامنے ایک بات کہے پھر اس کے پاس سے نکل کر دوسری بات کہنے لگے

تو یہ دغابازی ہے۔

٧١١١- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(۷۱۱۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے نافع نے کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے خادموں اور لڑکوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر عذر کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور ہم نے اس شخص

صحیح بخاری

جلد ہشتم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داود راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا [illegible] بستوی — حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبد الجبار السلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

حق والے گروہ کی تعین میں اختلاف

چودہویں صدی کے رافضی دلال مولوی لوگو کو یہ باور کراتے نظر آتے ہیں کہ صحابہ کرام کی آپسی جنگوں میں سیدنا علی حق پر تھے اور ان کے مخالفین صحابہ کرام خطا پر، اور ساتھ یہ دلال یہ کہتے ہیں کہ اس پر امت کا اجماع ہے،
یہ حقائق کے منافی بات یہ لوگ کیوں کرتے ہیں کیونکہ رافضیو کی دلالی اختیار کر رکھی ہے اور پورا زور لگا کر اس نمک کا حق ادا کرتے ہیں،
یہ حقیقت ہے کہ بعض متاخرین علماء کا یہ موقف ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور ان کے مخالفین صحابہ کرام خطا پر، لیکن یہ شاذ موقف ہے جن علماء کا یہ موقف ہے وہ خود خطا پر ہیں، ہم صحابہ کرام کو خطا پر ماننے کی بجائے ان مولویو کو خطا پر مانتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام خطا پر تھے، اور صورت حال اس کی یہ ہے کہ یزید کی طرح اس مسئلے میں بھی مکھی پر مکھی ماری گئی ہے اپنی تحقیق کسی مولوی کی نہیں نہ ہی کسی کو اس پر دلائل پیش کرتے دیکھیں گے آپ، بس یہیں لکھ دیا کہ خطا پر تھے دلیل کوئی نہیں ،اور ان کے مقلدو نے آنکھیں بند کر کے مان لیا جیسے دیگر بے دلیل اقوال تقلید میں مانے جاتے ہیں،

.

اس موقف کہ جنگوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر اور ان کے مخالفین صحابہ کرام خطا پر تھے اس موقف کے بطلان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ بات ہے تو پھر جمہور صحابہ

کرام غیر جانبدار کیوں رہے؟
رافضیو کے دلالوں پر یہ سوال قرض ہے کہ اگر سیدنا علی حق پر تھے تو جمہور صحابہ کرام نے سیدنا علی کی طرف ہو کر جنگ کیوں نہیں کی حق کا ساتھ کیوں نہیں دیا اور غیر جانبدار کیوں رہے؟
اگر رافضی دلال کہتا ہے کہ ان جمہور صحابہ کرام کو علم نہیں ہوا حق کس طرف ہے تو ہم کہتے ہیں ان عینی شاہدین موقع پر موجود جمہور صحابہ کرام جن میں عشرہ مبشرہ، بدری، اور وہ شوری کے ارکان صحابہ جو خلیفہ منتخب کرتے ہیں موجود ہیں ان کو علم نہیں ہوا تم رافضی دلالوں کو کیسے ہو گیا؟اور صدیوں بعد کے علماء کو اس کا علم کیسے ہو گیا؟ یہ دلیل علماء کے اس موقف کا بطلان ہے کہ سیدنا علی حق پر تھے اور ان کے مخالفین صحابہ کرام خطا پر،
جو رافضیو کا دلال ہمارے اس سوال کا جواب دے گا اسے انعام دیا جائے گا،

.
اب صحابہ کرام کے بعد عام عوام کو دیکھتے ہیں اور مزید حقائق سے پردہ اٹھاتے ہیں؛
عام عوام میں بھی یہی صورت حال تھی اہل شام سیدنا معاویہ کے ساتھ تھے اور انہیں حق پر سمجھتے تھے اور اہل عراق سیدنا علی کے ساتھ تھے انہیں حق پر سمجھتے تھے، اور کثیر تعداد حرمین کی غیر جانبدار ہی رہی،
یہ خیر القرون کا اختلاف دکھا رہا ہوں رافضیو کے دلال چودہویں صدی میں اجماع بنا کر بیٹھے ہیں،

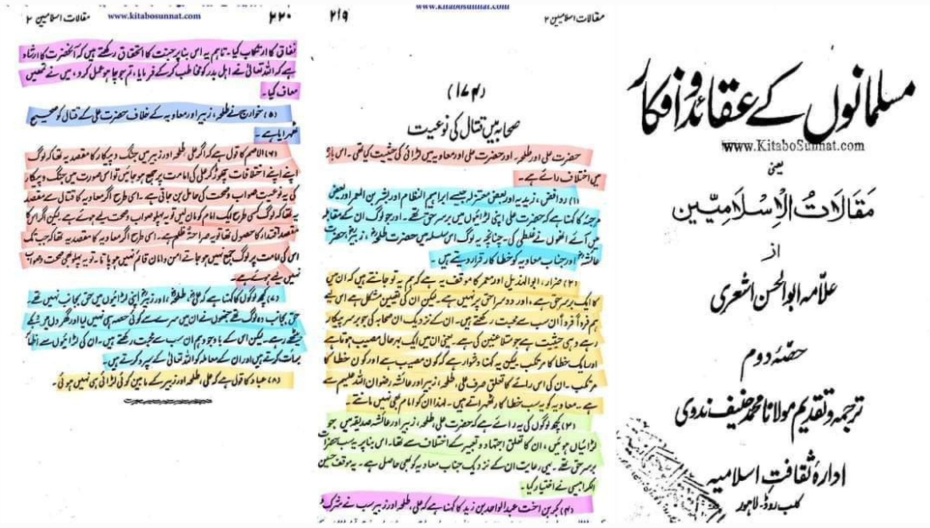
.

آگے چلیے!
آگے اختلافات کا بھنڈار ہے، مقالات اسلامین کا سکین آپ کے سامنے ہے یہ امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کی کتاب ہے، تیسری صدی کی جلیل القدر شخصیت ہیں،کتاب کا نام نوٹ کر لیں مسلمانو کے عقائد و افکار، اب کون حق پر تھا کون نہیں اس بارے مسلمانو کے درمیان اختلاف بیان کر رہے ہیں امام اشعری، کتاب کا سکین دیکھ لیں پوسٹ میں،
امام اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
"حضرت علی اور طلحہ، حضرت علی اور معاویہ میں لڑائی کی حیثیت کیا تھی اس بارے میں اختلاف رائے ہے"
امام اشعری کہتے ہیں اختلاف رائے ہے رافضی کا دلال کہتا ہے اجماع ہے، کیا اختلاف ہے...
کوئی کہتا ہے دونوں گروہ حق پر تھے ،کوئی کہتا ہے دونوں ہی حق پر نہیں تھے ،کوئی کہتا ہے ایک اجتہادی خطا پر تھا لیکن یہ نہیں پتہ کون اجتہادی خطا پر سیدہ عائشہ و سیدنا معاویہ کا گروہ بھی ہو سکتا ہے اور سیدنا علی کا بھی،
کوئی کہتا ہے کہ سیدنا علی حق پر تھے کوئی کہتا ہے ان کے مخالفین حق پر تھے، وغیرہ وغیرہ
تیسری صدی میں امام ابو الحسن اشعری اپنی کتاب مقالاتِ اسلامین میں یہ اختلاف نقل کر رہے ہیں اور علماء کے مختلف موقف اس ضمن میں بیان کر رہے ہیں،
یہ ہے صورت حال خیرالقرون کی، اب اس کے بعد کے علماء کو قطعیت کے ساتھ کیسے پتہ چلا سیدنا علی کا گروہ حق پر اور ان کے مخالفین صحابہ کرام اجتہادی خطا پر تھے؟
اور چودہویں صدی کے رافضی دلالوں تم نے اس پر اجماع کیسے

بنا لیا کہ سیدنا علی حق پر اور ان کے مخالفین صحابہ کرام خطا پر تھے؟

.

دلچسپ اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ ان جنگوں کے چار صدیوں بعد چار فقہیں ظاہر ہوئی آئمہ اربعہ سے منسوب، فقہ حنفی،شافعی ،مالکی ،حنبلی ،
اب ان چار آئمہ کے اجتہادی مسائل کا ایک ہزار سال بعد بھی پتہ نہیں چلا کس کا قول حق ہے کس کا اجتہادی خطا، فقہ حنفی کے فقہاء نے خود اقرار کیا ہے اس کا کہ
"ہو سکتا ہے ان مسائل میں ہمارا موقف حق ہو اور ہمارے مخالفین کا خطا اور ہو سکتا ہے ہمارا موقف خطا ہو اور ہمارے مخالفین کا حق"
حنفی فقہاء کا یہ قول واضح دلیل ہے کہ انہیں اجتہادی مسائل میں یقین اور قطعیت کے ساتھ یہ علم نہیں کہ ائمہ اربعہ میں سے کون حق پر ہے،
بالآخر موجودہ دور کے مقلدین نے یہ نعرہ لگا دیا کہ چاروں امام ہی حق پر ہیں،
لیکن انہی مقلدین کو یہ نعرہ لگاتے موت پڑ گئی کہ سارے ہی صحابہ کرام حق پر ہیں!
رافضیو کے دلالوں کو ہمارا چیلنج ہے دلیل سے پوسٹ کا رد کرکے دکھائیں ،اور اگر جواب دینے کے اہل نہیں تو رافضیو کی دلالی کرنا چھوڑ دیں


مسلمانوں کے عقائد و افکار
www.KitaboSunnat.com
یعنی
مقالات الاسلامیین
از
علامہ ابوالحسن اشعری
حصہ دوم
ترجمہ و تقدیم مولانا محمد حنیف ندوی
ادارہ ثقافت اسلامیہ
کلب روڈ، لاہور

سیدنا علی کے مخالف صحابہ کرام کو خطا پر کہنے والے بدعتی ہیں

رافضی اور نیم رافضی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین صحابہ کرام کو خطا پر کہتے ہی ہیں کیونکہ ان کا مذہب ہی الگ ہے، لیکن خود کو اہل سنت کہنے والے دیوبندیہ بریلویہ بھی سیدنا معاویہ وغیرہ کو خطا پر کہتے ہیں،
یہ عقائد و نظریات کا مسئلہ ہے اور عقائد میں دیوبندیہ بریلویہ اشعری کہلواتے ہیں کہ ہم امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کے پیروکار ہیں عقائد میں، دیوبندیہ کے عقیدے کی کتاب میں بھی یہی لکھا ہے،

.

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (260-330ھ) ان کی کتاب مقالاتِ اسلامین کا سکین آپ کے سامنے ہے ،
صحابہ کرام کے مابین ہونے والی جنگوں میں مختلف گروہوں کے عقائد و نظریات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :
"روافض، زیدیہ ،اور بعض معتزلہ جیسے ابراہیم بن نظام اور بشر

بن معمر اور بعض مرجیہ کا کہنا ہے کہ حضرت علی اپنی لڑائیوں میں برسر حق تھے، اور جو لوگ ان کے مقابلہ میں آئے انہوں نے غلطی کی، چنانچہ یہ لوگ اس سلسلہ میں سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ، اور جناب معاویہ کو خطا کار قرار دیتے ہیں "

.

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق صحابہ کرام کی آپسی جنگوں میں سیدنا علی کو حق پر ماننا اور ان کے مخالفین کو غلطی اور خطا پر کہنا رافضیو ،معتزلہ اور جہمیہ جیسے بدعتی فرقوں کا نظریہ ہے اہل سنت و اہل حدیث کا نہیں ، یہ پوسٹ خاص ان نام نہاد اہل سنت دیوبندیہ بریلویہ کے لیے ہے جو رافضیو کا جوٹھا پی چکے ہیں اور سیدنا علی کو حق پر اور ان کے مخالفین کو خطا پر کہتے ہیں یہ گندی مچھلیاں ہر فرقے میں موجود ہیں جو عقائد میں اشعری ہونے کے دعوے دار ہیں اب دیوبندیہ بریلویہ عقائد و نظریات میں اشعری کہلاتے ہیں لیکن یہاں ان کو امام ابو الحسن اشعری نظر نہیں آتا جیسے بہت سے فروعی مسائل میں انہیں امام ابوحنیفہ بھی نظر نہیں آتا ، فروع کا امام چھوڑا پھر عقائد کا بھی چھوڑا، اور بدعتی بن گئے،یہ اصل میں جدھر ہوا کا رخ ہو اسی طرف چلنے والے بدعتی فرقے ہیں،

.

جنگ جمل و صفین کے بعد سے لے کر سارا خیرالقرون گزرنے تک اہل سنت کے کسی امام نے نہیں کہا کہ سیدنا علی حق پر اور سیدنا معاویہ کا گروہ خطا پر تھا یا باغی تھا وغیرہ وغیرہ ، بلکہ جو یہ کہتا تھا وہ آئمہ اہل سنت کے نزدیک شیعہ قرار پاتا تھا جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

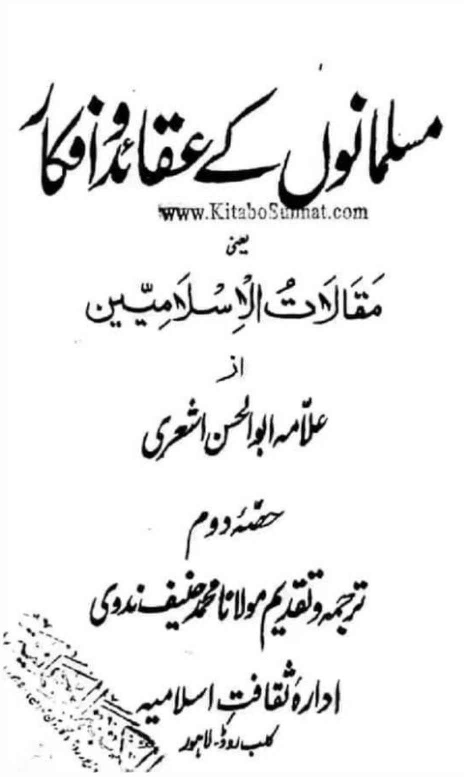
"شیعت متقدمین علماء اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھا جائے جنگوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر اور ان کے مخالفین خطا پر تھے،
آگے فرماتے ہیں:
اور متاخرین علماء اہل سنت کے نزدیک شیعت نری رافضیت ہی ہے "

اس سے معلوم ہوا کہ جنگوں میں سیدنا علی کے مخالفین صحابہ کرام کو خطا پر کہنا متقدمین علماء اہل سنت کے نزدیک شیعت ہے جبکہ متاخرین علماء اہل سنت کے نزدیک یہ شیعت نری رافضیت ہے،

.
ہمارا دیوبند اور بریلی کے پنڈتوں کو کھلا چیلنج ہے خیر القرون کا ایک اہل سنت کا عالم دکھا دو جو یہ تمہارا رافضیو والا عقیدہ رکھتا ہو کہ سیدنا علی حق پر اور ان کے مخالف صحابہ کرام خطا پر تھے،
خیر القرون کا دور گزرنے کے بعد پہلا اختلاف جو ہوا اور پہلے اہل سنت کے ثقہ عالم کا قول اس مسئلے میں ملاحظہ فرمائیں:
"امام ابو سعید عبدالرحمن بن ابراہیم الدمشقی ابن الیتیم الملقب بہ ”دُحَیم” رحمہ اللہ متوفی 254 ھ،کا بغداد میں اختلاف ہوا پس باغی گروہ والی روایت سے لوگوں نے اہل شام مراد لئے اس پر امام دُحَیْم نے کہا جو یہ کہے وہ فاحشہ کی اولاد ہے"

.
اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خیر القرون میں یہ نظریہ اہل سنت میں موجود ہی نہیں تھا جو کہ آج کے نام نہاد اہل سنت اور سلف کے بعض جھوٹے پیروکار نام نہاد سلفیوں نے رافضیو کا

جوٹھا پی کر اپنا لیا ہے کہ سیدنا علی حق پر تھے اور ان کے مخالفین صحابہ کرام خطا پر اور باغی تھے،اس وقت یہ عقیدہ رکھنے والے کو فاحشہ کی اولاد سمجھا جاتا تھا اہل سنت میں،





مقالات اسلامیین ۲ ۲۱۹

(۱۷)

صحابہ میں قتال کی نوعیت

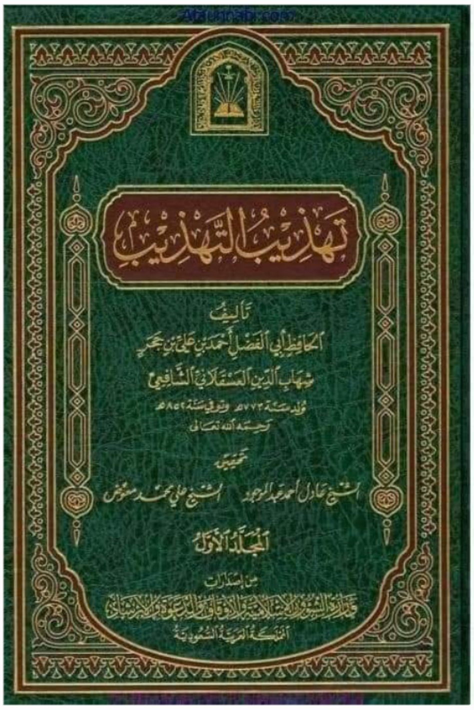
حضرت علی اور طلحہ۔ اور حضرت علی اور معاویہ میں لڑائی کی حیثیت کیا تھی۔ اس بارہ میں اختلاف رائے ہے۔

(۱) روافض، زیدیہ اور بعض معتزلہ جیسے ابراہیم النظام اور بشر بن المعمر اور بعض مرجئہ کا کہنا ہے کہ حضرت علی اپنی لڑائیوں میں برسر حق تھے۔ اور جو لوگ ان کے مقابلہ میں آئے انھوں نے غلطی کی۔ چنانچہ یہ لوگ اس سلسلہ میں حضرت طلحہؓ، زبیرؓ، حضرت عائشہؓ اور جناب معاویہ کو خطا کار قرار دیتے ہیں۔

(۲) ضرار، ابوالہذیل اور معمر کا موقف یہ ہے کہ ہم یہ تو جانتے ہیں کہ ان میں کا ایک برسر حق ہے، اور دوسرا حق پر نہیں ہے۔ لیکن ان کی تعیین مشکل ہے اس لیے ہم فرداً فرداً ان سب سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان صحابہ کی جو برسر پیکار رہے وہی حیثیت ہے جو متلاعنین کی ہے۔ یعنی ان میں ایک بہرحال مصیب ہوتا ہے اور ایک خطا کا مرتکب۔ لیکن یہ کہنا دشوار ہے کہ کون مصیب ہے اور کون خطا کا مرتکب۔ ان کی اس رائے کا تعلق صرف علی، طلحہ، زبیر اور عائشہ رضوان اللہ علیہم سے ہے۔ معاویہ کو یہ سب خطا کار ٹھہراتے ہیں۔ لہذا ان کو امام بھی نہیں مانتے۔

(۳) کچھ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ حضرت علی، طلحہ، زبیر اور عائشہ صدیقہ میں جو لڑائیاں ہوئیں، ان کا تعلق اجتہاد و تعبیر کے اختلاف سے تھا۔ اس بنا پر یہ سب حضرات برسر حق تھے۔ یہی رعایت ان کے نزدیک جناب معاویہ کو بھی حاصل ہے۔ یہ موقف حسین الکرابیسی نے اختیار کیا۔

(۴) بکر بن اخت عبدالواحد بن زید کا کہنا ہے کہ علی، طلحہ اور زبیر سب نے شرک و





ذكر من اسمه أبان جـ١ ٨٩

روى عن: الصَّبَّاح بن محمد الأحمسي.

وعنه: إسماعيل بن زكريا، وعيسى بن يونس، ومحمد بن عبيد الطنافسي، وغيرهم.

قال ابن معين: ليس به بأس.

قلت: وقال العجلي: ثقة. وأما الأزدي فقال: متروك الحديث. وذكره ابن حبان في «الثقات».

١٦٦ - أبان بن تغلِب الرَّبعي[1]، أبو سَعْد الكوفي (م ٤).

روى عن: أبي إسحاق السبيعي، والحكم بن عُتيبة، وفضيل بن عمرو، والفُقيمي، وأبي جعفر الباقر، وغيرهم.

وعنه: موسى بن عقبة، وشُعبة، وحماد بن زيد، وابن عُيينة، وجماعة.

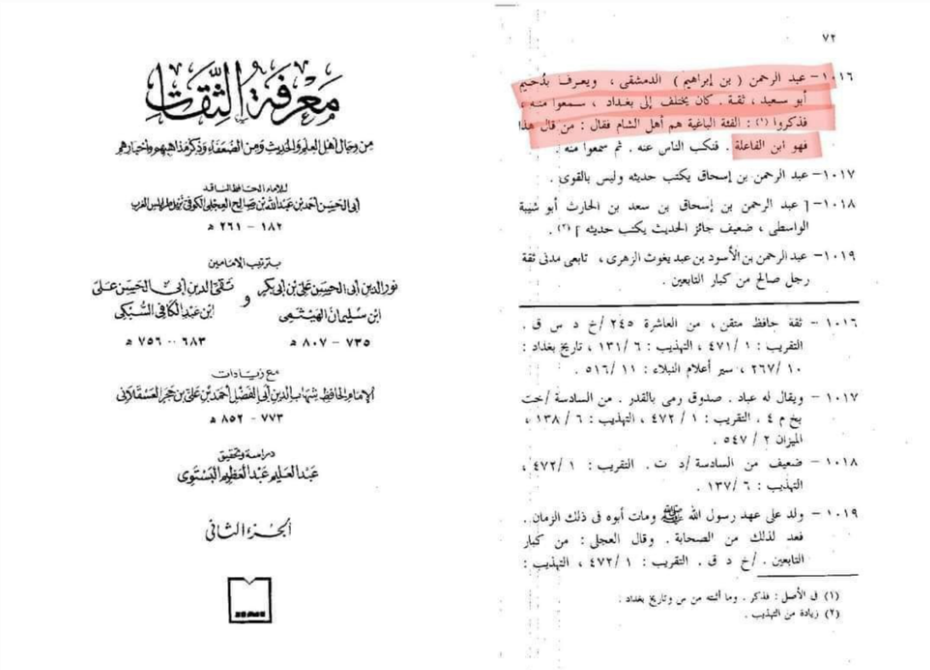
قال أحمد، ويحيى، وأبو حاتم، والنسائي: ثقة، زاد أبو حاتم، صالح وقال الجوزجاني: زائغ مذموم المذهب مجاهر.

وقال أبو بكر بن منجويه: مات سنة (١٤١).

وقال ابن عدي: له نسخ عامتها مستقيمة إذا روى عنه ثقة، وهو من أهل الصدق في الروايات، وإن كان مذهبه مذهب الشيعة، وهو في الرواية صالح لا بأس به.

قلت: هذا قول منصف. وأما الجوزجاني، فلا عبرة بحطّه على الكوفيين، فالتشيع في عرف المتقدمين هو اعتقاد تفضيل علي على عثمان، وأن علياً كان مصيباً في حروبه، وأن مخالفه مخطئ، مع تقديم الشيخين وتفضيلهما، وربما اعتقد بعضهم أن علياً أفضل الخلق بعد رسول الله ﷺ وإذا كان معتقد ذلك ورعاً، ديناً، صادقاً، مجتهداً فلا ترد روايته بهذا، لا سيما إن كان غير داعية. وأما التشيع في عرف المتأخرين فهو الرفض المحض، فلا تقبل رواية الرافضي الغالي، ولا كرامة. وقال ابن عجلان: حدثنا أبان بن تغلب رجل من أهل العراق من النساك ثقة. ولما خرج الحاكم حديث أبان في «مستدركه» قال: كان قاص الشيعة، وهو ثقة، ومدحه ابن عيينة بالفصاحة والبيان. وقال أبو نعيم في «تاريخه»: مات سنة (٤٠) وكان غاية من الغايات. وقال أحمد بن سيار: مات بعد سنة (٤١). وقال العقيلي: سمعت أبا عبد الله يذكر عنه عقلاً وأدباً وصحة حديث، إلا أنه كان غالياً في التشيع. وقال ابن سعد: كان ثقة. وذكره ابن حبان في «الثقات» وأرخ وفاته، ومنه نقل

(١) ينظر: تهذيب الكمال (٦/٢)، تقريب التهذيب (١/ ٣٠)، خلاصة تهذيب الكمال (١/ ٣٧)، الكاشف (١/ ٧٤)، تاريخ البخاري الكبير (١/ ٤٥٣)، الجرح والتعديل (٢/ ١٠٩٠)، ميزان الاعتدال (١/ ٥)، الوافي بالوفيات (٥/ ٣٠٠)، سير أعلام النبلاء (٦/ ٣٠٨).



معرفة الثقات

من رجال أهل العلم والحديث ومن الضعفاء وذكر مذاهبهم وأخبارهم

للإمام الحافظ الناقد
أبي الحسن أحمد بن عبد الله بن صالح العجلي الكوفي نزيل طرابلس الغرب
١٨٢ - ٢٦١ هـ

بترتيب الإمامين
نور الدين أبي الحسن علي بن أبي بكر ابن سليمان الهيثمي
٧٣٥ - ٨٠٧ هـ
و
تقي الدين أبي الحسن علي ابن عبد الكافي السبكي
٦٨٣ - ٧٥٦ هـ

مع زيادات
الإمام الحافظ شهاب الدين أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني
٧٧٣ - ٨٥٢ هـ

دراسة وتحقيق
عبد العليم عبد العظيم البستوي

الجزء الثاني

١٠١٦- عبد الرحمن (بن إبراهيم) الدمشقي ، ويعرف بدُحيم أبو سعيد ، ثقة . كان يختلف إلى بغداد ، سمعوا منه ، فذكروا (١) : الفئة الباغية هم أهل الشام فقال : من قال هذا فهو ابن الفاعلة . فنكب الناس عنه . ثم سمعوا منه .

١٠١٧- عبد الرحمن بن إسحاق يكتب حديثه وليس بالقوى .

١٠١٨- [عبد الرحمن بن إسحاق بن سعد بن الحارث أبو شيبة الواسطى ، ضعيف جائز الحديث يكتب حديثه] (٢) .

١٠١٩- عبد الرحمن بن الأسود بن عبد يغوث الزهرى ، تابعى مدنى ثقة رجل صالح من كبار التابعين .

١٠١٦ - ثقة حافظ متقن ، من العاشرة ٢٤٥ هـ /خ د س ق . التقريب : ١ /٤٧١ ، التهذيب : ٦ /١٣١ ، تاريخ بغداد : ١٠ /٢٦٧ ، سير أعلام النبلاء : ١١ /٥١٦ .

١٠١٧ - ويقال له عباد . صدوق رمى بالقدر . من السادسة /خت بخ م ٤ . التقريب : ١ / ٤٧٢ ، التهذيب : ٦ / ١٣٨ ، الميزان ٢ / ٥٤٧ .

١٠١٨ - ضعيف من السادسة /د ت . التقريب : ١ /٤٧٢ ، التهذيب : ٦ /١٣٧ .

١٠١٩ - ولد على عهد رسول الله ﷺ ومات أبوه فى ذلك الزمان . فعد لذلك من الصحابة . وقال العجلى : من كبار التابعين . /خ د ق . التقريب : ١ /٤٧٢ ، التهذيب :

(١) فى الأصل : فذكر . وما أثبته من س وتاريخ بغداد .
(٢) زيادة من التهذيب .

سیدنا علی سے محبت کرنے والے زندہ جلائے گئے

ان کو سیدنا علی نے خود زندہ جلا دیا، وہ بھی کہتے تھے مولا علی حق پر ہے اور ان کے مخالفین خطا پر اور اہل بیت کی محبت کے دعوے دار تھے،
یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ سیدنا علی سے محبت کا معیار طے کرنا لازم ہے ورنہ آپ جنت کی بجائے جہنم کا بالن بھی بن سکتے ہیں، اور وہ معیار رافضی ذاکر طے نہیں کریں گے، وہ معیار نیم رافضی اور جہلم کا میراثی طے نہیں کرے گا، وہ معیار پندرہویں صدی کا کوئی نام نہاد حسینی طے نہیں کرے گا، بلکہ وہ معیار شریعت طے کرے گی،
شریعت سے علی کو دیکھا جائے گا نہ کہ علی سے شریعت کو،
سیدنا علی تو نمونہ ہیں یہ ہر بڑی شخصیت کے بارے میں ہے کہ اس کا مقام و مرتبہ شریعت کے تحت متعین کیا جائے گا،
سیدنا علی کو مثال بنایا گیا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا یہ ثابت شدہ فرمان ہے کہ :

"میرے بارے دو قسم کے لوگ مارے گئے ایک وہ جنہوں نے مجھے حد سے بڑھا دیا میری محبت میں غلو کیا اور دوسرے وہ جنہوں نے مجھ پر جھوٹ باندھا "
حد سے بڑھانے کا مطلب شریعت میں متعین مقام سے بڑھانا ہے، مثلاً شریعت کے مطابق سیدنا علی اللہ کے بندے ہیں، کوئی علی کو رب کہتا ہے تو وہ مارا گیا،
شریعت کے مطابق سیدنا علی مشکل کشا اور حاجت روا نہیں، جو علی مشکل کشا کہتا ہے مارا گیا،
شریعت کے مطابق سیدنا علی چوتھے خلیفہ ہیں جو پہلا مانتا ہے مارا گیا،
شریعت کے مطابق سیدنا علی اور دیگر صحابہ کرام ایک دوسرے کے بارے رحم دل ہیں،
جو ایک دوسرے کا دشمن بناتا ہے مارا گیا،
شریعت کے مطابق سیدنا علی اور ان کے مخالفین دونوں حق پر تھے، جو ایک کو حق اور دوسرے کو خطا پر کہتا ہے مارا گیا،
وغیرہ وغیرہ

.

یہاں رافضی کہتا ہے جیسے میں علی کو مانتا ہوں ویسے مانو، نیم رافضی کہتا ہے جیسے میں مانتا ہوں ویسے مانو، بریلوی کہتا ہے جیسے میں مانتا ہوں ویسے مانو، دیوبندی پنڈت کہتا ہے جیسے میں مانتا ہوں ویسے مانو، لیکن علی کو ماننا ویسے ہے جیسے شریعت کہتی ہے
ورنہ یہ تو سمجھ آ گئی ہے کہ
"صرف سیدنا علی کو حق پر ماننا اور اہل بیت سے محبت کا دعوی باعث نجات نہیں باعث ہلاکت بھی ہو سکتا ہے "



الدِّيْنُ بِجِرَانِہٖ۔

پر چلا اور دوسروں کو اس راہ پر لگایا۔ یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ ٹیک دیا۔

(۴۶۷) وقال علیہ السّلام: یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوْضٌ یَعَضُّ الْمُوْسِرُ فِیْهِ عَلٰی مَافِیْ یَدَیْهِ وَلَمْ یُؤْمَرْ بِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: (وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ) تَنْهَدُ فِیْهِ الْاَشْرَارُ وَتُسْتَذَلُّ الْاَخْیَارُ، وَیُبَایِعُ الْمُضْطَرُّوْنَ وَقَدْ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْمُضْطَرِّیْنَ۔

(۴۶۷) لوگوں پر ایک ایسا گزند پہنچانے والا دور آئے گا، جس میں مالدار اپنے مال میں بخل کرے گا حالانکہ اُسے یہ حکم نہیں۔ چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ "آپس میں حسن سلوک کو فراموش نہ کرو۔" اس زمانہ میں شریر لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور نیکوکار ذلیل و خوار سمجھے جائیں گے اور مجبور و بے بس لوگوں سے خرید و فروخت کی جائیگی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجبور و مضطر لوگوں سے (اونے پونے) خریدنے کو منع کیا ہے۔

مجبور و مضطر لوگوں سے معاملہ عموماً اس طرح ہوتا ہے کہ ان کی احتیاج و ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اُن سے سستے داموں چیزیں خرید لی جاتی ہیں اور مہنگے داموں اُن کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہیں۔ اس پریشان حالی میں ان کی مجبوری و بے بسی سے فائدہ اٹھانے کی کوئی مذہب اجازت نہیں دیتا اور نہ آئین اخلاق میں اس کی کوئی گنجائش ہے کہ دوسرے کی اضطراری کیفیت سے نفع اندوزی کی راہیں نکالی جائیں۔

(۴۶۸) وقال علیہ السّلام: یَهْلِكُ فِیَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ، وَبَاهِتٌ مُفْتَرٍ۔

قال الرضی: وهذا مثل قوله علیه السلام: هَلَكَ فِیَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ غَالٍ، وَمُبْغِضٌ قَالٍ۔

(۴۶۸) میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاکت میں مبتلا ہوں گے۔ ایک محبت میں حد سے بڑھ جانے والا اور دوسرا جھوٹ و افترا باندھنے والا۔

سید رضی کہتے ہیں کہ حضرت کا یہ قول اس ارشاد کے مانند ہے کہ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوئے ایک محبت میں غلو کرنیوالا اور دوسرا دشمنی و عناد رکھنے والا۔

(۴۶۹) وسئل عن التوحید و العدل فقال علیه السّلام: التَّوْحِیْدُ اَنْ لَا تَتَوَهَّمَهٗ، وَالْعَدْلُ اَنْ لَا تَتَّهِمَهٗ۔

(۴۶۹) حضرت سے توحید و عدل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ توحید یہ ہے کہ اسے اپنے وہم و تصور کا پابند بناؤ۔ اور یہ عدل ہے کہ اس پر الزامات نہ لگاؤ۔

عقیدہ توحید اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس میں تنزیہ کی آمیزش نہ ہو۔ یعنی اُسے جسم و صورت اور مکان و زمان کے حدود

۸۲۳

بنو امیہ کا منبروں سے سیدنا علی پر سب و شتم کا جائزہ

رافضی و نیم رافضی اور جہلم کے میراثی مرزا جہلمی کا سیدنا معاویہ پر سب سے بڑا اعتراض یہی ہے ،
یہ خبیث لوگ سیدنا معاویہ پر اعتراض کرتے ہوئے درج ذیل روایت پیش کرتے ہیں، ان کمینوں کے پاس ایک بھی صریح روایت نہیں کاتب وحی پر اعتراض کرنے کے لیے، جتنے سیدنا معاویہ پر یہ اعتراض کرتے سارے غیر صریح روایت سے رافضیت سے لتھڑے دماغ سے اپنی مرضی کا مطلب نکال کر اعتراض کرتے ہیں، جیسا کہ گندی مکھی کی مثال ہے،

بہرحال روایت ملاحظہ فرمائیں :
"سیدنا معاویہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص کو امیر بنایا تو ان سے پوچھا: "آپ کو کس چیز نے منع کیا کہ آپ ابو تراب پر تنقید نہ کریں؟" انہوں نے کہا: "تین ایسی باتیں ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں، ان کے سبب میں انہیں برا نہیں کہتا۔ میرے نزدیک ان میں سے ایک بات بھی سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری ہے۔
1:۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت فرماتے سنا جب آپ نے کسی غزوے پر جاتے ہوئے علی کو پیچھے چھوڑ دیا۔ علی نے کہا: 'یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے بچوں اور خواتین کے پاس چھوڑے جا رہے ہیں؟' آپ نے فرمایا: 'کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ آپ کی مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون کی موسی سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد نبوت ختم ہو گئی؟'
2:۔ میں نے یوم خیبر، آپ کو یہ فرماتے سنا: 'کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص سے محبت کرتے ہیں۔' ہم لوگ یہ سن کر انتظار میں رہے (کہ وہ کون ہو گا۔) پھر آپ نے فرمایا: 'علی کو بلاؤ۔' انہیں بلایا گیا تو ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا اور جھنڈا انہیں عطا فرما دیا۔ اللہ تعالی نے علی کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی۔
3:۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: "(اے پیغمبر!) آپ فرمائیے کہ آؤ، ہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو بلا لائیں اور تم اپنوں کو۔۔۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے اہل و عیال ہیں
صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ

.
اب اس روایت کے بارے رافضی اور نیم رافضی کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ سیدنا سعد بن ابی وقاص کو سیدنا علی کو گالیاں دینے کا حکم دے رہے ہیں،
یہاں پر سیدنا علی کو برا بھلا کہنے کا سیدنا معاویہ نے حکم دیا ہے یا نہیں یہ تو آگے بیان کروں گا، پہلے صحیح روایت سے یہ دیکھ لیں کہ جسے سیدنا علی پر اس وقت کے رافضی سب و شتم قرار دیتے تھے وہ کیا ہے، منبروں سے سیدنا علی کو کیا کہا جاتا تھا یہ جانتے ہیں،
چیسا کہ صحیح بخاری کا سکین آپ پوسٹ میں دیکھ سکتے ہیں،
" ایک شخص سیدنا سہل بن سعد رضی اللّٰہ عنہ کے پاس آیا اور بولا کہ امیر مدینہ منبر پر کھڑے ہو کر سیدنا علی رضی اللّٰہ عنہ کو سب و شتم کرتا ہے۔ سیدنا سہل بن سعد نے پوچھا وہ کیا کہتا ہے؟
اس نے کہا کہ انہیں " ابو تراب" کہتا ہے۔
سیدنا سہل بن سعد ہنس پڑے اور فرمایا اللّٰہ کی قسم اس نام سے تو خود رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے انہیں پکارا ہے اور آپ کے نزدیک انکا اس سے پیارا نام کوئی نہ تھا"
امام بخاری رحمہ اللّٰہ یہ روایت مناقب علی کے باب میں لائے ہیں،
رافضیو اور ان کے دلا لوں میرے سالوں یہ کیسا سب و شتم ہے جو مناقب علی میں درج ہو رہا؟
تو اس روایت سے یہ معلوم ہو گیا کہ سیدنا علی کو بنو امیہ کی طرف سے منبروں سے کیا کہا جاتا تھا یعنی ابوتراب کہا جاتا تھا اس وقت کے رافضیو نے سیدنا علی پر سب وشتم قرار دیا آج ان کی اولاد سب وشتم کہتی ہے، جبکہ ابوتراب کا لقب تو سیدنا علی

کو رسول پاک نے دیا تھا اور یہ سیدنا علی کا پسندیدہ لقب تھا، اس کی علاوہ اہل شام و بنو امیہ کی طرف سے قاتلین عثمان پر لعنت کی جاتی تھی جیسا کہ پوسٹ میں موجود تاریخ طبری کے سکین میں زیاد کا فعل مذکور ہے،اسے رافضیو نے سیدنا علی پر لعنت باور کروایا،

.

احباب گرامی دوسری بات، سعد بن ابی وقاص والی روایت کو زرا غور سے پڑھیں اس میں کہیں نام و نشان موجود ہے کہ سیدنا معاویہ نے سیدنا سعد کو کہا ہو کہ تم سیدنا علی کو برا بھلا کہو، اس حدیث سے ایک بات واضح ہے کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص سیدنا علی سے محبت کرنے والے تھے جیسا کہ ان کے سیدنا علی کے فضائل بیان کرنے سے ظاہر ہے، اگر وہ یہ سمجھتے کہ سیدنا معاویہ انہیں سیدنا علی کو برا بھلا کہنے کا حکم دے رہے ہیں تو وہ جواب میں سیدنا معاویہ کو سخت جواب دیتے اور ان پر تنقید کرتے، لیکن سیدنا سعد نے سیدنا علی کے فضائل بیان کیے اس کا واضح مطلب ہے کہ وہ سیدنا معاویہ کی بات کا یہ مطلب نہیں سمجھے تھے جو رافضیو اور نیم رافضیو نے سمجھ لیا ہے،
میں اگر آپ میں سے کسی کو کہوں کہ کیا بات ہے خارجی تو سیدنا علی پر تنقید کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے،اور آپ آگے سے رسول پاک سے سیدنا علی کے فضائل بیان کر دیں، تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ میری بات کا مطلب یہ سمجھیں ہیں کہ وہ دلائل بیان کرو جس کی وجہ سے سیدنا علی پر تنقید جائز نہیں اور جس سے ثابت ہو کہ خارجیوں کا یہ فعل غلط ہے،
یہی معاملہ یہاں ہے سیدنا معاویہ کا سیدنا سعد کو کہنا آپ کو کس بات نے روکا کہ آپ سیدنا علی پر تنقید نہیں کرتے اور سیدنا

سعد کا آگے سے فضائل علی بیان کر دینا، دراصل یہ مفہوم پیش کرتا ہے کہ سیدنا معاویہ کا مقصد لوگوں کو ان دلائل سے آگاہ کرنا تھا جن کی وجہ سے سیدنا علی پر تنقید جائز نہیں، اور سیدنا معاویہ وقتاً فوقتاً سیدنا علی کے فضائل سنانے کا بھی حکم دیا کرتے تھے اور سیدنا سعد نے وہ فضائل بیان کر دیے،
اور ایسا کرنا سیدنا معاویہ سے متعدد مرتبہ مروی ہے،
ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی کتاب الاستیعاب کا سکین آپ کے سامنے ہے ،
"ایک مرتبہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑے اصرار کے ساتھ ضرار صدائی سے کہا:
"میرے سامنے علی کے اوصاف بیان کرو۔" انہوں نے نہایت بلیغ الفاظ میں حضرت علی کی غیر معمولی تعریفیں کیں۔ سیدنا معاویہ سنتے رہے اور آخر میں رو پڑے۔
پھر فرمایا: "اللہ ابو الحسن (علی) پر رحم فرمائے، واللہ وہ ایسے ہی تھے"

.
البدائیہ والنہائیہ میں امام ابن کثیر نے لکھا
"سیدنا معاویہ کو جب سیدنا علی کی شہادت کی خبر ملی تو رونے لگے۔ ان کی اہلیہ نے ان سے کہا:
"آپ اب ان کے متعلق رو رہے ہیں جبکہ زندگی میں ان سے جنگ کر چکے ہیں۔
" آپ نے فرمایا: "افسوس! تمہیں علم نہیں کہ آج کتنے لوگ علم و فضل اور دین کی سمجھ سے محروم ہو گئے ہیں۔"
ماننا پڑے گا
رحماء بینھم

.
تو یہ ہے دیگر روایات و آثار کو مدنظر رکھتے ہوئے اس روایت کا صاف ستھرا مفہوم، جو لوگ اس سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ سیدنا معاویہ نے سیدنا سعد کو یہ حکم دیا کہ وہ سیدنا علی کو برا بھلا کہیں، ان کے دل و دماغ غلیظ ہیں، وہ ہر جگہ گند ہی تلاش کرتے ہیں، ان کی مثال اس گندی مکھی کی طرح ہے جو سارا صاف جسم چھوڑ کر زخم چاٹتی ہے،

.
ہاں اس کے برعکس سیدنا علی کے گروہ میں موجود رافضیو کی طرف سے سیدنا معاویہ پر اعلانیہ لعنت کی جاتی تھی اور ان رافضیو کی اولادیں آج بھی یہی کام کرتی ہے جیسا کہ پوسٹ میں تاریخ طبری کے حوالے میں صراحتاً یہ مذکور ہے،
آج بھی وہی باتیں ہیں، جو اس کے وقت کے رافضی کرتے تھے یعنی سیدنا معاویہ و بنو امیہ پر جھوٹے الزامات لگانا اور لعن طعن کرنا، قاتلین عثمان کے قاتلوں پر لعنت کو سیدنا علی پر لعنت باور کروانا وغیرہ وہی آج کے رافضی کرتے ہیں،
اور جو اس وقت کے مسلمان کرتے تھے سیدنا معاویہ کا دفاع کرنا اور ایسے جھوٹے الزامات کا رد کرنا وہی آج کے مسلمان بھی کرتے ہیں،

صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المؤمنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالستار الاثری · حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالجبار السلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

عَلَيْهِ))، فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ، فَقَالُوا: هَذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. [راجع: ٢٩٧٥]

رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں امید نہیں تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ نے علم انہیں کو دے دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کرا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت اوائل ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی تھی اسے جمہور مسلمانوں نے تسلیم کیا۔

٣٧٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ: ((هَذَا فُلاَنٌ - لأَمِيرِ الْمَدِينَةِ - يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ. قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا؟ قَالَ: يَقُولُ لَهُ أَبُو تُرَابٍ، فَضَحِكَ. قَالَ: وَاللَّهِ مَا سَمَّاهُ إِلاَّ النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ. فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلاً وَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ؟ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ، ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ قَالَتْ: فِي الْمَسْجِدِ. فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ: ((اجْلِسْ أَبَا تُرَابٍ)). مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٤٤١]

(۳۷۰۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص' اس کا اشارہ امیر مدینہ (مروان بن حکم) کی طرف تھا' بر سر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہے۔ ابو حازم نے بیان کیا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ اس نے بتایا کہ انہیں "ابو تراب" کہتا ہے۔ اس پر حضرت سہل ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ نام تو ان کا رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس نام سے زیادہ اپنے لئے اور کوئی نام پسند نہیں تھا۔ یہ سن کر میں نے اس حدیث کے جاننے کے لئے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے خواہش ظاہر کی اور عرض کیا اے ابو عباس! یہ واقعہ کس طرح سے ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے اور پھر باہر آ کر مسجد میں لیٹ رہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے (فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) دریافت فرمایا' تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مسجد میں ہیں۔ آپ مسجد میں تشریف لائے' دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے نیچے گر گئی ہے اور ان کی کمر پر اچھی طرح سے خاک لگ چکی ہے۔ آپ مٹی ان کی کمر سے صاف فرمانے لگے اور بولے' اٹھو اے ابو تراب اٹھو (دو مرتبہ آپ نے فرمایا)

٣٧٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ

(۳۷۰۴) ہم سے محمد بن رافع نے بیان کیا' کہا ہم سے حسین نے' ان سے زائدہ نے' ان سے ابو حصین نے' ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے محاسن کا

تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد چہارم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے شہادت حسین رضی اللہ عنہ تک

حصہ اول (۴۱ھ تا ۶۰ھ)

حضرت امام حسین اور حکومت یزید کے تفصیلی حالات

ترجمہ: سید حیدر علی طباطبائی

حضرت امیر معاویہ کے بیس سالہ دور حکمرانی کے حالات، جب مسلمان فاتحین کابل اور افغانستان کو فتح کر کے درۂ خیبر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ افریقہ میں قیروان فتح ہوا اور تونس، سوڈان میں فتح و کامرانی کا پرچم لہرایا۔ یہ کشور کشائی و تمدن آفرینی کی حیرت انگیز تاریخ ہے۔ امیر معاویہ کی وفات کے سات ماہ بعد کربلا کا خونی واقعہ پیش آیا اور تاریخ اسلام کے صفحات پر خون شہادت کی مقدس مہر ثبت ہوئی۔

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

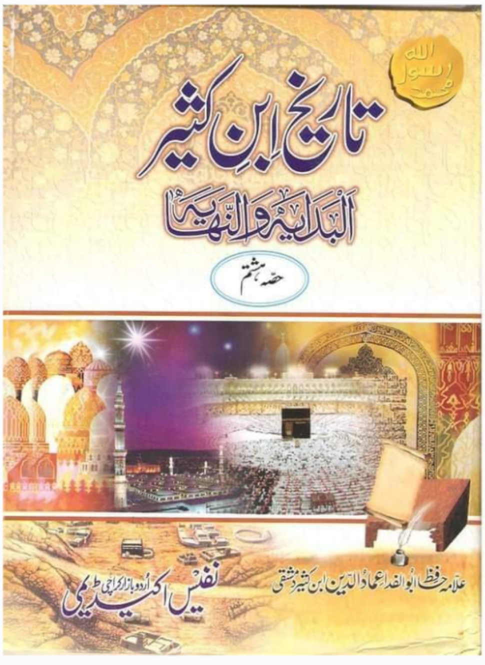
کی اجازت مانگی۔ اذن مل گیا۔ سب کہنے لگے اس کا کیا سبب ہے کہ اس شخص کی ایسی ایسی باتیں آپ سنتے ہیں اور اس کی جرأت وہ آپ پر حکومت کرتا ہے۔ اس میں دو طرح کے نقصان ہیں ایک تو آپ کی توہین ہوئی ہے دوسرے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر ہو گی تو اس شخص کی وجہ سے آپ سے آزردہ ہو جائیں گے۔ ان سب لوگوں میں زیاد حجر کے باب میں قیل وقال عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی نے کی۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ میں تو ان کو قتل کر چکا میرے بعد جو شخص والی کوفہ ہو کر آنے والا ہے اس کو بھی یہ میرے ہی مثل کا سمجھیں گے اور جس طرح میرے ساتھ پیش آئے ہوئے تم انہیں دیکھتے ہو اسی طرح وہ اس کے ساتھ بھی پیش آئیں گے وہ پہلے ہی وہلہ میں ان کو گرفتار کر لے گا اور بہت بری طرح قتل کرے گا۔ میری موت قریب ہے میری حکومت میں ضعف آ گیا۔ میں نہیں چاہتا کہ اس شہر کے نیک لوگوں سے میں قتل کی ابتداء کروں اور ان کا خون بہاؤں کہ وہ تو سعادت اخروی حاصل کریں اور میں شقاوت میں مبتلا ہو جاؤں معاویہ رضی اللہ عنہ کو تو دنیا میں عزت ملے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو قیامت میں ذلت میں اچھے کا عذر سنوں گا اور برے کو معاف کر دوں گا۔ عاقل کی ستائش کروں گا۔ جاہل کی فہمائش کروں گا یہ اس وقت تک ہے جب تک کہ مجھ میں اور ان میں موت جدائی ڈال دے۔ میرے بعد کے حکام سے جب ان کو سابقہ پڑے گا تو مجھے یاد کریں گے۔ شیوخ عرب میں سے ایک شیخ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا ذکر کر کے کہا کرتا تھا کہ واللہ! ہم نے سب کو دیکھ لیا۔ اس شخص کو سب سے بہتر پایا۔ بے گناہ کی ستائش گناہگار کی آمرزش' عذر کی پذیرائی میں سب سے بڑھ کر تھا۔ ۴۱ھ میں مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی فرمانروائی کی اور ۵۱ھ میں وفات پائی۔ اب کوفہ و بصرہ دونوں زیاد کے زیر فرمان ہو گئے۔

زیاد اور حجر بن عدی رضی اللہ عنہ:

زیاد کوفہ میں آیا قصر میں داخل ہوا پھر منبر پر گیا۔ حمد و ثنائے الٰہی بجا لا کر کہا۔ زمانہ ہمارا تجربہ کر چکا ہے اور ہم زمانہ کا۔ ہم فرمانروائی بھی کر چکے ہیں اور فرماں بری بھی۔ ہم سمجھ چکے ہیں کہ اس حکومت کے آخر میں بھی وہی مناسب ہے جو اول میں تھی۔ آسانی سے اطاعت وہ بھی ایسی کہ باطن کو ظاہر سے غائب کو حاضر سے دل کو زبان سے یگانگی رہے اور ہم جان چکے ہیں کہ رعایا کی اصلاح اس کے سوا ہو نہیں سکتی نرمی بغیر کمزوری کے سختی بغیر زیادتی کے۔ میں واللہ جو حکم تم لوگوں میں جاری کروں گا اسے قابو کے ساتھ پورا کر کے چھوڑوں گا۔ حاکم اور منبر پر بیٹھ کر غلط گوئی کرے۔ اس سے بڑھ کر خدا و خلق خدا کے سامنے کوئی غلطی نہ ہو گی۔ اس کے بعد زیاد نے عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی ستائش اور ان کے قاتلوں پر نفریں کی۔ حجر یہ سن کر اٹھے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ سے جس طرح پیش آئے تھے اب بھی وہی بات انہوں نے کی۔ زیاد عمرو بن حریث کو والی کوفہ کر کے بصرہ چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے یہ خبر سنی کہ حجر کے پاس شیعہ علی رضی اللہ عنہ کا مجمع رہتا ہے۔ یہ لوگ علانیہ معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور ان لوگوں نے عمرو بن حریث کو سنگریزے مارے۔ یہ سنتے ہی پھر کوفہ چلا آیا دارالامارۃ میں داخل ہوا پھر باہر آیا اور منبر پر گیا۔ سندس کی قبا پہنے اور خز کی سبز چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ بالوں کو درست کیے ہوئے تھا۔ حجر اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آج ان کے ساتھ مجمع بھی بہت زیادہ تھا۔ زیاد نے حمد و ثنا کے بعد کہا۔ تعدی و گمراہی کا انجام برا ہے۔ ان لوگوں کی حمایت کی گئی تو اترا گئے اور میری طرف سے مطمئن جو

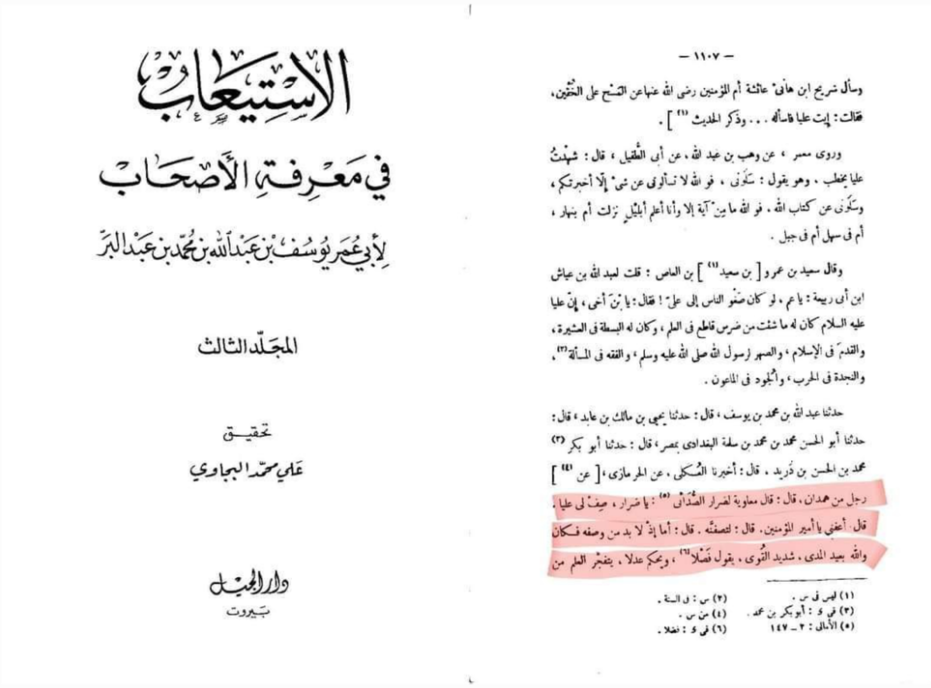


نہ کرے اپنے چچا سعد بن مسعود سے کہا' کیا آپ کو شرف اور مال داری میں کچھ دلچسپی ہے؟ اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر قید کر لو اور اسے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دو' اس کے چچا نے اسے کہا اللہ تمہارا بھلا نہ کرے اور جو تو بات لے کر آیا ہے اس کا بھی بھلا نہ کرے' کیا میں دختر رسولؐ کے بیٹے سے خیانت کروں؟ اور جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کی فوج پراگندہ ہو گئی ہے اور وہ آپ پر ناراض ہے تو آپ نے اس موقع پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ آپ اہل شام کے ساتھ سوار ہو کر مسکن مقام پر اترے ہوئے تھے۔ اور آپ کو بہلا پھسلا کر آپس میں صلح کرنے پر آمادہ کر رہے تھے' حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو آپ کے پاس بھیجا' یہ دونوں آپ کے پاس کوفہ آئے اور جس قدر آپ نے مال چاہا ان دونوں نے آپ کو دیا اور آپ نے شرط مقرر کی کہ آپ کوفہ کے بیت المال سے پانچ کروڑ درہم لیں گے اور دارابجرد کا ٹیکس آپ کے لیے ہو گا اور آپ کے سنتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی نہیں دی جائے گی اور جب وہ ایسا کر دیں گے تو آپ امارت سے دست بردار ہو جائیں گے' اس موقع پر اسے قتل کر کے آگ سے جلا دیا گیا اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔ محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابن ملجم گندم گوں' خوبرو' اور علیحدہ علیحدہ ابروؤں والا شخص تھا۔ اس کے بال کانوں کی لو تک تھے' اور اس کی پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔ علماء نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس کے قتل میں عباس بن علی کے پہنچنے کا انتظار نہیں کیا اور جس روز آپ کے والد کو قتل کیا گیا آپ چھوٹے بچے تھے' انہوں نے بیان کیا ہے کہ اسے قصاص میں نہیں بلکہ محاربت میں قتل کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

اور بلا اختلاف حضرت علیؓ ۱۷/ رمضان ۴۰ھ کو بروز جمعہ زخمی ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ اس روز فوت ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ اتوار کے روز ۱۹/ رمضان کو فوت ہوئے' الفلاس نے بیان کیا ہے کہ آپ کو اکیسویں رات کو ضرب لگی اور آپ چوبیسویں رات کو ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور یہی مشہور قول ہے' یہ قول حضرت محمد بن الحنفیہ' ابو جعفر الباقر' ابو اسحٰق السبیعی اور ابوبکر بن عیاش کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۶۳ یا ۶۴ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور حضرت ابو جعفر الباقر سے ۶۵ سال کی روایت بھی بیان ہوئی ہے' آپ کی خلافت چار سال نو ماہ رہی اور بعض کا قول ہے کہ ۴ سال ۸ ماہ ۲۳ دن رہی۔

اور جریر نے بحوالہ مغیرہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ بن ابی طالب کی وفات کی خبر حضرت معاویہؓ کے پاس آئی تو آپ ایک گرم دن میں اپنی بیوی فاختہ بنت قرظہ کے ساتھ سوئے ہوئے تھے آپ نے بیٹھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رونے لگے تو فاختہ نے آپ سے کہا' گذشتہ کل کو آپ ان کے عیب نکالتے تھے اور آج ان پر روتے ہیں آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو میں اس لیے روتا ہوں کہ لوگوں نے ان کے علم و حلم' فیصلوں' اقدمیت اور بھلائی کو کھو دیا ہے۔

اور ابن ابی الدنیا نے کتاب مکائد الشیطان میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے شامی امراء میں سے ایک شخص ایک شب اپنے بیٹے سے ناراض ہوا اور اسے اپنے گھر سے باہر نکال دیا وہ لڑکا باہر نکل گیا اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جائے پس وہ باہر دروازے کے پیچھے بیٹھ گیا اور کچھ دیر سو گیا پھر جاگ پڑا اور اس کے دروازے کو ایک سیاہ جنگلی بلا خراش لگا رہا تھا پس ان کا گھریلو بلا اس کے پاس آیا تو جنگلی بلے نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے دروازہ کھول دے اس نے کہا میں طاقت نہیں رکھتا اس نے کہا مجھے کوئی



الاستيعاب

في معرفة الأصحاب

لأبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر

المجلد الثالث

تحقيق

علي محمد البجاوي

دار الجيل

بيروت

— ١١٠٧ —

وسأل شريح ابن هانئ عائشة أم المؤمنين رضى الله عنها عن المسح على الخفين، فقالت: إيت عليا فاسأله . . . وذكر الحديث [(١)] .

وروى معمر ، عن وهب بن عبد الله ، عن أبي الطفيل ، قال : شهدت عليا يخطب ، وهو يقول : سلوني ، فو الله لا تسألوني عن شيء إلا أخبرتكم ، وسلوني عن كتاب الله ، فو الله ما من آية إلا وأنا أعلم أبليل نزلت أم بنهار ، أم في سهل أم في جبل .

وقال سعيد بن عمرو [بن سعيد(٢)] بن العاص : قلت لعبد الله بن عياش ابن أبي ربيعة : يا عم ، لو كان صغو الناس إلى علي ! فقال : يا بن أخي ، إن عليا عليه السلام كان له ما شئت من ضرس قاطع في العلم ، وكان له البسطة في العشيرة ، والقدم في الإسلام ، والصهر لرسول الله صلى الله عليه وسلم ، والفقه في السنة(٢) ، والنجدة في الحرب ، والجود في الماعون .

حدثنا عبد الله بن محمد بن يوسف ، قال : حدثنا يحيى بن مالك بن عابد ، قال : حدثنا أبو الحسن محمد بن محمد بن سلمة البغدادي بمصر ، قال : حدثنا أبو بكر(٣) محمد بن الحسن بن دريد ، قال : أخبرنا العكلي ، عن الحرمازي ، [عن(٤)] رجل من همدان ، قال : قال معاوية لضرار الصدائي(٥) : يا ضرار ، صف لي عليا . قال : أعفني يا أمير المؤمنين . قال : لتصفنه . قال : أما إذ لا بد من وصفه فكان والله بعيد المدى ، شديد القوى ، يقول فصلا(٦) ، ويحكم عدلا ، يتفجر العلم من

(١) ليس في س .
(٢) س : في السنة .
(٣) في ى : أبو بكر بن محمد .
(٤) من س .
(٥) الأمالي : ٢ — ١٤٧
(٦) في ى : فضلا .

منبروں سے گالیاں دینے والی بونگی ،عقل کے میزان میں

اِدھر بیٹا باپ سے گالی نہیں سنتا،
اُدھر رافضیو اور نیم رافضیو نے لوگو کو پھدو لگایا ہوا ہے کہ سیدنا معاویہ کے دور سے لے کر عمر بن عبدالعزیز کے دور تک منبروں سے سیدنا علی کو گالیاں دی جاتی رہی،
اور اندھے بھگت اسے بھی سچ مان کر بیٹھے ہیں،
.
حیرانی والی بات نہیں کہ آج رافضی اور نیم رافضی ان پر بھی بھونکتے ہیں جنھوں نے سیدنا علی کو منبروں سے گالیاں نہیں دی یعنی سیدہ عائشہ، سیدنا طلحہ و زبیر ،اسی طرح دیگر کبار صحابہ کرام،
تو جو ان کے مطابق ایک عرصے تک منبروں سے گالیاں دیتے رہے ان پر بھونکنے والا کوئی رافضی اس وقت موجود نہیں تھا؟انہیں تو

بنو امیہ کی ٹانگوں کو پڑ جانا چاہیے تھا،

.

ہمیں تو کسی رافضی نسل کا حوالہ نہیں ملتا جو اس منبروں سے گالیاں دینے والوں کے خلاف اس وقت بھونکتا ہو جیسے آج ان پر بھونکتا ہے جو گالیاں نہیں دیتے تھے،
منبروں سے گالیاں دینے والی گپ کے جواب میں یہ ایک دلیل ہی اتنی مضبوط ہے کہ کسی رافضی اور نیم رافضی سے اس کا جواب نہیں دیا جانا،

.

دوسری بات! رافضیو اور نیم رافضیو کے مطابق سیدنا معاویہ کے دور سے لے کر عمر بن عبدالعزیز کے دور تک منبروں سے سیدنا علی کو گالیاں دی جاتی رہی، یہ ایک طویل عرصہ بنتا ہے اس طویل عرصے میں اہل بیت و آل رسول کے کسی فرد سے ایک اتنا سا جملہ نہیں ملتا کہ
"اے بنو امیہ! علی کو منبروں سے گالیاں کیوں دیتے ہو"
یہ ایک جملہ کہنے کی ہمت بھی نہیں تھی کیا کسی آل رسول کے فرد میں؟
لڑائی نہیں کر سکتے تھے، احتجاج نہیں کر سکتے تھے، دھرنا نہیں دے سکتے تھے، شکایت نہیں کر سکتے تھے،
اوئے عقل اندھو جاہلوں، وہ پوچھ تو سکتے تھے کہ گالیاں کیوں دے رہے ہو،
تم آج بنو امیہ پر ہر جگہ تبرا کرو اس بات کو لے کر اور آل رسول میں کوئی تیرے جتنی غیرت رکھنے والا بھی نہیں تھا جو اس سیدنا علی کی توہین کے خلاف بولتا،
جاؤ کوئی ایک حوالہ لے کر آؤ آل رسول کے کسی فرد کا کہ جس

نے کوئی ایک جملہ ہی منہ سے نکالا ہو اس طویل عرصے میں،
یہ واضح دلیل ہے کہ منبروں سے گالیاں دینے والی بات نرا جھوٹ ہے رافضیو اور نیم رافضیو کا ،

.

تیسری بات!

رافضیو اور نیم رافضیو کے مطابق تو بنو امیہ کے خلفاء کو اور کوئی کام ہی نہیں تھا سوائے سیدنا علی اور آل علی کے خلاف کاروائی کرنے کے، ان جاہلوں کو یہ نہیں معلوم آدھی دنیا پر اسلام کا پرچم سیدنا معاویہ کے دور میں لہرایا گیا وہ اتنے ویلے نہیں تھے جتنے تم لوگ ہو جو ہر وقت سیدنا معاویہ کے خلاف اقوال ڈھونڈتے رہتے ہو، وہ اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے اور کامیابیاں سمیٹی، وہ بحری بیڑے بناتے رہے نہ کہ منبروں پر بیٹھ کر ایک فوت شدہ شخصیت پر تبرا کرتے رہے، وہ جہاد کرتے رہے نہ کہ سیدنا علی کی مخالفت کرنے والے بندے ڈھونڈتے رہے، وہ علاقے فتح کرتے رہے نہ کہ آل علی کو حکمران بننے سے روکتے رہے، وہ نبی پاک کی بشارتوں کے مصداق بنتے رہے نہ کہ تبرے کرتے رہے،

.

آخری بات!

یہ منبروں پر تبرا بازی تم ویلے مشٹنڈوں کا ہی کام ہے، اتنے جاہل ہیں یہ رافضی اور نیم رافضی بیانیہ ان کا یہ ہے کہ سیدنا معاویہ کے دور میں فوت شدہ سیدنا علی پر منبروں سے تبرا بازی کی جاتی اور خود اسی سنت کو اپنا رکھا ہے اور منبروں پر بیٹھ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب پر بھونکتے پائے جاتے ہیں،

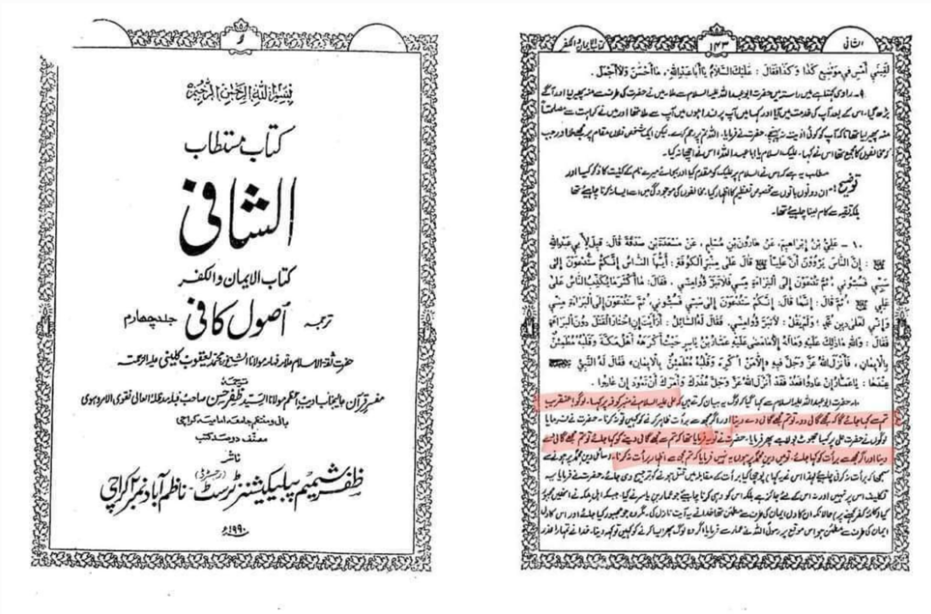
ان رافضیو و نیم رافضیو کے عمل سے معلوم ہوتا ہے یہ سنت ان

کے آباء و اجداد میں سے کسی کی ہے نہ کہ بنو امیہ کی،
"بنو امیہ کے خلفاء کے ہدایت پر ہونے کی ایک یہی دلیل کافی ہے کہ سبائی و رافضی انہیں برا سمجھتے ہیں"
.
اگلی پوسٹ میں اس ضمن میں جو رافضی اور نیم رافضی حدیث پیش کرتے ہیں اس کا عادلانہ جائزہ پیش کیا جائے گا ان شاء اللّٰہ

منبروں سے گالیاں دینے والے شیعان علی تھے

اہل سنت کے نزدیک تو یہ سفید جھوٹ ہے کہ سیدنا علی کو منبروں سے گالیاں دی جاتی تھیں ،لیکن رافضیو اور نیم رافضیو کے نزدیک یہ حقیقت ہے کہ سیدنا علی کو منبروں سے گالیاں دی جاتی تھیں،
اگر یہ مان لیں تو یہ گالیاں دینے والے شیعان علی تھے نہ کہ بنو امیہ،
شیعہ روافض کی سب سے معتبر کتاب میں شیعان علی کو یہ گالیاں دینے کی اجازت سیدنا علی نے خود دی تھی،
یہ جس کتاب کا حوالہ ہے بعض شیعہ کے نزدیک اس کی تصدیق شیعہ کے بارہویں غائب امام اور اس کے نائبین نے کر رکھی ہے،
اصول کافی میں کلینی شیعہ روایت بیان کرتا ہے،
"سیدنا علی نے کوفہ کے منبر پر کھڑے ہو کر کہا،
لوگو! عنقریب تم سے کہا جائے گا کہ مجھ کو گالی دو تو تم مجھے گالی دے دینا..."
شیعہ کی اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی نے گالیاں دینے کی اجازت خود دی تھی شیعان علی کو ، اس لیے

سیدنا علی کو منبروں سے گالیاں دی جاتیں تھیں شیعان علی کی طرف سے،جسے بعد میں شیعوں نے بنو امیہ کے کھاتے میں ڈال دیا، یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی صحیح سند سے موجود ہے پوسٹ میں سکین ملاحظہ فرما لیں،





تین صحابہ نے سیدنا علی کے گروہ سے علیحدگی کیوں اختیار کی

رافضی و نیم رافضی دن رات یہ بکواس کرتے نظر آتے ہیں کہ سیدنا معاویہ کے دور میں سیدنا علی پر سب وشتم کیا جاتا تھا، آج میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ کس پر سب وشتم ہوتا تھا اور کون کرتا تھا،

.

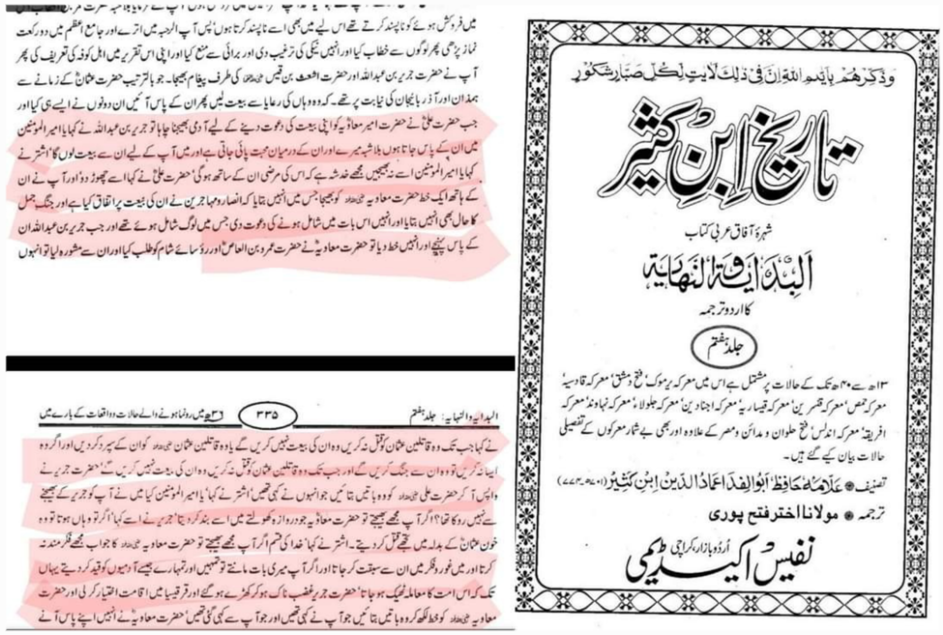
جنگ جمل سے پہلے ہی سیدنا عثمان کے باغی قاتلوں نے سیدنا علی کے گرد گھیرا ڈال لیا تھا لیکن جنگ جمل کے بعد یہ گھیرا مزید تنگ کر دیا تاکہ سیدنا علی کسی طرح آزادانہ فیصلے نہ کر سکیں،
سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان کے دور میں ہمدان کے گورنر تھے، اس کے بعد جب انہیں سیدنا علی نے بیعت کی دعوت بھیجی تو انہوں نے سیدنا علی کے پاس آ کر ان کی بیعت کر لی،

.

جریر بن عبداللہ نے سیدنا علی سے کہا :
آپ مجھے معاویہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجیے کیونکہ میری ان سے دوستی ہے۔ میں انہیں آپ کی اطاعت کے لیے قائل کر لوں گا،
سیدنا علی کے پاس مالک اشتر تھا وہ سیدنا علی سے کہتا ہے :
آپ انہیں ہرگز معاویہ کے پاس نہ بھیجیے کیونکہ میرے خیال میں یہ دل سے معاویہ کے ساتھ ہیں۔
سیدنا علی نے کہا :
انہیں جانے دیجیے تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ یہ وہاں سے کیا خبر لاتے ہیں۔
سیدنا علی نے سیدنا جریر بن عبداللہ کے ہاتھ ایک خط بھی بھیجا جس میں سیدنا علی نے سیدنا معاویہ کو اپنی بیعت کی دعوت

دی تھی اور یہ لکھا تھا کہ مہاجرین و انصار نے ان کی بیعت کر لی ہے، جب سیدنا جریر شام پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ اہل شام سیدنا عثمان کی شہادت پر روتے ہیں اور انہوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قاتلین عثمان کو قتل نہ کریں گے، وہ اپنی بیویوں سے تعلق نہ کریں گے۔
سیدنا جریر نے واپس آ کر سیدنا علی کو ساری بات سنائی تو اشتر کہنے لگا:
میں نے آپ کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ جریر کو قاصد بنا کر نہ بھیجیں۔ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ اس کے دل میں آپ کی جانب سے عداوت اور کینہ بھرا ہوا ہے۔ اس کے بھیجنے سے بہتر تھا کہ آپ مجھے قاصد بنا کر روانہ کر دیتے۔ یہ مزے سے معاویہ کے پاس رہا اور جو دروازہ اپنے لیے کھلوانا چاہا، اسے کھلوا لیا ہو گا اور جسے بند کروانا چاہا، اسے بند کروا دیا،
سیدنا جریر نے کہا :
اگر تم شام جاتے تو وہ تمہیں تو ضرور قتل کر دیتے کیونکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ تم سیدنا عثمان کے قاتلوں میں سے ہو۔
اشتر کہتا ہے : واللّٰہ جریر! اگر میں جاتا تو ان کے جواب کا انتظار نہ کرتا اور معاویہ پر ایسا حملہ کرتا کہ انہیں ہر فکر سے نجات دلا دیتا۔ اگر امیر المومنین (علی) میری بات تسلیم کریں تو میں تمہیں اور تم جیسے آدمیوں کو ایسے قید خانے میں بند کروں کہ جہاں سے اس وقت تک تم نہ نکل سکو، جب تک یہ معاملات طے نہ ہو جائیں۔
سیدنا جریر اس پر غضبناک ہوئے اور معاملات سے الگ ہو کر قرقیسیا چلے گئے
یہ واقعہ ابن کثیر کے علاوہ فتوح ابن الاثم میں ، ابوحنیفہ دینوری

نے اخبار الطوال میں، مسعودی نے مروج الذھب میں بیان کیا ہے
.
تاریخ دمشق میں ابن عساکر نے نقل کیا ہے
"سیدنا جریر کے ساتھ، سیدنا حنظلہ اور سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنھم بھی شامل تھے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ ہم ایسے شہر میں نہیں رہیں گے جس میں سیدنا عثمان کو گالیاں دی جاتی ہیں"
.
تین صحابہ کرام نے اس وجہ سے سیدنا علی کے "حق والے" گروہ سے علیحدگی اختیار کر کے کوفہ چھوڑا کہ سیدنا علی کے گروہ والے سیدنا عثمان کو گالیاں نکالتے تھے،
اور یہاں رافضیو اور نیم رافضیو نے پھدو لگایا ہوا ہے اپنی عوام کو کہ سیدنا معاویہ کے دور میں سیدنا علی پر سب وشتم کیا جاتا تھا ،
جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کام کا آغاز کرنے والے سیدنا علی کے گروہ والے تھے، میں نے گذشتہ پوسٹوں میں یہ ثابت کیا ہے کہ سیدنا علی کے گروہ میں ہر طرح کا مجرم موجود تھا یہ گالی باز بھی تھے


میں فروکش ہوئے کو ناپسند کرتے تھے اس لیے میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں پس آپ الرحبہ میں اترے اور جامع اعظم میں دو رکعت نماز پڑھی پھر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں نیکی کی ترغیب دی اور برائی سے منع کیا اور اپنی اس تقریر میں اہل کوفہ کی تعریف کی پھر آپ نے حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت اشعث بن قیس کی طرف پیغام بھیجا۔ جو بالترتیب حضرت عثمانؓ کے زمانے سے ہمذان اور آذر بائیجان کی نیابت پر تھے۔ کہ وہ وہاں کی رعایا سے بیعت لیں پھر ان کے پاس آئیں ان دونوں نے ایسے ہی کیا اور جب حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو اپنی بیعت کی دعوت دینے کے لیے آدمی بھیجنا چاہا تو جریر بن عبداللہ نے کہا یا امیر المومنین میں ان کے پاس جاتا ہوں بلاشبہ میرے اور ان کے درمیان محبت پائی جاتی ہے اور میں آپ کے لیے ان سے بیعت لوں گا' اشتر نے کہا یا امیر المومنین اسے نہ بھیجیں مجھے خدشہ ہے کہ اس کی مرضی ان کے ساتھ ہو گی' حضرت علیؓ نے کہا اسے چھوڑ دو' اور آپ نے ان کے ہاتھ ایک خط حضرت معاویہ کو بھیجا جس میں انہیں بتایا کہ انصار و مہاجرین نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا ہے اور جنگ جمل کا حال بھی انہیں بتایا اور انہیں اس بات میں شامل ہونے کی دعوت دی جس میں لوگ شامل ہوئے تھے اور جب جریر بن عبداللہ ان کے پاس پہنچے اور انہیں خط دیا تو حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ اور رؤسائے شام کو طلب کیا اور ان سے مشورہ لیا تو انہوں

البدایہ والنہایہ: جلد ہفتم ۳۳۵ ۳۶ھ میں رونما ہونے والے حالات و واقعات کے بارے میں

نے کہا جب تک وہ قاتلین عثمان کو قتل نہ کریں وہ ان کی بیعت نہیں کریں گے یا وہ قاتلین عثمان کو ان کے سپرد کر دیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ ان سے جنگ کریں گے اور جب تک وہ قاتلین عثمان کو قتل نہ کریں وہ ان کی بیعت نہیں کریں گے' حضرت جریر نے واپس آ کر حضرت علی کو وہ باتیں بتائیں جو انہوں نے کہی تھیں' اشتر نے کہا' یا امیر المومنین کیا میں نے آپ کو جریر کے بھیجنے سے نہیں روکا تھا؟ اگر آپ مجھے بھیجتے تو حضرت معاویہؓ جو دروازہ کھولتے میں اسے بند کر دیتا' جریر نے اسے کہا' اگر تو وہاں ہوتا تو وہ خون عثمانؓ کے بدلہ میں تجھے قتل کر دیتے۔ اشتر نے کہا' خدا کی قسم اگر آپ مجھے بھیجتے تو حضرت معاویہ کا جواب مجھے فکر مند نہ کرتا اور میں غور و فکر میں ان سے سبقت کر جاتا اور اگر آپ میری بات مانتے تو تمہیں اور تمہارے جیسے آدمیوں کو قید کر دیتے یہاں تک کہ اس امت کا معاملہ ٹھیک ہو جاتا' حضرت جریر غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور قرقیسیا میں اقامت اختیار کر لی اور حضرت معاویہ کو خط لکھ کر وہ باتیں بتائیں جو آپ نے کہی تھیں اور جو آپ سے کہی گئی تھیں' حضرت معاویہؓ نے انہیں اپنے پاس آنے

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد ہفتم

۱۳ھ سے ۴۰ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے اس میں معرکہ یرموک' فتح دمشق' معرکہ قادسیہ' معرکہ حمص' معرکہ قنسرین' معرکہ قیساریہ' معرکہ اجنادین' معرکہ جلولاء' معرکہ نہاوند' معرکہ افریقہ' معرکہ اندلس' فتح حلوان و مدائن و مصر کے علاوہ اور بھی بے شمار معرکوں کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں۔

تصنیف ● علامہ حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر

ترجمہ ● مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

تراثنا

الأخبار الطوال

تأليف

أبي حنيفة

أحمد بن داود الدينوري

(٢٨٢ه)

تحقيق

عبد المنعم عامر

إدارة إحياء التراث

وزارة الثقافة والإرشاد القومي

مراجعة

الدكتور جمال الدين الشيال

أستاذ التاريخ الإسلامي بكلية الآداب

بجامعة الإسكندرية

وزارة الثقافة والإرشاد القومي

الإقليم الجنوبي

الإدارة العامة للثقافة

يَرَوْنَ الطِّعَانَ خِلَالَ العَجَاجِ … وَضَرْبَ القَوَانِسِ فِي النَّقْعِ دِيناً

هُمُ هَزَمُوا الجَمْعَ جَمْعَ الزُّبَيْرِ … وَطَلْحَةَ وَالمَعْشَرَ النَّاكِثِينَا

فَإِنْ يَكْرَهِ القَوْمُ مُلْكَ العِرَاقِ … فَقِدْماً رَضِينَا الَّذِي تَكْرَهُونَا

فَقُولُوا لِكَعْبٍ أَخِي وَائِلٍ … وَمَنْ جَعَلَ الغَثَّ يَوْماً سَمِينَا

جَعَلْتُمْ عَلِيّاً وَأَشْيَاعَهُ … نَظِيرَ ابْنِ هِنْدٍ أَمَا تَسْتَحُونَا

ولما رجع جرير إلى عليّ كَثُرَ قول الناس في التُّهَمَة له ، واجتمع هو والأشتر عند عليّ ، فقال الأشتر : « أما والله يا أمير المؤمنين ، لو أرسلتني فيما أرسلت فيه هذا لَمَا أَرْخَيْتُ من خناق معاوية ، ولم أَدَعْ له بابا يرجو فتحه إلا سَدَدْتُه ، وَلَأَعْجَلْتُه عن الفِكْرَة » ، قال جرير : « فما يمنعك من إتيانهم ؟ ! » ، قال الأشتر : « الآن وقد أفسدتهم ، والله ما أحسبك أتيتهم إلا لتتخذ عندهم مودّة ، والدليل على ذلك كثرة ذِكْرِكَ مساعدتهم وتخويفنا بكثرة جموعهم ؛ ولو أطاعني أمير المؤمنين لَحَبَسَكَ وأشباهك من أهل الظِّنَّة مَحْبَساً لا يخرجون منه حتى يَسْتَتِبَّ هذا الأمر » . فغضب جرير مما استقبله به الأشتر ، فخرج من الكوفة ليلاً في أناس من أهل بيته ، فلحق بقَرْقِيسِيا ، وهي كورة من كُوَر الجزيرة ، فأقام بها .

وغضب عليّ لخروجه عنه ، فركب إلى داره ، فأمر بمجلس له فأُحْرِقَ ؛ فخرج أبو زُرْعَة بن عمرو ابن عم جرير ، فقال : « إن كان إنسانٌ قد أجرم فإنّ في هذه الدار أناساً كثيراً لم يجرموا إليك جُرْماً ، وقد رَوَّعْتَهم » ، فقال عليّ : « أستغفر الله » . ثم خرج منها إلى دار لابن عم جرير ، يقال له ثُوَيْر بن عامر ، وقد كان خرج معه ، فَشَعَّثَ فيها شيئاً ، ثم انصرف .

قالوا : ولما فرغ عليّ رضي الله عنه من أصحاب الجمل خافه عُبَيْد الله بن عمر أن يقتله بالهُرْمُزَان ، فخرج حتى لحق بمعاوية ، فقال معاوية لعمرو : « قد أحيا الله لنا ذِكْرَ عمر بن الخطاب رضي الله عنه بقدوم عُبَيْد الله ابنه علينا » . قال :

تاريخ مدينة دمشق

وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل أو اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها

تصنيف

الإمام العالم الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي

المعروف بابن عساكر

٤٩٩ هـ - ٥٧١ هـ

دراسة وتحقيق

محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي

الجزء التاسع والثلاثون

عثمان بن عفان

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

عُيينة ، عن مِسْعَر عن[١] مهاجر التيمي ، عن ابن عمر ، قال : لا تسبُّوا عُثْمَان ، فإنا كنا نعدّه من خيارنا .

أَخْبَرَنَا أبو بكر بن المَزْرَفي[٢] ، نا أبو الحسين بن المهتدي .

ح **وَأَخْبَرَنَا** أبو القاسم بن السَّمَرْقَنْدي ، أنا أبو الحسين بن النَّقُّور ، أنا عيسى بن عَلي ، أنا عَبْد الله بن محمّد ، نا داود بن عمرو ، نا جرير ، عن مغيرة قال :

تحوّل جرير بن عَبْد الله ، وحنظلة ، وعَدي بن حاتم من الكوفة إلى قرقيسياء[٣] وقالوا : لا نقيم ببلدٍ يُشتم فيه عُثْمَان[٤] .

أَخْبَرَنَا أبو القاسم هبة الله بن أحمَد بن عمر ، أنا أبو طالب محمّد بن عَلي العُشَاري ، نا محمَّد بن أحمَد بن إسْمَاعيل بن سَمْعُون - إملاءً - نا أحمَد بن محمّد بن سَلْم المخرمي ، نا حفص بن عمرو الرَّبالي ، نا حمّاد بن واقد الصَّفار ، نا جِسْر أبو جعفر قال :

عدنا أبا جابر العُطاردي في مرضه الذي مات فيه ، فتحامَل فجلس إلينا ، فقال : حيَّاكم الله بالسلام ، وأحَلّنا وإياكم دار السلام ، اتّقوا الله تعالى ولا تسبُّوا علياً ، وأبغضوا من يسبّه ، واتّقوا الله ولا تسبُّوا عُثْمَان ، وأبغضوا من يسبّه .

أَخْبَرَنَا أبو عَلي الحسَن بن أحمَد في كتابه ، أنا أبو بكر أحمَد بن الفضل بن محمَّد ، أنا [أبو][٥] عَبْد الله بن مَنْدَه ، أنا القاسم بن القاسم بن عَبْد الله السَّيَّاري ، قال : قال جدي أحمَد بن سَيّار : نا محمَّد بن عَلي ، نا أبي - يعني : بن الحسَن بن شقيق - أنا بشير أبو نصر ، قال :

(١) بالأصل وم و « ز » ، « بن » تصحيف ، والصواب ما أثبت ، راجع ترجمة مسعر بن كدام في تهذيب الكمال ٥١/١٨ .

(٢) الأصل : المرزقي ، والمثبت عن م ، والفاء بدون إعجام في « ز » .

(٣) قرقيسياء : بالمد ، ويقال بياء واحدة ، بلد على نهر الخابور قرب رحبة مالك بن طوق (معجم البلدان) .

(٤) بعدها في « ز » : آخر الجزء الثاني والثلاثين بعد الثلاثمئة من الأصل .

وكتب على هامشها :

بلغت سماعاً بقراءتي وعرضاً بالأصل على القاضي بقية السلف . أبي نصر محمد بن هبة الله بن محمد الشيرازي بسماعه من المصنف والملحق فبالإجازة ، وابناه أبو الفضل محمد وأبو المفاخر علي والفقيهان أبو عبد الله محمد بن حسان بن رافع العامري ، وأبو محمد عبد العزيز بن عثمان بن أبي طاهر الاربلي ، وكتب محمد بن يوسف بن محمد البرزالي الاشبيلي يوم الثلاثاء ، الثالث عشر من ذي القعدة سنة تسع عشرة وستمائة بدمشق حرسها الله ، والحمد لله وحده وصلاته على محمد نبيه وسلّم .

(٥) زيادة عن م ، و « ز » .

عمار بن یاسر اور رافضی زریت

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں، یہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا :
"عمار مشاشہ (ہڈی کا وہ نرم حصہ جسے چبایا جا سکتا ہے) تک ایمان سے بھرا ہوا ہے "

علامہ البانی نے صحیح ابن ماجہ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے،

.

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ وہ صحابی رسول ہیں جن کا نام استعمال کرکے رافضی زریت اپنا چورن بیچ رہی ہے، جہلم کا مراثی مرزا جہلمی سیدنا معاویہ پر کتوں کی طرح بھونک مارتا ہے اور ساتھ دلیل بناتا ہے کہ جی بخاری میں حدیث ہے کہ
رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا :
"عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا تم انہیں جنت کی طرف بلاؤ گے وہ تمہیں جہنم کی طرف بلائیں گے "
کیوں جی! سب نے سن رکھی ہے نہ جہلم کے مراثی سے یہ حدیث، اب اس حدیث میں ہے کہ عمار باغی گروہ کو جنت کی طرف بلائے گا، جب کہ مرزا جہلمی کے آقاؤں کے مذہب میں عمار خود جہنمی ہے، چنانچہ رافضیو کے علامہ ملا باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب کا سکین آپ کے سامنے ہے ،مجلسی اپنی تفسیر العیاشی سے روایت نقل کرتا ہے کہ :
"عیاشی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو چار اشخاص، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان، اور ابوزر کے سوا سب مرتد ہو گئے،
راوی نے پوچھا عمار کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟
حضرت نے فرمایا :اگر ان کا پوچھتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہیں ہوا ہو تو وہ یہی تین اشخاص تھے "

.

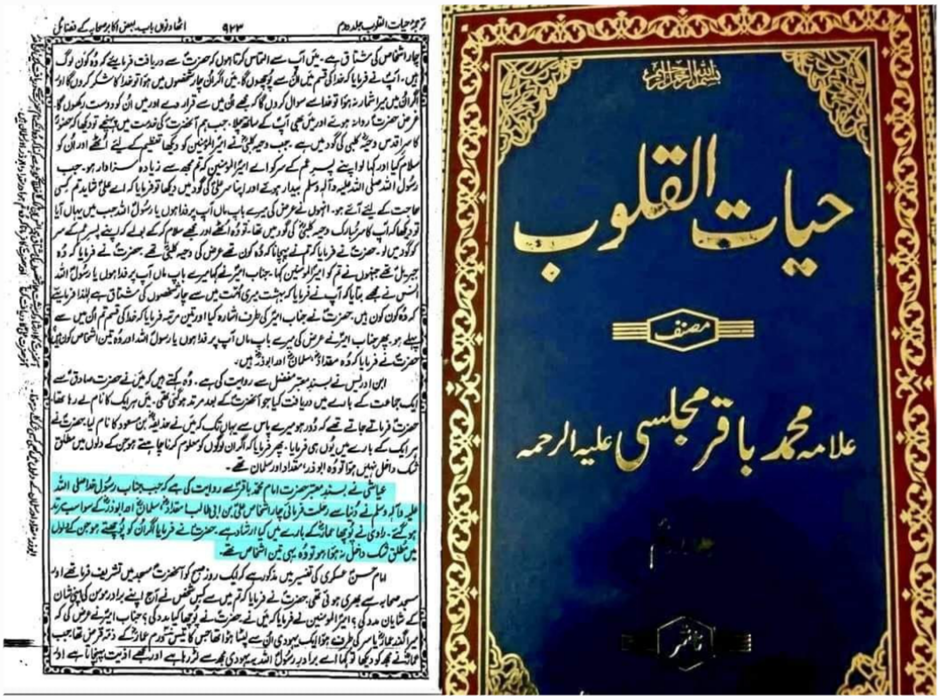
اب روافض کی اس صحیح روایت کے مطابق وفات رسول کے بعد سیدنا علی، سیدنا مقداد، سیدنا سلمان ،اور سیدنا ابوزر کے علاوہ

تمام صحابہ کرام مرتد ہو گئے تھے بشمول سیدنا عمار کے،
اس روایت کا کوئی رافضی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ یہ واحد روایت ہے شیعہ دھرم میں جس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد مرتد ہونے والوں میں سیدنا علی کا استثناء ہے،
اگر رافضی اس روایت کا انکار کرتا ہے تو دوسری شیعہ روایات کے مطابق سب مرتد ہو گئے سوائے صرف سیدنا مقداد، سیدنا سلمان اور ابوزر ان تینوں کے، باقی کسی روایت میں سیدنا علی کا نام نہیں جس بنا پر سیدنا علی بھی مرتد ہونے والو میں شامل ہو جاتے ہیں، سیدنا علی کو مرتد ہونے سے یہی روایت بچاتی ہے شیعہ کی لہذا دنیا کا کوئی رافضی اس روایت کا انکار نہیں کر سکتا،

.

تو جو عمار بن یاسر خود مرزا جہلمی کے باپوں کے نزدیک مرتد ہو گیا وہ باغیوں کو جنت کی طرف کیسے بلا سکتا ہے، لہذا اس طرح تو سیدنا معاویہ پر بھونکا نہیں جا سکتا اس لیے رافضی خود تو بھونک نہیں سکتے سیدنا عمار کا نام استعمال کرکے سیدنا معاویہ پر کیونکہ سیدنا عمار روافض کے نزدیک مرتد ہو گئے تھے،
اس لیے روافض اپنے دلال پیدا کرتے ہیں مرزا جہلمی،اسحاق جھالوی، حنیف قریشی جیسوں کی صورت میں، پھر یہ دلال اہل سنت کا لبادہ اوڑھ کر وہ روایت پیش کرتے ہیں کہ
"عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا عمار انہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ عمار کو جہنم کی طرف"
اس طرح ان دلالوں کے زریعہ سیدنا معاویہ پر بھونکنے کا دروازہ کھولا جاتا ہے اہل سنت کے اندر،
ہمارا ان رافضی دلالوں سے سوال ہے کہ جب تمہارے آقاؤں کے

مذہب میں سیدنا عمار بن یاسر وفات رسول کے بعد مرتد ہو گئے تھے تو پھر باغی گروہ کو جنت کی طرف کیسے بلاتے رہے پھر تو تم لوگو کو یہ کہنا چاہیے باغی گروہ والے عمار کو جنت کی طرف بلاتے رہے،



"فیکٹ"

سیدنا علی کے بھائی سیدنا عقیل بن ابی طالب سیدنا معاویہ کے گروہ و مصاحب میں شامل تھے،
اور سیدنا معاویہ کے بھائی زیاد بن ابی سفیان سیدنا علی کے معتمد خاص اور سیدنا علی کی طرف سے فارس کے گورنر مقرر تھے،

اس سے اندازہ لگائیں یہاں قطعیت کے ساتھ حق کا تعین کرنا کہ کس طرف تھا ممکن ہے یا نہیں،
سگے بھائیو کو پتہ نہیں چلا چودہویں صدی کے نیم رافضی مولویو کو پتہ چل گیا ہے کہ کون حق پر تھا کون خطا پر ،

چاروں حق پر ہو سکتے ہیں تو دو کیوں نہیں

.

ایک دیوبندی سے میں نے پوچھا اپنے امام ابو حنیفہ کی کوئی ایک آدھ اجتہادی خطا بتا دے، لیکن وہ دیوبندی اپنے امام کی اجتہادی خطا نہ بتا سکا، جبکہ صحابہ کرام کی اجتہادی خطائیں دیوبند کے پنڈت دھرلے سے بتاتے نظر آتے ہیں، یہ بھی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنے امام کو رافضیو کی طرح معصوم سمجھا ہوا ہے،

.

امام ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
" اسی طرح وہ سب متاول تھے جنہوں نے سیدنا علی سے صفین کے دن جنگ کی، رہے اہل جمل تو انہوں نے ہرگز سیدنا علی سے لڑائی کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی سیدنا علی نے ان سے لڑائی کا قصد کیا، وہ تو بصرہ میں قاتلین عثمان کے متعلق غور و فکر کرنے اور ان پر اللہ کا حکم قصاص نافذ کرنے کی غرض سے جمع ہوئے تھے، قاتلین عثمان نے جب خود پر اللہ کا فیصلہ قصاص نافذ کیے جانے کا خطرہ محسوس کیا وہ کئی ہزار کی تعداد میں تھے انہوں نے چپکے سے لڑائی کے شعلے بھڑکا دیے، حتی کہ فریقین نے جب دیکھا کہ لڑائی سر پر آ گئی ہے تو ہر کوئی اپنے دفاع پر مجبور ہو گیا اور یہ بات صریحاً تاریخی روایات میں منقول ہے
اور یہ عجیب بات ہے کہ ہم امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام لیث، امام سفیان، امام احمد بن حنبل اور امام داؤد رحمہ اللہ اجمعین کے لیے تو قصاص، حدود اور معاملات میں اجتہاد کو درست قرار دیتے ہیں،
حالانکہ ایک مجتہد کسی معاملے میں قصاص و حد کا فیصلہ دیتا

ہے تو دوسرا اس کا انکار کرتا ہے، ایک مال کو حلال دوسرا حرام، ایک مباح سمجھتا ہے تو دوسرا حرام، ایک عمل کو فرض تو دوسرا اس کو ساقط کر دیتا ہے، یہ اختلاف تو ان مجتہدین کا گوارا ہے اور اس کی گنجائش بھی سمجھتے ہیں اور انہیں معذور بھی قرار دیتے ہیں، ہم ان کے بارے یہی سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے آئمہ دین میں سے تھے ان کی تعظیم و توقیر ضروری ہے، مگر ہم انہیں قطعی جنتی اور ان کے بارے اللّٰہ کی قطعی رضا کا فیصلہ نہیں کرتے، اگرچہ حسن ظن کی بنا پر ان کے لیے اللّٰہ سے یہی امید رکھتے ہیں،

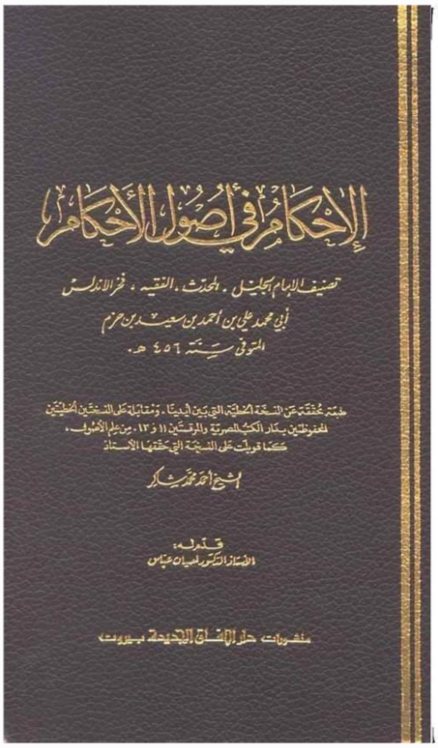
"جب آئمہ کے بارے یہ فکر ہے تو صحابہ کرام کے لیے یہ جائز کیوں نہیں؟ "

آگے فرماتے ہیں

"مگر یہی حق، سیدنا علی، ام المومنین عائشہ، طلحہ، زبیر، عمار، ھشام بن حکیم، معاویہ ،عمرو بن العاص، نعمان، سمرہ، ابوالغادیہ اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کو نہیں دیتے، حالانکہ وہ دین کے سچے امام ہیں ان کی فضیلت اور ان میں سے اکثر کا جنتی ہونا قطعی اور یقینی ہے، یہ خیال تو کسی مخذول کا ہی ہو سکتا ہے کہ بعد والے مجتہدین کے باہمی حلت و حرمت کے اختلاف میں انہیں معذور سمجھے مگر مجتہدین صحابہ کرام کو معذور نہ سمجھے، جن صحابہ کرام کا ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے ہر ایک جس کا اجتہاد درست ہو یا جس کا اجتہاد غلط ہو اسے اس کے اجتہاد پر اجر ملے گا دوہرا اجر ملے یا ایک گنا، اور یہ جو کچھ ان سے صادر ہوا اس سے ان کی عدالت ساقط نہیں ہوتی "

.

اسی کتاب کی جلد 5 میں لکھتے ہیں :
" ہمارے ذمہ فرض ہے کہ ان صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر کریں ان کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا کریں، اور ان سے محبت کریں ان میں سے کسی ایک کا ایک کھجور صدقہ کرنا ہمارے تمام مال و متاع کے صدقہ کرنے سے افضل ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں ان کی ایک مجلس ہماری زندگی بھر کی نیکیوں سے افضل ہے یہ درجہ اور مرتبہ ان میں سے ہر ایک صحابی کو حاصل ہے خواہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں بالغ تھا یا نابالغ "




— ٨٥ —

واما سمرة فتأول أيضاً والمتأول مأجور وان كان مخطئا ،وكذلك قدامة تأول أن لاجناح عليه وصدق لاجناح عليه عندالله تعالى في الآخرة بلاشك وأما في أحكام الدنيا فلا، ولناف الدنيا أحكام غير أحكام الآخرة

وكذلك كل من قاتل عليا رضوان الله عليه يوم صفين ،وأما أهل الجمل فما قصدوا قط قتال علي رضوان الله عليه،ولا قصد علي رضوان الله عليه قتالهم وانما اجتمعوا بالبصرة للنظر في قتلة عثمان رضوان الله عليه واقامة حق الله تعالى فيهم ، فتسرع الخائفون على أنفسهم أخذ حد الله تعالى منهم – وكانوا أعدادا عظيمة يقربون من الالوف – فأثاروا القتال خفية حتى اضطر كل واحد من الفريقين الى الدفاع عن أنفسهم ،إذ رأوا السيف قد خالطهم ، وقد جاء ذلك نصا مرويا

وان العجب ليكثر ممن يبيح لأبي حنيفة ومالك والشافعي والأوزاعي والليث وسفيان واحمد وداود رحمهم الله ، أن يجتهدوا في الدماء وفي الفروج وفي العبادات ،فيسفك هذا دماً يحله باجتهاده ويحرمه سائر من ذكرنا ، ويحل أحدهم فرجا ويحرمه الآخر ، ويحل أحدهم مالا ويحرمه الآخر ، ويوجب أحدهم حدا ويسقطه الآخر،ويوجب أحدهم فرضا وينقضه(١) الآخر، ويحرم أحدهم عملا ويحله الآخر ، ولم يختلفوا قط إلا فيما ذكرنا . فيجيز لهؤلاء الحكم فيما ذكرنا ، ويعذرهم في اختلافهم في استباحة الدماء فما دونها ، وليس عندنا من أمرهم إلا انهم فيما بدالنا مسلمون فاضلون يلزمنا توقيرهم والاستغفار لهم ، إلا أننا لا نقطع لهم بالجنة ولا بمغيب عقودهم ولا برضى الله عز وجل عنهم ، لكن نرجو لهم ذلك ونخاف عليهم كسائر افاضل المسلمين ولا فرق – ثم لانجيز ذلك لعلي وأم المؤمنين وطلحة والزبير وعمار وهشام بن حكيم ومعاوية وعمرو والنعمان وسمرة وأبي الغادية (٢) وغيرهم ، وهم أئمة الاسلام حقا والمقطوع على

(١) في رقم ١١: «ويسقطه». (٢) بفتح الغين المعجمة .وهو الجهني قاتل عمار بن ياسر

لوگو نے معاویہ کے ڈر سے تلبیہ چھوڑ دیا

.
رافضیو اور نیم رافضیو کا اعتراض جس حدیث کی بنیاد پر ہے پہلے وہ ملاحظہ فرمائیں
سعید بن جبیر کہتے ہیں میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ

عنہ کے ساتھ میدان عرفات میں تھا کہ وہ کہنے لگے،
کیا بات ہے میں لوگوں کو تلبیہ پکارتے نہیں سنتا ،
میں نے کہا لوگ معاویہ سے ڈرتے ہیں
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے خیمے سے باہر نکلے اور پکارا "لبیک اللھم لبیک..."
انہوں نے بغض علی میں سنت کو چھوڑ دیا ہے،
اس حدیث کو بنیاد بنا کر رافضی اور نیم رافضی سیدنا معاویہ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ سنت رسول کی مخالفت کرتے تھے،
پہلے اس روایت کی سند پر بات کرتے ہیں
سنن نسائی کی اس حدیث کو کئی محدثین نے صحیح قرار دیا ہے جن میں علامہ البانی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں اور کئی محدثین نے اس کے ایک راوی پر جرح کی اور اسے ضعیف قرار دیا ہے جن میں شیخ شعیب الارنوط بھی شامل ہیں،
روایت کی سند دیکھ لیں
أخبرنا أحمد بن عثمان بن حكيم الأودي، قال: حدثنا خالد بن مخلد، قال: حدثنا علي بن صالح، عن ميسرة بن حبيب، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير
اس سند میں خالد بن مخلد القطواني راوی شیعہ ہے،
جیسا کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا،
صدوق ہے مگر شیعہ ہے
اور محدثین کا متفقہ اصول ہے کہ جو شیعہ راوی ایسی روایت بیان کرے جس میں اس کی شیعت چھلک رہی ہو تو ایسی روایت مردود ہے، چاہے وہ خود صدوق و ثقہ ہو،
اور اس روایت میں شیعت کا واضح اظہار موجود ہے لہذا یہ روایت مردود ہے،

اسی لیے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا،
اس کے پاس منکر روایات بھی ہیں،
اس کے علاوہ امام جوزجانی امام زہبی وغیرہ نے بھی اس کے شیعہ ہونے پر محدثین کے اقوال نقل کیے ہیں،

.

یہاں تک بات تھی روایت کی سند پر اب آتے روایت کے متن کی طرف،
روایت کے متن میں کوئی ایسی بات نہیں جس کو لے کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی اعتراض کیا جا سکے،
جن لوگوں کے بارے کہا گیا کہ انہوں نے بغض علی میں سنت کو چھوڑ دیا ہے وہ مجہول لوگ ہیں کچھ پتہ نہیں کون ہے اور انہی کو بغض علی میں سنت کا تارک قرار دیا ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ کے بارے ہرگز نہیں فرمایا کہ انہوں نے بغض علی میں سنت کو چھوڑ دیا ہے یا کوئی حکم دیا ہے، نا ہی روایت میں کہیں اس کا نام و نشان موجود ہے کہ سیدنا معاویہ نے لوگوں کو تلبیہ پکارنے سے منع فرمایا ہو،
یہ سعید بن جبیر کی بات ہے کہ لوگ سیدنا معاویہ کے ڈر سے تلبیہ نہیں پکار رہے نہ کہ سیدنا ابن عباس کی،

.

اگر بالفرض روایت کو صحیح مان لیا جائے اور بالفرض یہ بھی مان لیا جائے کہ سیدنا معاویہ نے تلبیہ پکارنے سے لوگو کو منع فرمایا تھا تو بھی سیدنا معاویہ پر اعتراض کی گنجائش نہیں،
کیونکہ ہو سکتا ہے سیدنا معاویہ کو اس کے سنت رسول ہونے کا علم نہ ہو،
زرا ملاحظہ فرمائیں

صحیح بخاری میں حدیث ہے
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو (جو عبداللہ بن سبا کی متبع تھی اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنا رب کہتی تھی) جلا دیا تھا۔
جب یہ خبر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو آپ نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو کبھی انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو '
صحیح بخاری، 3017
دیکھیں، وہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک عمل کو فرمان رسول کے خلاف قرار دے رہے ہیں لیکن اس بار قرعہ فال سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نام نکل آیا ہے،
تو اب کیا کہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمان رسول کی مخالفت کرنے والے تھے؟ یہ کہیں گے مگر نا صبی،
جیسے رافضی سیدنا معاویہ کو سنت رسول سے روکنے والا کہتے ہیں،
رافضیت اور ناصبیت یہ دو انتہائیں ہیں، مگر مذہب اہل سنت اعتدال پر مبنی ہے،

.

ہم کہتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو علم نہیں ہو گا کہ رسول پاک نے آگ سے سزا دینے سے منع فرمایا ہے اگر علم ہوتا تو کبھی فرمان رسول کی خلاف نہ کرتے، ایسے ہی ہم کہتے ہیں ہیں سیدنا معاویہ کو علم نہیں ہو گا کہ تلبیہ پکارنا سنت رسول ہے اس وجہ سے انہوں نے روکا ہو(اگر بفرض محال ثابت ہو جائے)
اگر ایسے منہ اٹھا کر اعتراض کرنے کے در پر ہو جائیں جیسے

رافضی اور نیم رافضی کرنے لگتے ہیں تو کوئی بھی محفوظ نہیں رہتا،
سنن نسائی میں ہی روایت ہے کہ
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حج تمتع کے لیے احرام باندھا تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا آپ حج تمتع کا ارادہ رکھتے ہیں جبکہ آپ کے والد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تو اس سے منع فرماتے ہیں،
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات مانی جائے گی یا میرے والد عمر بن خطاب کی؟
اب یہاں کیا کہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول پاک کی مخالفت کر رہے ہیں جو حج تمتع سے منع فرمایا؟
اگر ایسی بات ہوتی تو عبداللہ بن عمر ہی کہہ دیتے مگر انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی جیسے عبداللہ بن عباس نے نہیں کی ، کہ ممکن ہے انہیں اس بات کا علم نہ ہو کہ رسول پاک نے حج تمتع کی اجازت دی ہے،
یہ ہے صحابہ کرام کا مسلک اور یہ ہے اہل سنت کا مسلک،
رافضیت اور ناصبیت گمراہیاں ہیں، اگر ان بدعتی اور جاہل گروہوں کی طرح انّے واہ فتوے لگانے شروع ہو جائیں تو کوئی نہیں بچتا،

معاویہ کا پیٹ نہ بھرے

کیا یہ جملہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

اللّٰہ اس(معاویہ) کا پیٹ نہ بھرے
صحیح مسلم
شیعہ روافض اور نیم روافض اور جہلمی زریت اس جملے سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں،لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ پیٹ نہ بھرنا قابل طعن ہے یا پیٹ بھرا ہونا ،
سیدنا مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ،
الا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ إلا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذآ القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فا حلوه وما وجدتم فیہ من حرام فحرموه وان ما حرم رسول اللّٰہ کما حرم اللّٰہ إلا لا یحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد
سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ.
" لوگو! آگاہ رہو مجھے قرآن بھی دیا گیا اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے، قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا آدمی اپنی چارپائی پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو گا اور کہے گا کہ تم قرآن کو مضبوط پکڑو جو اس میں حلال ملے صرف اسی کو حلال سمجھو اور جو تم کو اس میں حرام نظر آئے صرف اسی کو حرام جانو، لیکن (اس کی یہ بات غلط ہے کیونکہ) اللّٰہ کے رسول نے بھی اسی طرح محارم کا تعین کیا ہے جس طرح اللہ تعالی نے کیا،
خبردار رہو تم پر گھریلو گدھے حرام ہیں اسی طرح درندوں میں سے ہر کچلی والا جانور حرام ہے اور کسی ذمی کی گری پڑی چیز بھی تم پر حلال نہیں،
سنن ابی داؤد، صحیح البانی
.

اس حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیٹ بھرا ہونا بطور تنقیص بیان فرمایا ہے، جبکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے پیٹ نہ بھرنے کا فرمایا، تو اب یا پیٹ بھرا ہونا قابل طعن ہے یا پیٹ نہ بھرنا ،فرمان رسول سے یہ واضح ہوتا ہے کہ پیٹ بھرا ہونا تنقیص ہے،

رافضی پراپیگنڈہ

اگر صحابہ کرام پراپگنڈہ کا شکار ہو سکتے ہیں تو علماء کرام کیوں نہیں؟
علماء اہل سنت بھی رافضی پراپیگنڈہ کا شکار ہوئے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے یزید بن معاویہ کے خلاف جو بعض علماء اہل سنت کا منفی موقف ہے رافضی پراپیگنڈا کا نتیجہ ہے،
یہ رافضی پراپگنڈہ ہی ہے کہ محرم الحرام میں شادی نہیں کرنی سوگ منانا ہے، دیکھ لیں کتنی دنیا اس پراپگنڈے کا شکار ہے،
بس اسی طرح بعض علماء بھی ان کے پراپگنڈے میں مبتلا ہو گئے، اس لیے اقوال علماء دلیل نہیں ہو سکتے جو غلطی کر جائے جس سے خطا ہو جائے اس کا قول دلیل نہیں ہوتا، اس لیے کسی عالم کا کوئی قول جو کسی بھی صحابی کے خلاف ہے مردود ہے،
اس کو بھی مثال سے سمجھیں، قرآن و حدیث کی نصوص اس پر دال ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، لیکن قا دیانی رسول پاک کے بعد بھی نبوت جاری مانتے ہیں اب قاد یانیوں کی کتابیں چھوڑیں ان کی ویب سائٹ پر جا کر دیکھ لیں اپنے اس موقف کو ثابت کرنے کے لیے وہ علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں کبھی وہ ابن عربی

کے اقوال پیش کرتے ہیں، کبھی دیوبندی مولویو کے وغیرہ وغیرہ، تو جب قرآن و حدیث کی نصوص نبوت کا سلسلہ بند ہونے پر صراحتاً دال ہیں تو اب علماء کے اقوال دیکھیں جائیں گے کیا کہ جن سے یہ مطلب نکلتا ہو کہ رسول پاک کے بعد بھی نبی آ سکتے ہیں؟ ایسے اقوال علماء اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینکے جائیں گے،

آج میرا یہ جملہ یاد کر لو اچھی طرح پکا لو،

"ہر باطل و گمراہ فرقے کو اپنے مطلب کا مواد کسی نہ کسی عالم سے مل جاتا ہے"

تو جب صورت حال یہ ہے تو علماء کے اقوال کی حیثیت بھی پھر اتنی ہی ہو گی جتنی ہونی چاہیے وہ حجت و دلیل نہیں بن سکتے، جو گمراہ طائفہ قرآن و حدیث چھوڑ کر علماء کے اقوال کو دلیل بنائے سمجھو گمراہ ہے کہ وہ معصوم کو چھوڑ کر غلطی کے پتلے کو دلیل بنا رہا ہے،کسی بھی عالم کا قول جس سے کسی بھی صحابی کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہو وہ قول مردود ہے،

.

اسی طرح قرآن و حدیث کی نصوص جب فضائل صحابہ پر دال ہیں جب فرمان رسول سے سیدنا معاویہ اور دیگر اصحاب کی فضیلت ثابت ہے ،تو پھر کسی عالم کی بات کی کوئی حیثیت نہیں رہتی بلکہ قرآن و حدیث کے خلاف علماء کے اقوال پیش کرنا ہی گناہ ہے،ہاں اگر قرآن و حدیث کی تائید میں علماء کے اقوال ہوں تو پیش کیے جا سکتے ہیں،

.

تو بات چل رہی تھی پراپگنڈہ کی، صحابہ کرام بھی پراپگنڈہ کا شکار ہوئے لیکن حقائق واضح ہونے کے بعد انہوں نے رجوع کیا،

تاریخ دمشق کا سکین آپ کے سامنے ہے ،یہ واقعہ تاریخ بغداد میں بھی موجود ہے اور اس کی سند بالکل صحیح ہے، ملاحظہ فرمائیں :

"مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ خود ہی روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک وفد کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے،

تو سیدنا معاویہ نے ان کی ضرورت پوری کی پھر تخلیے میں بلا کر کہا :

تمہارا حکمرانوں پر طعن کرنا کیا ہوا؟

سیدنا مسور نے کہا :

یہ چھوڑیں اور سلوک کریں جو ہم پہلے بھیج چکے ہیں۔

سیدنا معاویہ نے کہا :

نہیں ، اللہ کی قسم ! تمہیں اپنے بارے میں بتانا پڑے گا اور تم مجھ پر جو تنقید کرتے ہو۔

سیدنا مسور نے کہا :

میں نے ان کی تمام قابلِ عیب باتیں (غلطیاں) انہیں بتا دیں۔

سیدنا معاویہ نے کہا :

کوئی بھی گناہ سے بری نہیں ہے -

اے مسور ! کیا تمہیں پتا ہے کہ میں نے عوام کی اصلاح کی کتنی کوشش کی ہے ، ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملے گا۔ یا تم گناہ ہی گنتے رہتے ہو اور نیکیاں چھوڑ دیتے ہو؟

سیدنا مسور نے کہا :

نہیں ، اللہ کی قسم ! ہم تو انہی گناہوں کا ذکر کرتے ہیں جو ہم دیکھتےہیں۔

سیدنا معاویہ نے کہا :

ہم اپنے ہر گناہ کو اللہ کے سامنے تسلیم کرتے ہیں۔
اے مسور ! کیا تمہارے ایسے گناہ ہیں جن کے بارے میں تمہیں یہ خوف ہے کہ اگر بخشے نہ گئے تو تم ہلاک ہوجاؤ گے ؟
سیدنا مسور نے کہا:
جی ہاں !
سیدنا معاویہ نے کہا :
کس بات نے تمہیں اپنے بارے میں بخشش کا مستحق بنا دیا ہے اور میرے بارے میں تم یہ امید نہیں رکھتے ؟
اللہ کی قسم ! میں تم سے زیادہ اصلاح کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اللہ کی قسم ! دو باتوں میں صرف ایک ہی بات کو اختیار کرتا ہوں ۔ اللہ اور غیر اللہ کے درمیان صرف اللہ کو ہی چنتا ہوں ۔ میں اس دین پر ہوں جس میں اللہ عمل قبول فرماتا ہے ، وہ نیکیوں اور گناہوں کا بدلہ دیتا ہے سوائے اس کے کہ وہ جسے معاف کر دے۔ میں ہر نیکی کے بدلے یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کئی گنا اجر عطا فرمائے گا،
۔ میں ان عظیم امور کا سامنا کر رہا ہوں جنہیں میں اور تم دونوں گن نہیں سکتے۔ میں نے اقامتِ صلوٰۃ کا نظام ،جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کے نازل کردہ احکامات کا نظام قائم کر رکھا ہے اور ایسے بھی کام ہیں اگر میں انہیں تمہیں بتا دوں تو تم انہیں شمار نہیں کر سکتے ، اس بارے میں فکر کرو۔
سیدنا مسور فرماتے ہیں
کہ میں جان گیا کہ معاویہ ؓمجھ پر اس گفتگو میں غالب ہوگئے۔
عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی نہیں سنا گیا کہ سیدنا مسور نے سیدنا معاویہ کی کبھی مذمت کی ہو۔ پھر تو وہ تو ان کے لئے دعائے مغفرت ہی کیا کرتے تھے"

.
یہاں دیکھیں سیدنا مسور کے سیدنا معاویہ کے بارے پہلے کیا خیالات تھے اور وہ انہیں کیا سمجھتے تھے لیکن جب حقائق کھلے تو رجوع کرکے کیا موقف اپنایا،

.
اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کوفیو کے ورغلانے پر یزید کے بارے بنے اپنے گزشتہ موقف سے رجوع کرتے ہیں، جیسا کہ شرائط حسین اس پر دال ہیں،
پراپیگنڈا کا شکار انسان ہو جاتا ہے سیدنا عثمان کی شہادت میں بھی پراپگنڈہ کا کردار رہا ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف پراپیگنڈا کا شکار بھی چند صحابہ ہوئے، جنگ جمل و جنگ صفین سبائی و رافضی پراپگنڈہ کا نتیجہ تھیں، آدم و حوا علیہم السلام شیطان کے بہکاوے میں آ گئے،
یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے بھائیو کے پراپگنڈہ میں آ گئے اور یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ بھیج دیا،
تو جب انبیاء کرام پراپگنڈہ سے محفوظ نہیں رہے تو غیر معصوم علماء کرام اگر رافضی پراپگنڈہ کا شکار ہوئے تو یہ عجیب بات نہیں،
آج کے دور میں ہی دیکھ لیں کتنے اہل سنت کے مختلف مکاتب فکر کے علماء رافضی پراپگنڈہ کا شکار ہیں اور رافضیو کہ بعض بیانیے درست مانتے ہیں، بس یہی معاملہ ہر دور میں رہا ہے،

.
خود رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے،
ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص اپنے میراث کے مسئلے میں

جھگڑتے ہوئے آئے اور ان دونوں کے پاس بجز دعویٰ کے کوئی دلیل نہیں تھی، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
: ”میں انسان ہی ہوں، تم اپنے مقدمات کو میرے پاس لاتے ہو، ہو سکتا ہے کہ تم میں کچھ لوگ دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل زیادہ بہتر طریقے سے پیش کرنے والے ہوں تو میں انہیں کے حق میں فیصلہ کر دوں جیسا میں نے ان سے سنا ہو، تو جس شخص کے لیے میں اس کے بھائی کے کسی حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اس میں سے ہرگز کچھ نہ لے کیونکہ میں اس کے لیے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ رہا ہوں“
تو یہ سن کر دونوں رو پڑے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کہنے لگا: میں نے اپنا حق تجھے دے دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا:
”جب تم ایسا کر رہے ہو تو حق کو پیش نظر رکھ کر (مال) کو تقسیم کر لو، پھر قرعہ اندازی کر لو اور ایک دوسرے کو معاف کر دو“۔
سنن ابی داؤد، صحیح البانی

.
تو رافضی جن کا دن رات کام ہی یہی ہے جھوٹ بولنا کذب بیانی،پراپیگنڈا کرنا، ان کی تاریخ جھوٹ سے ہی عبارت ہے،مندرجہ ذیل جملہ رافضی اصول ہے
گوئبلز نے ہٹلر سے کہا تھا
کہ اگر آپ جھوٹ بولیں اور اُسے دُہراتے چلے جائیں تو وہ سچ لگنے لگتا ہے



تاريخ مدينة دمشق

وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل أو اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها

تصنيف

الإمام العالم الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي

المعروف بابن عساكر

٤٩٩ هـ - ٥٧١ هـ

دراسة وتحقيق

محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي

الجزء التاسع والخمسون

معالي - مغيث

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

معاوية بن صخر أبي سفيان بن حرب ١٦١

أن سعد بن أبي وقاص قال: ما رأيت أحداً بعد عثمان أقضى بحق من صاحب هذا الباب - يعني مُعَاوِيَة -.

أخبرنا أبو بكر اللفتواني، أنا أبو عمرو بن مندة، أنا أبو محمد بن يوة، أنا اللنباني[1]، نا ابن أبي الدنيا، نا أبو بكر التيمي، والحسن بن يحيى، قالا: نا عبد الرزاق[2]، أنا معمر، عن الزهري، عن حميد بن عبد الرحمن، نا المسور بن مخرمة.

أنه وفد على مُعَاوِيَة، فلما دخلتُ عليه - حسبت أنه قال: سلّمت عليه - فقال: ما فعل طعنك على الأئمة يا مِسْوَر، قال: قلت: أرفضنا من هذا، وأحسن فيما قدمنا له، قال: لتكلّمني بذات نفسك، قال: فلم أدع شيئاً أعيبه عليه إلّا أخبرته به، فقال: لا تبرأ من الذنوب، فهل لك من ذنوب تخاف أن تهلكك إنح لم يغفرها الله لك؟ قال: قلت: نعم، يعني قال: فما يجعلك أحق بأن ترجو المغفرة مني، فوالله لما إليّ من الصلاح[3] بين الناس، وإقامة الحدود، والجهاد في سبيل الله، والأمور العظام التي تحصيها والتي لا تحصيها أكثر مما تلي، وإني لعلى دين يقبل الله فيه الحسنات ويعفو عن السيئات، ووالله على ذلك ما كنت لأخيّر بين الله وغيره إلّا اخترت الله على ما سواه، قال: ففكرت حين[4] قال لي ما قال، فعرفتُ أنه قد خصمني، قال: فكان إذا ذكره بعد ذلك دعا له بخير.

أخبرنا أبو الحسن المالكي، نا - وأبو منصور المقرئ، أنا - أبو بكر الخطيب[5]، أنا القاضي أبو [بكر][6] أحمد بن الحسن الحرشي[7]، نا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم، نا محمد بن خالد بن خلي الحمصي، نا بشر بن شعيب بن أبي[8] حمزة، عن أبيه، عن الزهري، أخبرني عروة بن الزبير أن المسور بن مخرمة أخبره:

أنه قدم وافداً على مُعَاوِيَة بن أبي سُفْيَان، فقضى حاجته، ثم دعاه فأخلاه، فقال: يا

(١) تحرفت بالأصل وبقية النسخ إلى: الليثاني، بتقديم الياء.
(٢) من طريقه رواه ابن كثير في البداية والنهاية ٨/ ١٤٢ - ١٤٣ ورُوي في أنساب الأشراف ٥/ ٥٣ (ط. دار الفكر - بيروت) وسير الأعلام ٣/ ١٥٠ - ١٥١.
(٣) مكانها بياض في «ز».
(٤) في «ز»: «ت حين» مكانها بياض في «ز».
(٥) رواه أبو بكر الخطيب في تاريخ بغداد ١/ ٢٠٨.
(٦) سقطت من الأصل وبقية النسخ، واستدركت عن تاريخ بغداد وقوله: «القاضي أبو بكر» مكانه بياض في «ز».
(٧) لوقها شبة في م. (٨) سقطت من تاريخ بغداد.

حسنین کریمین کی سیدنا معاویہ کے ہاتھ پر بیعت

بیعت کے لغوی معنی ہیں، حوالے کرنا، سپرد کرنا، شرعی اصطلاح میں بیعت حاکم کی اطاعت و تابعداری کے معاہدے کو کہتے ہیں، سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہم نوجوانان جنت کے سرداروں نے جس کی بیعت کی اس کی عظمت و منقبت شان و رفعت، مناقب و فضائل میں اور کچھ نہ بھی ہو یہ ایک فضیلت ہی اتنی بڑی ہے کہ جس کے آگے بڑی بڑی فضیلتیں چھوٹی نظر آتی ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کی بیعت جنت کے سرداروں نے کی ہے،
مصنف ابن ابی شیبہ کا سکین ملاحظہ فرمائیں :
"عروہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد بن عبادہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے لشکر کے اگلے حصّے میں رہے تھے، اور ان کے ساتھ پانچ ہزار افراد تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اپنے سروں کو منڈوا لیا تھا،

پس جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت میں داخل ہوگئے تو قیس نے بیعت میں داخل ہونے سے انکار کردیا، پھر اپنے ساتھیوں سے کہا تم کیا چاہتے ہو ؟
اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں لے کر ہمیشہ لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ ہم میں سے پہلے مرنے والا مر جائے، اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے امان طلب کرلوں، وہ کہنے لگے آپ ہمارے لئے امان طلب کرلیں، چناچہ انہوں نے ان کے لئے کچھ شرائط اور معاوضے کے ساتھ صلح کرلی، اور شرط ٹھہرائی کہ ان کو کسی قسم کی سزا نہ دی جائے ، اور یہ کہا کہ میں ان کا ایک فرد ہوں گا، اور اپنے لئے کوئی شرط نہیں لگائی، جب وہ مدینہ کی طرف اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلے تو سارے راستے میں روزانہ ان کے لئے ایک اونٹ ذبح کرتے رہے یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے"

.

دوسری روایت شیعہ روافض کا شیخ الطائفہ طوسی بیان کرتا ہے :
" معاویہ نے حسن بن علی صلوات اللہ علیہما کو لکھا کہ آپ، حسین اور علی کے دوسرے ساتھی میرے پاس آئیں، ان کے ساتھ قیس بن سعد بن عباد انصاری بھی چل پڑا۔
یہ لوگ شام پہنچے، معاویہ نے انہیں آنے کی اجازت دی، اور ان کے لئے خطباء کو تیار کیا،
کہنے لگا اے حسن! اٹھ اور بیعت کر، آپ اٹھے اور بیعت کرلی،
پھر حسین سے کہا: اٹھ اور بیعت کر،
پھر کہا: اے قیس! اٹھ اور بیعت کر، میں نے حسین کی طرف دیکھا کہ دیکھوں، وہ کیا حکم دیتے ہیں، تو انہوں نے کہا: اے قیس! یہ میرے امام ہیں، یعنی حسن علیہ السلام"

.

اس شیعہ روایت میں سیدنا حسن و حسین کی سیدنا معاویہ سے بیعت کی تصریح کے ساتھ ایک چیز قابل غور ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا امام کہا، یعنی جب میرے امام نے سیدنا معاویہ کی بیعت کر لی ہے تو قیس تو بھی کر،
اب یہ سیدنا حسن جو کہ سیدنا حسین کے امام ہیں شیعہ روایت کے مطابق ہی ان کو شیعہ روافض نے سیدنا معاویہ کی بیعت کے بعد کیا لقب دیا،
ملا باقر مجلسی بیان کرتا ہے :
"سفیان کہتا ہے کہ :
جب سیدنا حسن نے (امیر المومنین) معاویہ کی بیعت کرلی ، تو میں جناب حسن کے پاس آیا ، وہ اپنے گھر کے صحن میں چند لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے
میں نے جاتے ہی کہا :
اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تجھ پر سلام ہو ،
انہوں نے مجھے وعلیکم السلام کہا... "

.
ان شیعہ سنی روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سیدنا حسنین کریمین نے سیدنا معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں اپنا امام مانا، اب جو جو بکواس رافضی اور نیم رافضی جہلمی زریت سیدنا معاویہ پر کرتی ہے کہ وہ ظالم بادشاہ تھے، باغی تھے،باطل پر تھے، سنت کی مخالفت کرتے تھے، ان سب جرائم میں حسنین کریمین برابر کے شریک بنتے ہیں،اب ایک ہی بات ہے یا تو رافضی اور جہلمی زریت جھوٹی ہے یا پھر حسنین کریمین غلطی پر ہیں،

المُصَنَّف

لِابْنِ أَبِي شَيْبَة

الإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي

المولود سنة ١٥٩هـ - والمتوفى سنة ٢٣٥هـ

رضي الله عنه

حققه وقوّم نصوصه وخرّج أحاديثه

محمد عوامة

المجلد السادس عشر

الرؤيا - الأمراء - الوصايا - الفرائض - الفضائل

٣١٠٨٩ - ٣٢٥٨٥

شركة دار القبلة — مؤسسة علوم القرآن

٣١٢٢٢ - حدثنا أبو أسامة قال: حدثنا هشام، عن أبيه قال: كان قيس ابن سعد بن عُبادة مع عليّ على مقدّمته، ومعه خمسة آلاف قد حلقوا رؤوسهم بعد ما مات عليّ، فلما دخل الحسن في بيعة معاوية أبى قيسٌ أن يدخل، فقال لأصحابه: ما شئتم؟ إن شئتم جالدت بكم أبداً حتى يموت الأعجل، وإن شئتم أخذت لكم أماناً، فقالوا له: خُذْ لنا أماناً، فأخذ لهم أن لهم كذا وكذا، ولا يُعاقَبوا بشيء، وإني رجل منهم، ولم يأخذ لنفسه خاصة شيئاً، فلما ارتحل نحو المدينة ومضى بأصحابه جعل ينحر لهم كل يوم جزوراً حتى بلغ.

٣١٢٢٣ - حدثنا ابن عيينة، عن عمرو، عن أبي جعفر: أن علياً بلغه عن المغيرة بن شعبة شيء، فقال: لئنْ أخذتُه لأُتْبِعَنَّه أحجاره.

٣١٢٢٤ - حدثنا ابن عيينة، عن عمرو، عن أبي جعفر: أن فلاناً شهد عند عمر فردَّ شهادته.

٣١٢٢٥ - حدثنا غندر، عن شعبة، عن سعد بن إبراهيم قال: سمعت

٣١٢٢٢ - تقدم طرفه الأخير برقم (٢٧١٥٣).

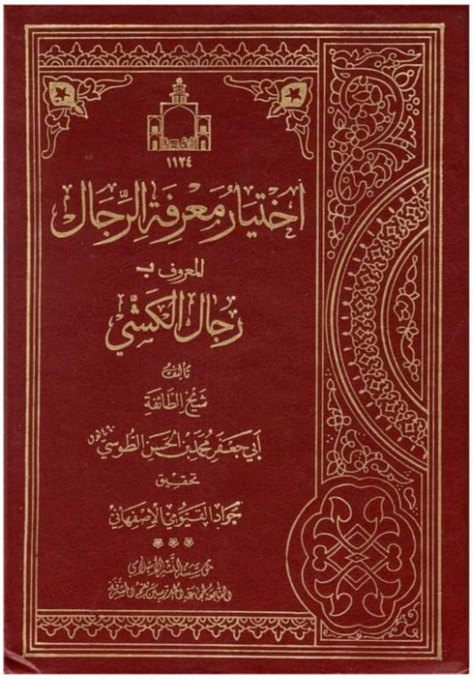
«فلما ارتحل»: في ش، ع: ارتحلوا.

٣١٢٢٥ - سيأتي برقم (٣٢٨٣٧).

وقد رواه الإمام أحمد في «فضائل الصحابة» (١٢٥٤) بمثل إسناد المصنف.

ورواه ابن سعد ٣: ١٣٦، و الطبراني ١ (٢/٢٦٣) من طريق إبراهيم بن سعد، عن أبيه سعد بن إبراهيم، به.

وروى الحاكم ٣: ٣٠٧ من طريق أحمد المشار إليه برقم (١٢٥٤) المتن الذي =



مخلوق، قال: فأبوا عليه وقالوا له: أنت أنت هو، فقال لهم: لئن لم ترجعوا عمّا قلتم فيّ وتتوبوا إلى الله تعالى لأقتلنّكم، قال: فأبوا أن يرجعوا ويتوبوا، فأمر أن تحفر لهم آبار، فحفرت، ثمّ خرق بعضها إلى بعض ثمّ قرّقهم فيها، ثمّ طمّ رؤوسها، ثمّ ألهب النّار في بئر منها ليس فيها أحد، فدخل الدخان عليهم فماتوا.

٤٩
قيس بن سعد بن عبادة

[١٧٦] ١ - جبرئيل بن أحمد وأبو اسحاق[١] حمدويه وإبراهيم ابنا نصير، قالوا: حدّثنا محمّد بن عبدالحميد العطّار الكوفي، عن يونس بن يعقوب، عن الفضل[٢] غلام محمّد ابن راشد، قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: إنّ معاوية كتب إلى الحسن بن عليّ عليهما السلام أن أقدم أنت والحسين وأصحاب عليّ، فخرج معهم قيس بن سعد بن عبادة الأنصاري وقدموا الشام، فأذن لهم معاوية وأعدّ لهم الخطباء، فقال: يا حسن قم فبايع، فقام فبايع، ثمّ قال للحسين عليه السلام: قم فبايع، فقام فبايع، ثمّ قال: قم يا قيس فبايع، فالتفت إلى الحسين عليه السلام ينظر ما يأمره، فقال: ياقيس إنّه امامي، - يعني الحسن عليه السلام -.

[١٧٧] ٢ - حدّثني جعفر بن معروف، قال: حدّثني محمّد بن الحسين بن أبي الخطّاب، عن جعفر بن بشير، عن ذريح، قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: دخل قيس بن سعد بن عبادة الأنصاري صاحب شرطة الخميس على معاوية، فقال له معاوية: بايع، فنظر قيس إلى الحسن عليه السلام، فقال: أبا محمّد بايعت؟ فقال له معاوية: أما تنتهي

---

(١) الصواب: أبوالحسن وأبواسحاق، لأنّ كنية حمدويه هو أبوالحسن وأبو اسحاق كنية ابراهيم، كما صرّح بهما في الأرقام: ١٢ و٣٦٨، وصرّح بالأول الشيخ في رجاله والكشّي في عدة من الروايات.

(٢) الفضيل (خ ل)، عنونه الشيخ في أصحاب الصادق عليه السلام، وفيه أيضاً: الفضل، وكلا التعبيرين مذكور في الروايات.



أقول: قال عبد الحميد بن أبي الحديد: قال أبو الفرج الأصفهانيّ: حدَّثني محمّد بن أحمد أبو عبيد، عن الفضل بن الحسن البصريّ، عن أبي عمرويه، عن مكّيّ بن إبراهيم، عن السريّ بن إسماعيل، عن الشعبيّ، عن سفيان بن اللّيل قال أبوالفرج: وحدَّثني أيضاً محمّد ابن الحسين الأشنانيّ وعليّ بن العبّاس، عن عباد بن يعقوب، عن عمرو بن ثابت، عن الحسن بن الحكم، عن عديّ بن ثابت عن سفيان قال: أتيت الحسن بن عليّ عليه السلام حين بايع معاوية فوجدته بفناء داره وعنده رهط، فقلت: السلام عليك يا مذلّ المؤمنين، قال: وعليك السّلام يا سفيان انزل فنزلت فعقلت راحلتي ثمَّ أتيته فجلست إليه فقال: كيف قلت يا سفيان؟ قال: قلت: السلام عليك يا مذلّ المؤمنين فقال: ما جرَّ هذا منك إلينا؟ فقلت: أنت والله بأبي أنت وأمّي أذللت رقابنا حين أعطيت هذا الطاغية البيعة، وسلّمت الأمر إلى اللّعين ابن آكلة الأكباد، ومعك مائة ألف كلّهم يموت دونك، وقد جمع الله عليك أمر الناس

حق کا معیار شخصیت یا شریعت

یہ بات بہت اہم ہے فتنہ پیدا کرنے کا یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ معیار حق شریعت کی بجائے شخصیت کو بنایا جائے، اب شخصیت چونکہ مقدس ہوتی ہے اس لیے اس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا، اور اگر کوئی اعتراض کر بیٹھے تو پھر اس کی خیر نہیں اس کو دنیا جہاں کے برے القابات سے نواز دیا جاتا ہے، جس کے ڈر سے وہ مجبوراً حق بات بیان نہیں کر سکتا،
مولوی لوگ ہر فرقے کے یہاں تک کہ اہل حدیث میں بھی جن کے نزدیک وحی الہی ہی حجت و معیار ہے حق کا، وہ بھی اس دام میں پھنسے ہوئے ہیں اور شخصیات کی فضیلت کو معیار بنائے ہوئے ہیں، حالانکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرما دیا تھا :
"اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو محمد اس کے ہاتھ

بھی کاٹ دے گا"
صلی اللہ علیہ والہ وسلم ،
یہ ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دیا ہوا دین، جس میں شخصیات کی فضیلت و مناقب نہیں دیکھے جاتے شریعت کے آگے، اب نبی پاک کی بیٹی سے زیادہ فضیلت والی ہستی کون ہو سکتی ہے، لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اصول دیا کہ اس فضیلت والی ہستی سے بھی غلطی ہوئی تو اس غلطی پر شریعت مواخذہ کرے گی،

.

اللہ پاک نے سورہ الانعام میں قرآن میں اٹھارہ نبیوں کا ذکر کرکے فرمایا کہ اگر یہ بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال بھی اکارت جاتے،

.

پھر صحابہ کرام کا بھی یہی نظریہ تھا کہ وہ شخصیت پر شریعت کو مقدم رکھتے تھے، اس کی سب سے پہلی مثال سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قائم کرکے دکھائی، جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ فدک کیا، تو سیدنا ابوبکر صدیق نے شخصیت نہیں دیکھی بلکہ شریعت دیکھی،
یہاں ہم یہ فیصلہ صادر نہیں کرتے کون صحیح تھا کون غلط نہ ہی ہم اس کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم نے دیکھنا صرف یہ ہے کہ کوئی بھی معاملہ ہو اس میں اصول کیا رکھا صحابہ کرام نے اور ہم نے کیا کرنا ہے اور ہم کر کیا رہے ہیں،
کیا شخصیت کو مقدم رکھا جائے گا یا شریعت کو،
اب یہاں فتنہ گر یہ کرتا ہے کہ سیدہ فاطمہ کا مطالبہ فدک میں شریعت کی بجائے شخصیت کو ترجیح دیتا ہے،
اسی طرح سیدنا معاویہ کے سیدنا علی سے مطالبہ قصاص میں

شریعت کی بجائے شخصیت کو ترجیح دیتا ہے،
یہاں ہمیں اس سے غرض نہیں کہ سیدنا علی سے سیدنا معاویہ کی مخالفت درست تھی یا غلط، ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ سیدنا معاویہ اور دیگر اصحاب رسول کا مطالبہ شریعت کے مطابق تھا یا شریعت کے خلاف،
اگر تو شریعت کے مطابق تو پھر اعتراض کی گنجائش نہیں،
.
اسی طرح ہر معاملے میں شریعت کو مقدم رکھیں تو فتنوں سے بچیں رہیں گے،
یہ جان لیں شریعت سے شخصیات کو پرکھا جائے گا شخصیات سے شریعت کو نہیں،